(۵) استثناء وتخصیص، نسخ نہیں ہے۔ مَا کُلُّ عَامٍ اِلَّا وَقَدْ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ ؛ اگر ایک فرد پر بھی حکم باقی نہ رہے تو نسخ ہوگا استثناء وتخصیص میں ایسا نہیں ہوتا۔

(۶) وقتی حکم ختم مدت کی وجہ سے اُٹھ جاتا ہے نہ کہ منسوخ ہوجاتا ہے۔

(۷) کوئی حکم کسی خاص حالت وعلت کی وجہ سے دیا گیا ہو تو علت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے حکم باقی نہیں رہتا اور نہ منسوخ ہوتا ہے۔

(۸) تمہید کے طور سے جو حکم دیا گیا ہو وہ اصل حکم سے منسوخ نہیں ہوتا۔

(۹) تمام انبیاء کے مذاہب وقتی تھے چنانچہ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؛ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ جب تمام مذاہب وقتی تھے تو حضرتؐ کے آنے کے بعد ان کا وقت نہ رہا لہٰذا دیگر انبیاء کے مذاہب بھی منسوخ نہیں ہوئے بلکہ ختمِ مدت کی وجہ سے وہ احکام باقی نہیں رہے مگر اسلام نے ان میں سے جن کو جاری رکھا وہ بہ حیثیت حکمِ محمدی کے ہیں نہ کہ مذہب سابق کے۔ آیندہ ہر ایک آیت جس کے نسخ کا دعویٰ لوگ کرتے ہیں اس کا جواب اس کے مقام پر دیا جائے گا۔

اَوْنُنْسِهَا ۔ یا (امتدادِ زمانہ سے ان آثارِ قدرت) کو بھلا دیا۔ ہزاروں پیغمبر اور ان کے معجزے گزرے اب ان کے نام تک معلوم نہیں۔ نَاْتِ بِ ؛ ہم لائیں گے۔ مِنْهَا ؛ ان سے۔ نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا ؛ ہم ان سے بہتر لائیں گے۔ اَوْمِثْلِهَا یا ان کا مثل، برابر۔ اَلَمْ تَعْلَمْ ؛ کیا تم نہیں جانتے۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ اللہ، بے شک اللہ۔ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ ؛ ہر ایک شئ پر۔ قَدِیْرٌ ؛ قادر، قدرت والا ہے۔

ترجمہ:- ہم جو کسی نشانی کو دور کرتے یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس کے برابر یا اس سے بہتر نشانی لاتے ہیں کیا تم کو علم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بعض حضرات کو غیرِ قرآن کے متعلق قرآن ہونے کی غلط فہمی اس وجہ سے ہوئی کہ حضرت ﷺ نے تفسیر کے طور پر ایک جملہ کہا اور حاضرین نے اس کو آیت سمجھ لیا یا بطور یادداشت کے اپنے مصحف میں لکھ لیا مگر جب حضرتؐ نے تمام قرآن حفاظ کو یاد کروا دیا اس کے مدرسے قائم کئے اور متفرق اجزا میں کاتبوں سے لکھوایا اور ان راویوں نے ان جملوں کو قرآنِ شریف میں نہ پایا تو منسوخ التلاوۃ سمجھ لیا۔ مثلاً مصحفِ ابن مسعودؓ میں ایام متوالیات ہے اور خود ان کی روایتِ قرآن میں متوالیات نہیں ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ اپنے آثارِ قدرت کو دکھائے چلا جارہا ہے، تم تو قوانینِ الٰہیہ ونوامیس طبعیہ کے عالم ہو۔ اس کے عامل بنو۔ تم خود آیات اللہ سے ہوجاؤ گے۔ تم سے کمالاتِ قدرت نمایاں ہوں گے۔ تم بالشت بھر چلو اللہ ہاتھ بھر چلے گا۔ تم ہاتھ بھر چلو وہ بام بھر چلے گا۔ تم اس کی طرف چلو وہ تمہاری طرف دوڑ کر آئے گا۔ اللہ تمہاری مدد کا ارادہ فرمائے گا تو

سب کچھ کر سکے گا۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

اَلَمْ تَعْلَمْ ؛ کیا تم نہیں جانتے ؟ کیا تم کو علم نہیں ؟ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ اللہ ۔ لَهٗ ؛ اس کے واسطے ہے، اس کا ہے۔ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛ آسمانوں اور زمین کی سلطنت و بادشاہی وحکومت ۔ وَمَا لَكُمْ ؛ اور تمہارے لئے نہیں ہے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؛ اللہ کے سوا، سامنے، مقابل مِنْ ۔ وَلِيٍّ سے حال ہے۔ كَائِنًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ ؛ دوست، حمایتی ۔ مِنْ زائد ہے ۔ وَلَا ؛ اور نہیں ۔ نَصِيْرٍ ؛ فتح ونصرت دینے والا ، یار و مددگار ۔

ترجمہ :- کیا تم کو علم نہیں کہ بے شک اللہ ہی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے ، اور نہ مددگار ۔

صاحبو ! کفار لااعتبار کی سلطنتوں سے نہ ڈرو نہ ان کی حمایت پر اتراؤ۔ سلطنت ، اللہ کی ہے ۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ؛ اللہ کے سوا تمہارا کوئی یار ہے نہ مددگار، تمہارا کوئی نہیں ۔ دیکھو ! منافقوں ، بے سروں کو سردار نہ سمجھو ۔ یہ بدتر از کفار ہیں ۔ کفار کو اپنے آقائے نامدار سمجھتے ہیں ۔ یہ لوگ تمہاری رتی رتی کی خبر کفار کو پہنچاتے ہیں ، ان سے بہت ہوشیار رہو ۔ یہ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کے مقیمین ہیں ۔ تم کو ایک اللہ بس ، باقی ہوس ع

یک دل داری بس است یک دوست ترا

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُؕ

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾

اَمْ تُرِيْدُوْنَ ؛ اے مسلمانو ! کیا تم بھی چاہتے ہو، ارادہ کرتے ہو ۔ اَنْ تَسْـَٔلُوْا ؛ کہ سوال کرو، پوچھو، استفسار کرو۔ رَسُوْلَكُمْ ؛ تمہارے رسول سے ، پیغمبر سے ۔ كَمَا ؛ جس طرح کہ ، جیسے سُئِلَ مُوْسٰى ؛ سوال کئے گئے موسیٰ ۔ مِنْ قَبْلُ ۔ اس سے پہلے ، اس زمانہ سے قبل ۔ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ ؛ اور جو بدل دے کفر سے ایمان کو اور جو بدل لے کفر کو بعوض ایمان کے ، اور جس نے کفر کو ایمان کے بدلے لیا ۔ فَقَدْ ضَلَّ ؛ تو تحقیق ، حقیقۃً ، بے شک وہ گمراہ ہوگیا ، بھٹک گیا ، بہک گیا ۔ سَوَآءَ ؛ سیدھا ، برابر ، مستقیم ۔ السَّبِيْلِ ؛ راستہ ۔ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ؛ صراط مستقیم ، راہ راست ۔

ترجمہ :- (اے مسلمانو!) کیا تم بھی یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے ایسے سوالات کرو جیسے اس سے پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے (ایسے شرارت کے سوالات کفر ہیں) اور جو ایمان کے عوض کفر حاصل کرے تو راہِ راست سے بھٹکا، (بہکا)۔

صاحبو! تم بھی علماء سے غیر ضروری باتیں نہ پوچھو، ایمانِ اجمالی پر جمے رہو، عملِ صالح کے پابند رہو۔ بے ضرورت باتوں میں پڑوگے تو ایک مسئلہ کو بھی حل نہ کرسکو گے۔ ناحق شبہات میں پڑکر ایمان کھودو گے۔ یہ بڑی گمراہی ہے۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا ۚ

حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ

فَاعْفُوا۟ وَاصْفَحُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ اللَّهُ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾

وَدَّ ؛ چاہا، آرزو کی۔ كَثِيرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؛ بہت سے اہلِ کتاب نے۔ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ ؛ کاش تم کو پلٹا دیں، تم کو رَد کردیں، واپس کردیں۔ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ ؛ تمہارے ایمان لانے کے بعد۔ كُفَّارًا ؛ جمع کافر، منکر۔ حَسَدًا۔ حسد سے، رشک سے۔ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ؛ ان کے جی میں ہے، یہ حسد ان کے دلوں میں سے اُٹھا ہے، سرسری نہیں ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ ؛ اس کے بعد۔ مَا تَبَيَّنَ ؛ کہ ظاہر ہوگیا۔ لَهُمُ الْحَقُّ ؛ ان کے لئے حق، ان پر حق ظاہر ہونے کے بعد بھی۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا ؛ پس معاف کرو اور ان سے روگردانی کرو، جانے دو۔ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؛ اس وقت تک کہ اللہ اپنا امر لائے، حکم دے یعنی عذاب نازل کرے یا تم میں قوت پیدا کردے۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؛ ہر شئے پر قادر ہے، جو چاہا کرسکتا ہے۔

ترجمہ :- اکثر اہلِ کتاب چاہتے ہیں کہ تم کو کفر کی طرف پلٹا دیں بعد اس کے کہ تم ایمان لاچکے ہو۔ یہ خواہش ان کے دلوں میں حسد کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اس کے بعد بھی کہ ان پر ظاہر ہوگیا ہے کہ تم حق پر ہو (تمہارا مذہب سچا ہے) پس تم اس وقت تک ان سے عفو کرو، اِعراض کرو (اور جانے دو) کہ اللہ اپنا حکم لادے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صاحبو! عیسائی مذہب میں تبلیغ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھیڑوں کے لئے آئے تھے یعنی بنی اسرائیل کے لئے نہ کہ کافۃ الناس کے لئے۔ اہلِ کتاب یعنی یہود و نصرانی چاہتے ہیں کہ تم ایمان سے پھر جاؤ،

کافر بن جاؤ۔ انھوں نے مشن قائم کئے ہیں، ہرفن کی کتاب میں کچھ نہ کچھ اسلام کے خلاف لکھ جاتے ہیں اور تم کو الّو بناتے ہیں۔ تم نادان ہو، اپنے مذہب سے واقف نہیں ہو، ان کے فریب میں آجاتے ہو مگر مناظرات میں وہ ہمیشہ لاجواب ہوجاتے ہیں۔ اسلام کی حقانیت ان پر ظاہر ہوچکی ہے۔

چند روز صبر کرو، خدا تم کو غالب کردے گا، مایوس نہ ہو خدا سب کچھ کرسکتا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؛ اور نماز کی پابندی کرو، اس کو اچھی طرح سے ادا کرو۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؛ اور زکوٰۃ دو۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا ؛ اور جو پہلے بھیجو یعنی آخرت میں۔ لِاَنْفُسِكُمْ ؛ اپنے لئے۔ مِنْ خَيْرٍ ؛ بھلائی سے، خیر سے، نیکی سے۔ تَجِدُوْهُ ؛ تم اس کو پاؤ گے۔ عِنْدَ اللّٰهِ ؛ اللہ کے پاس۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ، بہ تحقیق اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؛ اس چیز کو کہ تم کرتے ہو تمہارے اعمال کو، تمہارے کام کو۔ بَصِيْرٌ ؛ دیکھنے والا، جاننے والا ہے۔

ترجمہ:- اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو کچھ نیکی تم اپنے لئے آگے بھیجو تو اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

صاحبو! تم نماز نہ پڑھنے سے نہ دین کے رہے نہ دنیا کے۔ نہ اطمینانِ قلب رہا نہ تنظیم مسلمین اور زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے چندوں کی ضرورت ہوئی۔ بیت المال نہ ہونے کی وجہ سے تمام قومی کام خراب ہورہے ہیں۔ یہی وجہ ہے صلوٰۃ و زکوٰۃ پر اللہ تعالیٰ بار بار تاکید فرماتا ہے۔ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہ جائے گی، سب اللہ کے پاس ہے۔ اللہ دانا بینا ہے وہ تم کو اَجر دے گا۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

وَقَالُوْا ؛ اور انھوں نے کہا۔ لَنْ يَّدْخُلَ ؛ ہرگز داخل نہ ہوگا۔ اَلْجَنَّةَ ؛ جنت میں۔ اِلَّا ؛ مگر۔ مَنْ كَانَ ؛ جو تھا، جو ہو۔ هُوْدًا ؛ یہودی۔ اَوْ نَصٰرٰى ؛ یا نصرانی، عیسائی، مددگار۔ جیسے سَكْرَانَ کی جمع سُكَارٰى ؛ وہ۔ اَمَانِيُّهُمْ ؛ جمع۔ اُمْنِيَّةٌ آرزو، منصوبے، ڈھکوسلے۔ قُلْ ؛ تم کہو، کہہ دیجئے۔ هَاتُوْا ؛ لاؤ۔ اس کی گردان و تعریف میں پانچ ہی کلمے آتے ہیں۔

هَـاتِ ـ هَاتِی ، هَاتِیَا ، هَاتُوا ـ هَاتِیْنَ ـ بُرْهَانٌ ؛ دلیلِ قاطع ـ بَـرَهَ ـ یَبْرَهُ ـ بُرْهَانًا ؛ کاٹنا ـ اِنْ کُنْتُمْ ؛ اگرتم ہو، صٰدِقِیْنَ ؛ سچے ، راست گو ۔

ترجمہ :- اور (اہلِ کتاب نے) کہا ’’ یہود اور نصاریٰ کے سوا جنت میں کوئی نہ جائے گا ‘‘ ۔ یہ ان کے نرے ڈھکوسلے ہیں ۔تم کہو تمہارے پاس دلیلِ قطعی و یقینی ہے تو لاؤ اگر تم کو اپنی صداقت کا دعویٰ ہے ۔

بَلٰیۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۪

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۠ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۳ ۹ ۱۴

بَلٰی ؛ ہاں ، کیوں نہیں ـ مَنْ ـ جس نے ، جو ـ اَسْلَمَ ؛ سپرد کردیا ، حوالہ کردیا ـ وَجْهَهٗ ؛ اپنے چہرہ کو یعنی اپنے آپ کو جز کہہ کر کل مراد لیتے ہیں ـ اَسْـلَمَ وَجْهَـهٗ ؛ جس نے خود کو حوالے کردیا ، سر جھکا دیا ـ لِلّٰهِ ؛ اللہ کے لئے ، خدا کے سامنے وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکوکار ہے ـ فَلَـهٗۤ اَجْرُهٗ ؛ پس اس کے لئے اس کا اَجر ہے ، ثواب ہے ـ عِنْدَ رَبِّهٖ ؛ اس کے رب کے پاس ـ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ ؛ اور ان کو کسی قسم کا خوف نہیں ـ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ؛ اور نہ ان کو حزن و ملال ـ وہ بدکار نہیں ، لہذا سزا کا خوف نہیں ـ اور ان کا خدا کے سوا کوئی محبوب نہیں لہذا ما سوا اللہ کے جانے کا حزن بھی نہیں ـ

ترجمہ :- ہاں بلکہ جس نے (خواہ ہم ہوں یا تم) خود کو اللہ کے حوالے کردیا اور وہ نیکوکار بھی ہے تو اس کو اس کا اَجر اس کے رب کے پاس ملنے والا ہے ، نہ ان کو خوف ہے نہ حزن و ملال ـ

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی

شَیْءٍۙ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْۚ

فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ ؛ اور یہود نے کہا ـ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی ؛ نہیں ہیں نصاریٰ ـ عَلٰی شَیْءٍ ؛ کسی صحیح عقیدہ پر ـ خدا ناقابلِ تغیر ہے وہ الآن کما کان ہے ـ تمام پیغمبر اللہ کے متعلق ایک ہی بات کہتے ہیں ـ ان نصاریٰ نے پیغمبروں کے خلاف تثلیث کا مسئلہ نکالا ہے ـ باپ ، بیٹا ، روح القدس اور یہ تینوں اقانیم یا اصل مل کر ایک خدا اور پھر ہر ایک مستقل ـ اس میں تو

خدا کی تجزی ہے۔ کل اپنے اجزا کا محتاج ہوتا ہے۔ باپ بیٹے میں مماثلت چاہیئے۔ خدا کا کوئی مثل نہیں، بیٹا حیوانی فعل سے پیدا ہوتا ہے، خدا اس سے پاک ہے۔ باپ کے برابر کام کرنے والے کو پوت کہتے ہیں۔ باپ سے بہتر کام کرنے والے کو سپوت اور نالائق بیٹے کو کپوت۔ خدا کے برابر یا اس سے بہتر کس نے مخلوقات پیدا کئے؟ لہذا نہ اس کا کوئی پوت ہے نہ سپوت اور کپوت ہونا کوئی عزت کی بات نہیں! انجیل میں تو ہے کہ تمام لوگوں نے کہا "اے ہمارے آسمانی باپ!" پھر جناب عیسیٰؑ کی کیا خصوصیت؟ باپ کے معنی مجازاً خالق و رب کے ہیں۔ اور بیٹے کے معنی محبوب۔ اب مجازاً بیٹا کہنے سے بھی احتراز کرنا چاہیئے کیونکہ نادان نصرانی شرک و کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں ایک اور مسئلہ قابلِ غور ہے۔ دیکھو! خدا منصف ہے، عادل ہے۔ یہ کوئی انصاف ہے کہ گناہ کریں لوگ اور دوزخ میں جائیں اور لعنتی بنیں مسیحؑ؟ اللہ کسی کا بار کسی پر نہیں ڈالتا۔ یہ اس کی شانِ عدالت و رحمت دونوں کے خلاف ہے۔ وَقَالَتِ النَّصٰرٰی ؛ اور نصاریٰ نے کہا۔ لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ؛ یہود کسی اصل پر قائم نہیں۔ بخت نصر نے اور ظالم بادشاہوں نے تورات کو جلا دیا تھا اب سب من گھڑت باتیں رہ گئی ہیں۔ انھوں نے اس ضلالت سے نکالنے والے نبی کو جس کا تورات میں وعدہ تھا نہ مانا اور کافر ہوگئے تورات میں دھرا کیا ہے؟ احکامِ عشرہ اور دیگر رسمی احکام۔ روحانیات کا اس میں نشان نہیں۔ اخلاق مجسم مسیح ہے۔ پولوس مقدس کہتا ہے تورات ظلمات کا پردہ ہے اور موسیٰ جلادوں کا اُستاد ہے۔ وَهُمْ ؛ اور وہ۔ یَتْلُوْنَ ؛ پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں۔ اَلْكِتٰبَ ؛ کتاب اللہ کو۔ كَذٰلِكَ قَالَ ؛ اسی طرح کہا۔ اَلَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؛ بے علم نادان لوگوں نے، جیسے مجوس، ہنود۔ حالانکہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ کس پیغمبر پر وید اُتری ہے؟ ایک پیغمبر پر یا کئی پیغمبروں پر۔ خبرِ متواتر تو کجا خبر احاد سے بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ وید کے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس میں مختلف زبانوں کی لکھی ہوئی کتابیں ایک جا کر دی گئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایامِ جہالت کے خیالات ہیں، دیوتاؤں، نجوم و عناصر کی پوجا کے منتر ہیں، جادو ٹونے ہیں، بُت پرستی اُدہام پرستی سے ویدیں بھری ہوئی ہیں۔ تثلیث ان کے پاس بھی ہے۔ خدا مادہ اور جیو۔ مادہ اور جیو خدا کے مخلوق نہیں۔ خدا کسی کا گناہ باوجود توبہ کے بخش نہیں سکتا۔ وید ایک مردہ زبان سنسکرت میں ہے جس کو کوئی اچھی طرح نہیں جانتا۔ ہر ایک اپنے دل کے لگتے لگاتا ہے۔ یہ مذہب تبلیغی بھی نہیں۔ مسلمانوں کا دیکھا دیکھی تبلیغ کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ وید کو مذہباً سوائے برہمن کے کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ ہندو مذہب کے عقائد اس قدر باہم مختلف ہیں کہ ہندوؤں میں کوئی مشترک مسئلہ نکلنا ہی مشکل ہے۔ توحید یا وحدۃ الوجود سب بعد کے ہیں حقیقۃً اسلام سے ماخوذ ہیں۔ آریا تو لامذہب ہیں۔ نہ ان کے پاس دین ہے نہ آئین۔ شاستر کے خلاف قوانین پاس کرواتے ہیں روحانیات سے بالکل نابلد۔ ان کے پاس جو کچھ ہے، عقلِ ناقص کے احکام ہیں، وحیِ الٰہی کچھ بھی نہیں۔ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ؛ اہلِ کتاب کے قول کے مماثل، ایسی ہی۔ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ ؛ پس اللہ ہی حکم کرے گا۔ بَیْنَهُمْ ؛ ان میں، ان کے درمیان۔ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؛ قیامت کے دن، بروزِ حشر، قبروں سے نکل کھڑے ہونے کے دن۔ فِیْمَا ؛ اس چیز میں کہ فِیْهِ۔ اس میں۔ كَانُوْا یَخْتَلِفُوْنَ ؛ اختلاف کرتے تھے، جھگڑتے تھے۔

ترجمہ :- اور یہود کہتے ہیں نصاریٰ کسی ٹھکانے پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کسی راہ پر نہیں حالانکہ وہ کتاب (اللہ) کو پڑھتے ہیں اسی طرح بے علم لوگ بھی ایسی ہی باتیں کرتے ہیں اور اللہ حکم دے گا ، (فیصلہ کرے گا) قیامت کے دن (ان مسائل کا ، ان مقدمات کا) جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں ۔

قرآن کی تعلیم ہے تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرو ، تمام انبیاء کو سچا جانو ۔ مگر دل سے لگتے لگانے والوں نے آپس میں اختلاف پیدا کر لئے ۔ اصل مذہب تو خدا پرستی ، توحید اور نیک عمل ہے ۔ یہی خدا کا قانون ہے اور سب کا متفق علیہ اسی کا نام اسلام ہے ، اور محمد رسول اللہ اسی کی دعوت دیتے ہیں ۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

وَمَنْ اَظْلَمُ ؛ اور کون زیادہ ظالم ہے ۔ یعنی کوئی نہیں ۔ استفہامِ انکاری ہے ۔ مَنْ ؛ مبتدا ہے اور اَظْلَمُ ؛ خبر ۔ مِمَّنْ ؛ اس سے جو ۔ مَنَعَ ۔ روکا ، منع کیا ۔ مَسَاجِدَ اللّٰهِ ؛ خدا کی مسجدوں کو ۔ اَنْ يُّذْكَرَ ؛ کہ ذکر کیا جائے ۔ فِيْهَا ؛ ان مساجد میں ۔ اِسْمُهٗ ۔ اس کا نام ، اس کا اسم ۔ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اِسْمُهٗ ۔ بتقدیر ذکر اسم اللہ بدلِ اشتمال ہے مساجد کا یا مَنْ ذِكْرَ اسْمَ اللّٰهِ متعلق ہے مَنَعَ سے ۔ وَسَعٰى ؛ اور سعی کی ، کوشش کی ۔ فِىْ خَرَابِهَا ؛ ان مسجدوں کی خرابی میں ، تباہی میں ، خراب بمعنی ویران ہے ۔ اُولٰٓئِكَ ؛ یہ لوگ ۔ مَا كَانَ لَهُمْ ؛ ان کو حق نہ تھا ۔ لَهُمْ خبر كَانَ ہے اَنْ يَّدْخُلُوْهَا ؛ کہ داخل ہوں ان مساجد میں ۔ بتقدیر دُخُوْلُهُمْ کے كَانَ کا اِسم ہے ۔ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؛ مگر خوف کرتے ، ڈرتے ۔ حال ہے يَدْخُلُوْهَا سے ۔ لَهُمْ ؛ ان کے لئے ہے ۔ فِى الدُّنْيَا ؛ دنیا میں خِزْىٌ ؛ رُسوائی ، فضیحت ، خواری ۔ وَلَهُمْ ؛ اور ان کے لئے ہے ۔ فِى الْاٰخِرَةِ ؛ آخرت میں ۔ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ؛ بڑا عذاب ۔

ترجمہ :- اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ کی مسجدوں میں (اس کی یاد کرنے) اس کا ذکر کرنے سے روکا ، (اس کی ممانعت کی) اور ان کو (غیر آباد کرنے میں) خراب کرنے میں سعی کی ۔ ان کو مناسب نہ تھا مگر یہ کہ ان مساجد میں ڈرتے ڈرتے جاتے ، ان ہی کے لئے ہے دنیا میں رسوائی

اور ان ہی کے لئے ہے آخرت میں بڑا عذاب ۔

مسجدوں کے سامنے زور زور سے باجا بجانا، نماز میں گڑبڑ ڈالنا بھی مَنَعَ اور سَعٰی فِی خَرَابِھَا میں داخل ہے ۔ آج کل وہابی، شیعہ، سنی سب مسجدوں کو تباہ کر رہے ہیں ۔ کوئی کسی کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا ۔ کیا یہ مساجد کو غیر آباد کرنا نہیں ہے؟ مختلف فیہ مسائل کو اُٹھا کر باہم لڑنا کیا اسلامی تنظیم کی تفریق نہیں؟ جو توحید کا قائل نہیں، عملِ صالح کا پابند نہیں وہ دین و دنیا دونوں میں رسوا ہوگا، مستوجبِ سزا ہوگا ۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؛ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب ۔ فَأَيْنَمَا ؛ پس جدھر کو ۔ تُوَلُّوا ؛ منھ کرو، منھ پھیرو، متوجہ ہو ۔ فَثَمَّ ؛ پس ادھر ہی ہے ۔ اسم اشارہ بعید ۔ وَجْهُ اللّٰهِ ؛ خدا، خدا کا چہرہ، رضا مندی، سامنا، روبرو، تجلی ۔ اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ ۔ وَاسِعٌ ۔ بڑی سمائی کا، وسعت والا، گنجائش والا ۔ عَلِيمٌ ؛ بڑا عالم، جاننے والا ۔

ترجمہ :- اور اللہ ہی کا ہے مشرق و مغرب ۔ جہاں کہیں بھی تم (اللہ کی طرف) رُخ کرو اللہ تمہارے روبرو ہے بلاشبہ اللہ بڑی وسعت و علم والا ہے ۔

اللہ کسی خاص مقام میں محدود نہیں ۔ کعبہ جہتِ جامع ہے نہ کہ معبود ۔ وہ اخلاص کا طالب ہے، کعبۃ اللہ سے نزدیک ہوں یا دور کچھ مضائقہ نہیں ۔ شکِ قبلہ کی صورت میں جدھر نماز پڑھی جائے قبول ۔ اس کی رحمت وسیع ہے وہ تمہاری دلی حالت سے واقف ہے ۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿۱۱۶﴾

وَقَالُوا ؛ اور لوگوں نے کہا ۔ اِتَّخَذَ اللّٰهُ ؛ اللہ نے بنا لیا ۔ وَلَدًا ؛ بیٹا ۔ سُبْحٰنَهٗ ؛ وہ پاک ہے ۔ بَلْ ؛ بلکہ ۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۔ كُلٌّ لَّهٗ ؛ سب اس کے لئے، سب اس کے ۔ قَانِتُوْنَ ؛ مطیع ہیں، فرماں بردار ہیں، اس کے بندے ہیں، تحتِ حکم ہیں ۔

ترجمہ :- اور لوگوں نے کہا ۔ اللہ نے ایک بیٹا بنا لیا ہے ۔ وہ (ان عیوب سے) پاک ہے ۔ بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۔ سب اسی کے فرماں بردار ہیں ۔

یہود کہتے تھے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں ۔ نصرانی کہتے ہیں ۔ مسیح ابن اللہ ہیں ۔ مشرکین کہتے تھے فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ۔ یہ سب شرک و کفر ہے ۔ سب خدا کے بندے ہیں، اس کی ملک ہیں، اس کے تحتِ حکم ہیں ۔

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ﴿۱۱۷﴾

بَدِيْعٌ ؛ بغیر مادّہ کے پیدا ہونے والا ۔ مُبْدِعْ ۔ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ۔ وَاِذَا ؛ اور جب ۔ قَضٰٓى اَمْرًا ؛ فیصلہ کرتا ہے ، ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے کرنے کا ۔ فَاِنَّمَا ؛ پس اس کے سوا نہیں ، پس ، صرف وہی ۔ يَقُوْلُ ؛ فرماتا ہے ۔ لَهٗ اس کو ۔ كُنْ ۔ ہوجا ۔ فَيَكُوْنُ ؛ پس وہ امر ہوجاتا ہے ۔ بیٹا ہو یا بیٹی باپ کے مماثل ہوتے ہیں ۔ خدا کا وجود بالذات اوروں کا وجود بالعرض ۔ بالذات اور بالعرض میں کیا مماثلت ؟ کیا ہر وہ چیز جو کسی سے پیدا ہو اولاد کہلاتی ہے ؟ بچوں کے پیٹ میں سے کیچوے نکلتے ہیں ، تو کیا وہ بچوں کے بچے ہوئے ؟ زخموں میں کیڑے پڑتے ہیں تو کیا وہ زخمی کے بچے ہیں ؟ ہرگز نہیں ! باپ میں اور اس کی اولاد میں مماثلت ہوتی ہے صورت میں شکل میں ، افعال میں اوصاف میں ۔

اولاد ، بیوی سے ربطِ جنسی سے پیدا ہوتی ہے ۔ خدا اس سے پاک ہے ۔ اولاد کی خواہش اس لئے ہوتی ہے کہ ضعیفی میں کام آئے ، مرنے کے بعد قائم مقام ہو ۔ خدا اس سے پاک ہے ۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے ۔ خالق مخلوق کا کیا محتاج ہوگا ؟ کوئی چیز اس پر دشوار نہیں ۔ اس کا صرف کُــــن یعنی ''ہوجا'' کہنا کافی ہے فوراً وہ چیز پیدا ہوجاتی ہے ۔ وہ قیوم ہے ۔ سب کا قیام ، سب کا دار و مدار اس پر ہے ۔ وہ صمد ہے ، بے نیاز ہے ، اس کو کسی کی حاجت نہیں ۔

اچھا یہ کُــن کا حکم کس کو دیا گیا ؟ ذرا غور کرو تمام چیزوں کو اللہ نے جان کر پیدا کیا ، یا پیدا کرنے کے بعد جانا ؟ بغیر علم کے پیدا کرنے کو اضطرار کہتے ہیں ۔ خدا پر جہل کا الزام لگانا جہل ہے ۔ ضرور جان کر پیدا کیا ہے ۔ علم کے لئے عالم و معلوم دونوں ہوتے ہیں ۔ خدا تو عالم ہے لہذا ضرور اس کے معلومات بھی ہیں ۔ ان معلومات کو اعیانِ ثابتہ ، طبائع جائزات ، حقائق ممکنات کہتے ہیں ۔ ہم گھر بناتے ہیں تو پہلے اس کا نقشہ دل میں سوچتے ہیں پھر کہیں گھر بنتا ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا عاقل کون ہے اور غافل کون ؟ آپ نے فرمایا ، عاقل کا دل پہلے ہوتا ہے اور غافل کی زبان پہلے یعنی عاقل پہلے سوچتا ہے پھر کہتا ہے اور غافل پہلے کہتا ہے پھر سمجھتا ہے اور اپنے بے سمجھے کہے پر نادم ہوتا ہے ۔ اللہ اس عینِ ثابتہ کو کُــن فرماتا ہے تو وہ موجود ہوجاتا ہے ۔ یہ بات یاد رکھو کہ عینِ ثابتہ پر اسماءِ الٰہی کی تجلی ہوتی ہے تو وہ نمایاں ہوتا ہے ۔ علم کے ساتھ قدرت ملتی ہے تو چیز پیدا ہوتی ہے ۔ اعیانِ ثابتہ کے ماننے سے اللہ کا محلِ کثرت ہونا لازم نہیں آتا ۔ ایک چیز سے ہزاروں امور کا انتزاع ہوتا ہے ۔

شانِ وحدت سے ہوئی ہے شانِ کثرت آشکار　　دائرے سے منتزع ہیں مرکز و قطر و محیط
بے اختیار　پردہ نشیں　لیلٰی　آئی　باہر　　مرحبا ! اے زورِ جذبِ عشق کیا کہنا ترا　(حسرت)

بعض دفعہ لوگ بیٹے کا لفظ بہ معنی محبوب اور باپ کا لفظ بہ معنی مربی اور پرورش کنندہ کے استعمال کرتے ہیں ۔ اس کو

حقیقت سمجھنا غلطی ہے اس لئے اسلام نے اس سے بھی روکا کہ شرک و مظنہ شرک دونوں کو اسلام میں راہ نہ ملے انجیل میں تو ''اے ہمارے آسمانی باپ'' مذکور ہے۔ پھر حضرت عیسٰی کی خصوصیت کیا ہے؟ وہ سب کا باپ یعنی مربی ہے۔ سب اس کے مربوب ہیں یہ عمومیت ہے اور جناب مسیح اس کے محبوب ہیں، رسول ہیں یہ خصوصیت ہے۔

ترجمہ:- آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ اور جب وہ کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو صرف ہوجا کہتا ہے پس وہ (امر) ہوجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

وَقَالَ ؛ اور کہا، کہتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ ؛ وہ لوگ جو۔ لَا یَعْلَمُوْنَ ؛ نہیں جانتے جو بے علم ہیں، جو جاہل ہیں یعنی بُت پرست، مشرکین۔ لَوْلَا ؛ کیوں نہیں۔ یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ ؛ اللہ ہم سے بولتا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کی استعداد ایک نہیں ہوتی۔ علم بہت لوگ شروع کرتے ہیں مگر علامہ ایک دو ہوتے ہیں۔ تجارت بہت لوگ کرتے ہیں مگر لکھ پتی چند ہی ہوتے ہیں کشتی بہت لوگ لڑتے ہیں مگر رستمِ دوراں ایک ہوتا ہے۔ ہر فن کا چمپین ایک ہی ہوتا ہے۔ روحانیت میں اعلیٰ قابلیت رکھنے والا ایک ہی ہوتا ہے۔ وہ خدا سے لیتا ہے، بندوں کو دیتا ہے۔ خدا سے سنتا ہے اور بندوں کو سناتا ہے۔ خدا سے کلام کرنے کو حوصلہ چاہیئے۔ بادشاہ سے یا کسی بڑے عہدہ دار سے ہر ایک گفتگو نہیں کرسکتا۔ قابلیت خاک نہیں اور ''خدا ہم سے کیوں نہیں بولتا؟ بے شک یہ بات جاہلوں کی ہے''۔ اَوْ ؛ یا۔ تَاْتِیْنَآ اٰیَۃٌ ؛ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ کوئی معجزہ کیوں نہیں آتا؟ کوئی غیر معمولی خرقِ عادت کیوں ظاہر نہیں ہوتی؟ اے جاہلو! سراپا آیت کو دیکھ کر تم نے کیا قدر کی؟ قرآن دیکھکر کب قبول کیا؟ ہزارہا معجزے دیکھے اور کہہ دیا کہ یہ جادو ہے حق بات کے قبول کرنے کے لئے بھی قابلیت چاہیئے۔ ع۔

زمینِ شور سنبل بر نیاید

کَذٰلِکَ ؛ اسی طرح، یوں ہی، ایسا ہی قَالَ ؛ کہا۔ اَلَّذِیْنَ ۔ جو۔ مِنْ قَبْلِھِمْ ؛ ان سے پہلے تھے۔ مِثْلَ قَوْلِھِمْ ؛ ان کے قول کے جیسے اقوال، جیسا یہ کہتے ہیں۔ تَشَابَھَتْ ؛ ملتے جلتے ہیں، باہم مشابہ ہیں۔ قُلُوْبُھُمْ ؛ ان کے دل۔ قَدْبَیَّنَّا ہم نے تو صاف صاف بیان کردیا، واضح طور سے دکھادیا۔ اَلْاٰیٰتِ ؛ نشانیاں، دلائل۔ مگر کس کے لئے۔ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ؛ یقین والوں کے لئے۔ اب اوہام پرست شَاکٌّ فِیْ اَنَّہٗ شَاکٌّ ؛ یا ہٹ دھرم نہ مانیں، نہ مانیں!

ترجمہ:- اور بے علم کہتے ہیں اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی کیوں نہیں آتی جیسے یہ کہہ رہے ہیں ایسا ہی تو ان سے پہلے کے لوگوں نے کہا تھا۔ ان کے اور ان کے دل

ملتے جلتے ہیں (وہی کٹ حجتی وہی ہٹ دھرمی) ہم نے تو صاف صاف نشانیاں بتلا دیں یقین کرنے والوں کے لئے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ أَصْحَٰبِ ٱلْجَحِيمِ ﴿۱۱۹﴾

اِنَّآ ؛ بے شک ہم۔ اَرْسَلْنٰکَ ؛ ہم نے تم کو بھیجا۔ بِالْحَقِّ ؛ (دین) حق کے ساتھ۔ بَشِيْرًا ؛ خوش خبری دینے والا بَشَّرَ ؛ بشارت دی۔ وَنَذِيْرًا ؛ ڈرانے والا، مضر شئی سے خبر دینے والا۔ وَلَا تُسْئَلُ ؛ اور تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔ تم سے پرسش نہ ہوگی۔ وہی اپنے کئے کی جواب دہی کریں گے۔ صرف تبلیغ تمہارا فرض تھا اور اس کو تم نے ادا کردیا۔ عَنْ ؛ سے۔ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ؛ دوزخ والے، دوزخی، جہنمی، بھڑکتی آگ میں جانے والے۔

ترجمہ:- (یا محمد) ہم نے تم کو دین حق کے ساتھ (رسول بناکر) بھیجا۔ بحالیکہ تم خوش خبری بھی دیتے ہو اور ڈراتے بھی ہو اور تم سے ان دوزخیوں کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے گا (نہ کسی قسم کی باز پرس ہوگی۔)

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ
قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ
ٱلَّذِى جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۲۰﴾ ربع منزل ۱

وَلَنْ تَرْضٰى ؛ اور ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ عَنْکَ ؛ تجھ سے۔ اَلْيَهُوْدُ ؛ یہودی۔ وَلَا النَّصٰرٰى ؛ اور نہ نصرانی، عیسائی، مسیحی، کرسچین۔ حَتّٰى تَتَّبِعَ ؛ یہاں تک کہ تم اتباع کرو، پیروی کرو۔ مِلَّتَهُمْ ؛ ان کے مذہب کی۔ ان کے دین و آئین کی۔ قُلْ ؛ کہہ۔ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ ؛ بے شک خدا کی ہدایت ہی۔ هُوَالْهُدٰى ؛ وہی ہدایت ہے، اس کے سوائے جو ہے ضلالت ہے، گمراہی ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ ؛ اور البتہ اگر تو اتباع کرے، پیروی کرے۔ اَهْوَآءَ هُمْ ؛ ان کے ہوا و ہوس کی، خواہش کی، جمع هَوٰى ــ بَعْدَ الَّذِیْ ؛ بعد اس کے کہ۔ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ ؛ آیا تمہارے پاس علم سے۔ مَالَکَ ؛ نہیں ہے تیرے لئے تیرا نہیں۔ مِنَ اللّٰهِ ؛ اللہ سے، اللہ کے پنجہ سے بچانے کے لئے۔ مِنْ وَّلِيٍّ ؛ کوئی دوست، کوئی حمایتی۔ وَلَا نَصِيْرٍ ؛ اور نہ فتح ونصرت دینے والا، یار و مددگار، معین و انصار۔

ترجمہ:- اور (اے محمد) یہود و نصاریٰ تو تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے

مذہب کی اتباع نہ کرو ۔ تم کہو "ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے" اور البتہ اگر تم نے ان کے ہوا و ہوس کی اتباع کی ، بعد اس کے کہ تمہارے پاس اللہ کے پاس سے علم آیا تو تمہارے لئے اللہ سے بچانے کے لئے نہ کوئی یار و مددگار ہوگا ، نہ فتح و نصرت دینے والا ۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ
۱۴ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۟

اَلَّذِيْنَ ؛ جو لوگ ۔ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ ؛ ہم نے ان کو کتاب دی ۔ يَتْلُوْنَهٗ ؛ اس کی تلاوت کرتے ہیں ۔ تَلَا ۔ يَتْلُوْ ؛ تِلْوًا ؛ پیچھے چلنا ۔ تِلَاوَةً ؛ زبان کے پیچھے پیچھے دل کا رہنا ، سمجھ کر پڑھنا ۔ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؛ تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے ، علم کے مطابق عمل کرتے ہوئے ۔ اُولٰٓئِكَ ؛ وہ لوگ ۔ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؛ اس پر ایمان لاتے ہیں ، ایمان رکھتے ہیں ، ایمان پر قائم رہتے ہیں ۔ وَمَنْ ؛ اور جو ۔ يَّكْفُرْ بِهٖ ؛ اس سے منکر ہیں ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؛ تو وہی ہیں خائب و خاسر ، نقصان اُٹھانے والے ، زیاں کار ، خسارہ میں پڑنے والے !

ترجمہ :- جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ دل لگا کر پڑھتے ہیں ۔ وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر قائم رہتے ہیں اور جو اس سے کفر کریں (اور نہ مانیں) وہی ہیں نقصان اُٹھانے والے ۔

صاحبو ! یہ کفار بے اعتبار ہیں ۔ ان کا اظہارِ محبت ناقابلِ اعتماد ہے ۔ جب تک تم ان کا مذہب اختیار نہ کرو ، ان میں جذب نہ ہو جاؤ ، اپنے خصوصیات سے دست بردار نہ ہو جاؤ ہرگز نہ مانیں گے مگر جن کو خدا نے قرآن دیا ، وہ قرآن پڑھتے ہیں اس کو سمجھتے ہیں ، اس پر عمل کرتے ہیں دراصل وہی صاحبِ ایمان ہیں جو لوگ اس کو نہیں مانتے ، اس پر عمل نہیں کرتے ان کو سراسر نقصان ، ناکامی و خسران ہے ۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۟

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؛ اے بنی اسرائیل ، اے اولادِ یعقوب ۔ اذْكُرُوْا ؛ یاد کرو ۔ نِعْمَتِيَ ؛ میری نعمت کو ۔ الَّتِيْٓ ؛ جو ، جس کو ۔ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ؛ میں نے تم پر انعام کیا ، جس کو میں نے تم کو دیا ۔ وَاَنِّيْ ؛ اور بے شک میں ۔ فَضَّلْتُكُمْ ؛ میں نے تم کو فضیلت دی ، اعلیٰ و افضل بنایا ۔ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ؛ عالموں پر (مگر تم نے اس فضیلت کو اعتقادِ صحیح و عملِ صالح چھوڑ کر ضائع کر دیا) ۔

ترجمہ:- اے بنی اسرائیل اس نعمت کو یاد کرو جس کو میں نے تم کو دیا تھا اور یہ بھی کہ میں نے تم کو تمام عالموں پر فضیلت دی تھی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

وَاتَّقُوْا ؛ اور ڈرو، پرہیز کرو۔ يَوْمًا ؛ اس دن سے یعنی روزِ قیامت سے۔ لَا تَجْزِىْ ؛ جزا نہیں دے سکتا، نفع نہیں دیتا، کام نہیں آتا۔ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ ؛ کوئی کسی کے۔ شَيْـًٔا ؛ کچھ۔ کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہیں آتا۔ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا ؛ اس سے قبول نہیں کیا جاتا۔ عَدْلٌ ؛ برابر کی چیز، فدیہ، بدلہ۔ عَدْلٌ ؛ برابر تقسیم کرنا۔ وَلَا تَنْفَعُهَا ؛ اور نفع نہیں دیتی اس کو۔ شَفَاعَةٌ ؛ سفارش۔ وَلَاهُمْ يُنْصَرُوْنَ ؛ اور نہ ان کو نصرت دی جائے گی، نہ ان کو مدد دی جائے گی۔

ترجمہ:- اور اس دن سے ڈرو کہ جس دن کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ اس کی طرف سے بدلہ ہی قبول کیا جائے گا اور نہ سفارش ہی نفع دے گی اور نہ وہ فتح و نصرت دیئے جائیں گے۔

صاحبو! دنیا گزشتنی و گزاشتنی ہے۔ بڑی لمبی زندگی آئندہ ہے۔ دنیوی زندگی کا ان لارج منٹ آخرت کی زندگی ہے اس کی تیاری کرو۔ عقلمند آفت آنے سے پہلے تیار رہتا ہے۔ ایک دن آنے والا ہے کہ باپ بیٹے کا نہ ہوگا، جورو خاوند کی نہ ہوگی، دوست دوست سے انجان ہوگا۔ غرض کہ کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ نہ کچھ دے دلا کر ہی چھوٹ سکتے ہیں۔ یہ دنیا نہیں کہ کوئی جُرم کیا اور حاکم کو رشوت دے دلا کر رہا ہوگئے۔ وہاں نہ کسی کی شفاعت و سفارش ہی نفع دے سکتی ہے، نہ خدا کے مقابل کوئی فتح و نصرت ہی دے سکتا ہے۔ اس دن اعتقادِ صحیح و عمل صالح ہی کام آتا ہے۔

اُٹھو اُٹھو یہ خوابِ غفلت کب تک دیکھو دیکھو! اجل کمین گاہ میں ہے

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

وَاِذِ ابْتَلٰٓى ؛ اور جب امتحان کیا، بلا میں ڈالا، مبتلا کیا۔ اِبْرٰهٖمَ ؛ ابراہیم کو۔ اُذْكُرْ مقدر کا ظرف ہے۔ رَبُّهٗ ؛ اس کے رب نے۔ بِكَلِمٰتٍ ؛ چند باتوں میں، چند احکام میں، حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے ان کی استقامت میں

فرق نہ آیا، رضا و تسلیم میں کمی نہ ہوئی۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور بی بی حاجرہؑ کو جنگل میں لے جا کر چھوڑا، حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کرنے میں کوتاہی نہ کی، ان کو ایسی جگہ میں بسایا جہاں کی زمین بنجر تھی۔ نہ وہاں صنعت و حرفت تھی نہ تجارت، نماز، زکوٰۃ، طہارتِ ظاہری و باطنی، ختنہ، ناخن ترشوانا، مونچھ اور بغل اور زیر ناف کے بال دور کرنا، پانی سے استنجا کرنا وغیرہ احکام کا امتثال کیا۔ ان سب میں پورے اُترے تو ان کو سرفراز فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے بھی دُعا کی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے بھی۔ حضرت اسحٰقؑ کو اور اُن کی اولاد کو ماننا اور حضرت اسمٰعیلؑ اور اُن کی اولاد کو نہ ماننا اپنے پر ظلم کرنا ہے۔ سفر پیدائش باب (۱۷) میں ہے" اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا" محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا بنی اسمٰعیل میں کون پیدا ہوا جو اس دُعائے ابراہیمی کا مستحق ہو فَاَتَمَّھُنَّ ؛ پھر ابراہیمؑ نے ان باتوں کو پورا کیا۔ قَالَ ؛ کہا۔ جملۂ مستانفہ ہے۔ اِنِّیْ ؛ بے شک میں۔ جَاعِلُکَ ؛ بنانے والا ہوں تجھ کو۔ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کا۔ اِمَامًا ؛ پیشوا، خلیفۃ اللہ، نبی، رسول۔ قَالَ ؛ ابراہیم نے کہا۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؛ اور میری اولاد سے ذُرِّیَّۃ ؛ نسل۔ بروزنِ فُعِیْلَۃ۔ ذَرَءَ (بمعنی خَلَقَ) سے مشتق ہے، یا ذَرَءَ بمعنی فَرّق سے ماخوذ ہے کیونکہ انسان کی نسل پیدا بھی ہوتی ہے اور پھیلتی بھی ہے۔ قَالَ ؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَایَنَالُ۔ نہیں پہنچتا۔ عَھْدِیْ ؛ میرا عہد۔ اَلظّٰلِمِیْنَ ؛ ظالموں کو۔

ترجمہ:- اور (یاد کرو) جب ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا۔ پھر انہوں نے ان کو پورا کیا۔ فرمایا میں تم کو لوگوں کا اِمام بنانے والا ہوں (ابراہیمؑ نے) عرض کیا اور میری اولاد میں سے؟ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔

یہ آیت بڑی معرکتہ الآراء ہے۔ یہاں تین لفظ ہیں جن کے معنی کے تعین میں اختلاف پڑا ہے۔ اِمام، عھد، ظالِم،

اِمـــــام کے معنی پیشوا کے ہیں۔ پیغمبر سے لے کر مرشد و اُستاد تک سب اِمام ہیں۔ مگر کوئی غور کر کے بتائے کہ اللہ تعالیٰ کے ابراہیمؑ کو اِمام بنانے کے کیا معنی ہوسکتے ہیں ظاہر ہے کہ اس کے معنی نبی، مرسل اور صاحبِ ملّت کے ہیں۔

عَھد۔ اقرار، خبر گیری، وصیت۔ یہاں نبوت مراد ہے۔

ظَالِم۔ روکنے والا۔ ظُلْمَۃ ؛ تاریکی۔ ظُلْم ؛ روکنا، بے جا، بے محل کام کرنا، مستحق کو اس کا حق نہ دینا کفر، گناہ۔

اب اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ" میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا" سے مراد کیا ہے؟ اس سے کیا مسائل استنباط کئے جاتے ہیں اور کیا مسائل غلط طور پر سمجھے گئے ہیں؟ میں گنہگار کو پیغمبری نہیں دیتا یعنی پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر پیغمبر معصوم نہ ہو، اس کے قول و فعل میں موافقت نہ ہو تو کوئی شخص پیغمبر کا اعتبار نہ کرے گا۔ جب اعتبار نہ رہے گا تو تعلیم کیوں کر قبول کی جائے گی؟

اس کے بعد بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر قبلِ پیغمبری گناہ ہائے کبیرہ اور ادنےٰ درجے کے اور رذیل کاموں سے محفوظ رہتے ہیں، کیونکہ رذیل کاموں سے آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عصمت کی ضرورت پیغمبری کی وجہ سے ہے۔ پیغمبر راست گو ہوتا ہے، اس کا چال وچلن اچھا ہوتا ہے۔ قبلِ پیغمبری کے احوال کو بعد پیغمبری کے زمانہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جوانی کے زمانہ کے احوال الگ ہوتے ہیں اور کودکی کے زمانہ کے حالات جُدا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر زمانہ پیغمبری وقبل زمانہ پیغمبری دونوں میں کبیرہ وصغیرہ اور جمیع صفاتِ رذیلہ سے پاک ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؛ اللہ کسی کی قابلیت ہی دیکھ کر رسالت عطا فرماتا ہے، یہی مذہبِ حق ہے۔ پیغمبر کی ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے اولیاء کی اعلیٰ سے اعلیٰ حالت مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ تمام اولیاء کے کمالات نبی کے کمالات کے تابع ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ نِعم العبدُ صُھیبٌ لولم یَخفِ اللّٰہَ لَم یعصِہٖ۔ صہیب کیا اچھا آدمی ہے۔ اگر اس کو خوفِ خدا نہ بھی ہوتا تو یہ گناہ نہ کرتا۔ یعنی صہیب کا مرتکب عصیان نہ ہونا دائمی ہے تو رسول اللہ ﷺ کا عدمِ عصیان کیونکر نہ ہوگا، پس ذاتِ رسول کو عصمت لازم ہے۔

ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ ترکِ اولیٰ پر باز پرس فرماتا ہے۔ اگر خطائے اجتہادی ہو تو اس پر باقی نہیں رہنے دیتا فوراً متنبہ فرماتا ہے اور سرزنش فرماتا ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ؛ ع

''نزدیکاں رابیش بود حیرانی'' آدم علیہ السلام کہتے ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ؛ یونس علیہ السلام کہتے ہیں۔ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

کیا فرق ہے عصمت وحفاظت میں؟ عصمت رسول کی ہوتی ہے۔ تبلیغ میں اُمت پر حجت قائم کرنا ہے۔ لہٰذا رسول کو گناہوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ حفاظت بعض اعلیٰ درجہ کے اولیاء کی کی جاتی ہے۔ چونکہ ولی صاحبِ وحی نہیں ہوتا بلکہ وہ تابع نبی ہوتا ہے لہٰذا ولی کو عصمت کی ضرورت نہیں بلکہ نبی کی عصمت کافی ہے۔ گو وہ ولی فضلِ خدا کی وجہ سے گناہوں سے محفوظ ہی رہے۔ بعض اہلِ بدع بعض ائمہ کے لئے عصمت مانتے ہیں اور دوسرے ائمہ کو نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ بظاہر حُبِ اہلِ بیت کے مدعی ہیں۔ مگر حقیقتاً اکثر اہلِ بیت کے دشمن ہیں اور اہلِ بیت کی تکفیر سے خود مستحقِ تکفیر ہوتے ہیں۔

ہماری اس تمام تقریر سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ آیت انبیاء سے متعلق ہے نہ کہ اولیاء وسلاطین سے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

وَاِذْ جَعَلْنَا ؛ اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے کردیا ۔ اَلْبَيْتَ ؛ بیت اللہ کو، خانہ کعبہ کو ۔ اضافت تشریف وتعظیم کے لئے بھی ہوتی ہے ۔ وجہ اضافت بسوئے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا مقام ہونا ہے ۔ کعبۃ اللہ شریف مسجود لہ نہیں ہے بلکہ جہتِ جامع ہے ۔ اگر عمارتِ کعبہ گر جائے (اور کئی بار گری بھی) تو اس نماز کے قبلہ میں کوئی فرق نہیں آتا ۔ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کے دل کی عظمت کعبہ سے زیادہ ہے ۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ خدا کی سمائی نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں بلکہ اس کی سمائی دلِ مومن میں ہے ۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ مسلم کی عبادت کو بُت پرستی سے کوئی مشابہت نہیں ۔ مَثَابَةً ؛ مرجع ومآب ۔ ثَابَ مِثْل قَالَ ؛ رجوع کیا ۔ ثَوَابٌ ؛ بدلہ ۔ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے لئے ۔ مَثَابَةً لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے رجوع ہونے کی جگہ ۔ وَاَمْنًا ؛ اور امن کی جگہ یعنی مکہ کو حرم اور سب کا مرجع ومآب بنا دیا ۔ وَاتَّخِذُوْا ؛ اور (ہم نے کہا) بنالو ۔ قُلْنَا مقدر کا مفعول ہے اور وہ جَعَلْنَا ؛ پر معطوف ہے ۔ مادّہ اَخْذٌ ہے ہمزہ تا بن کر تا میں مدغم ہوا ۔ بابِ افتعال ہے ۔ مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ ؛ ابراہیم کے کھڑے رہنے کی جگہ سے ۔ مُصَلًّى ؛ نماز گاہ، نماز کا مقام ۔ وَعَهِدْنَا اور ہم نے وصیت کی، حکم دیا ۔ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ ؛ ابراہیم واسمٰعیل کی طرف، ابراہیم اور اسمٰعیل کو ۔ اَنْ طَهِّرَا ؛ کہ تم طاہر وپاک وصاف کرو ۔ عَهِدْنَا کا بدل ہے ۔ بَيْتِيَ ؛ میرے گھر کو ۔ لِلطَّآئِفِيْنَ ؛ طواف کرنے والوں کے لئے ۔ وَالْعٰكِفِيْنَ ؛ اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے ۔ وَالرُّكَّعِ اور رکوع کرنے والوں کے لئے جمع رَاكِعٌ ۔ السُّجُوْدِ ؛ سجدہ کرنے والوں، کے لئے جمع سَاجِدٌ ۔

ترجمہ :- اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے بیت (اللہ) کو لوگوں کے لئے سمٹ کر آنے کی اور امن کی جگہ بنا دیا اور (لوگوں سے کہا) مقامِ ابراہیم کو نماز گاہ بنالو اور ابراہیم و اسمٰعیل کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں (یعنی نماز پڑھنے والوں) کے لئے پاک صاف کرو ۔

ابراہیم علیہ السلام یہودیوں نصرانیوں سب کے متفق علیہ بزرگ تھے ۔ کعبہ ان کا بنایا ہوا ہے ۔ اس کو نہ ماننا ابراہیمؑ کا نہ ماننا ہے نیز ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو عبادت گاہ بنایا تھا اس میں بُتوں کا بٹھانا، غیر اللہ کی پوجا کرنا، ان کی اتباع اور ان کو ماننے کے سراسر خلاف ہے ۔

مقامِ ابراہیم سے ان کے کھڑے رہ کر کعبہ بنانے کی جگہ مراد ہے ۔ وہ پتھر جس پر آپ کھڑے تھے، اب بھی ہے بعدِ طواف اس کے پاس دو رکعت نماز پڑھنا امامِ اعظم کے پاس واجب ہے ۔ کعبہ کے قبلہ بنائے جانے کی وجہ جہتِ جامع ہے جس سے مسلمانوں میں تنظیم پیدا ہوتی ہے، یہ بزرگوں کے رہنے کی جگہ ان کی بنائی ہوئی عبادت گاہ ہے ۔ آدم علیہ السلام نے

پہلے اس کو بنایا تھا جب طوفانِ نوحؑ میں وہ مکان نہ رہا تو ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے بنایا۔ بزرگوں کے مقامات میں خیر و برکت رہتی ہے۔ ان مقامات کی طرف توجہ کرنے سے ان کی یاد پیدا ہوتی ہے اور ان کی توحید و اخلاص کا اثر دلوں پر پڑتا ہے حج مسلمانوں کی مخصوص عبادت ہے لہٰذا محل امتیاز کی طرف توجہ پیدا کی جاتی ہے۔

انسان میں عقل و محبت ودیعت رکھے گئے ہیں۔ اسلامی عبادتوں میں دونوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، نماز میں دست بستہ کھڑا ہونا، سرِ تسلیم خم کرنا، قدموں پر سر رکھ دینا، یا زمین بوسی کرنا ہے اور حج میں گھر دار اور وطن کو چھوڑنا، احرام باندھنا، حاضر حاضر پکارنا، گھر کے صدقے ہونا، سنگ بوسی کرنا، دوڑنا، جنگل نکل جانا، پتھر مارنا، بالوں اور ناخنوں کا بڑھ جانا، سر میں اور کپڑوں میں کچھ جوؤں کا پڑجانا، آخر میں جان دینے پر تیار ہو جانا، محبوب کا اس کو قربانی سے مبدل کر دینا یہ سب عشق و محبت کے مناظر ہیں، سرگشتگی محبت کا مظاہرہ ہے!

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ؛ اور یاد کرو جب کہ ابراہیم نے کہا۔ رَبِّ؛ اصل میں رَبِّیْ تھا کسرہ رہ گیا اور یا گر گئی۔ اِجْعَلْ؛ کردے۔ هٰذَا؛ اس کو یعنی مکہ کو بَلَدًا اٰمِنًا؛ پُرامن شہر، امن بخش مقام۔ وَارْزُقْ؛ اور رزق دے، روزی عطا کر۔ اَهْلَهٗ؛ اس کے اہل کو، اس کے رہنے والوں کو۔ مِنَ الثَّمَرَاتِ؛ پھلوں سے، میووں سے۔ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ؛ ان میں سے جو ایمان لائے۔ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ؛ اللہ اور روزِ آخرت پر۔ مَنْ اٰمَنَ اَهْلَهٗ سے بدل ہے۔ ایمانداروں پر اہمیت دی گئی ہے۔ قَالَ؛ اللہ نے فرمایا۔ وَمَنْ كَفَرَ؛ اور جس نے کفر کیا، ناشکری کی۔ مَنْ۔ موصول۔ كَفَرَ بمعنی صِلہ ہے۔ اصل میں یہ اس طرح ہے۔ وَارْزُقْ مَنْ كَفَرَ؛ اور میں منکروں کو بھی رزق دوں گا۔ فَاُمَتِّعُهٗ؛ پس میں اسے بہرہ مند کروں گا۔ قَلِيْلًا؛ بمعنی مَتَاعًا قَلِيْلًا، تھوڑی بہرہ مندی۔ زَمَانًا قَلِيْلًا، تھوڑی مدت تک۔ ثُمَّ؛ پھر۔ اَضْطَرُّهٗ؛ اس کو مجبور کروں گا، بے بس کروں گا۔ بابِ افتعال مادہ ضَرٌّ۔ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ؛ عذابِ دوزخ کی طرف۔ اس کو دوزخ میں جانے پر مجبور کروں گا، اس کو بے بس کر کے دوزخ کی طرف دھر گھسیٹوں گا۔ وَبِئْسَ؛ اور برا ہے۔ اَلْمَصِيْرُ؛ مرجع، انجام، مقام۔ برے کام آتشیں عذاب بنیں گے اور منکر اپنے اعمال کی طرف رجوع کریں گے۔

ترجمہ:- اور (یاد کرو) جب کہ ابراہیم نے دُعا کی اے میرے رب! اس زمین کو امن بخش شہر بنادے اور

یہاں کے باشندوں کو پھل اور میووں سے رزق عطا کر۔ ان کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔" اور اس کو بھی جو منکر ہے میں چند روز بہرہ ور رکھوں گا پھر اس کو بے بس کر کے عذابِ دوزخ کی طرف گھسیٹوں گا۔ اور یہ بہت برا انجام ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دُعا قبول کرلی۔ مکہ دارالامن ہوگیا۔ طائف سے اور دوسرے مقامات سے غلّہ اور میوے چلے آرہے ہیں۔ اب تو مکہ میں سب مسلمان ہیں۔ جب کفار تھے تو وہ بھی ساز و سامانِ دنیا سے بہرہ ور ہوتے ہی تھے۔ رحمتِ الٰہی کا یہی تقاضا ہے کہ مکہ میں دفعتہً سزا نہ دے، ان کو توبہ کا موقع دے۔ جب کوئی صورت بھلائی کی نکلے ہی نہیں تو آخر میں سزا دی جائے۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُؕ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ ؛ اور (یاد کرو) جب کہ ابراہیم اُٹھا رہے تھے، بلند کر رہے تھے۔ اَلْقَوَاعِدَ ؛ بنیاد، بیں منٹ، پایہ جمع قَاعِدَۃٌ۔ مِنَ الْبَیْتِ ؛ بیت اللہ کے۔ مِنَ الْبَیْتِ کَائِنَۃً ؛ مقدر سے متعلق ہوکر قَوَاعِدَ سے حال ہے۔ وَاِسْمٰعِیْلُ ؛ اور اسماعیل۔ رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب، یعنی وہ تعمیر کے وقت یہ دُعا کر رہے تھے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؛ اے ہمارے رب! ہم سے قبول کرنے میں اہتمام فرما بہ تکلف ہی قبول کر۔ اِنَّکَ اَنْتَ ؛ بے شک تو ہی ہے۔ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؛ ہماری دُعاؤں کا سننے والا۔ ہمارے اغراض کا جاننے والا۔

ترجمہ :- اور (یاد کرو) جب کہ ابراہیم و اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے (اور دُعا کر رہے تھے) " اے ہمارے رب! ہماری اس تعمیر کو قبول فرمانے میں توجہ خاص مبذول فرما۔ تو ہی ہے (ہماری دُعاؤں کا) سننے والا (ہمارے مقاصد کا) جاننے والا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر جس کو مقامِ ابراہیم کہتے ہیں کھڑے ہوتے تھے اور دیواروں کے پتھر چنتے جاتے تھے اور حضرت اسمٰعیل کیچڑ اور گارا دیتے جاتے تھے گویا کہ اللہ کے گھر کے معمار حضرت ابراہیم اور بیلدار حضرت اسمٰعیل تھے۔ علیہما السلام۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۪

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب ! وَاجْعَلْنَا ؛ اور کردے ہم دونوں کو ۔ مُسْلِمَیْنِ لَکَ ؛ (تثنیہ ہے) تیرے مطیع و فرماں بردار، خود کو تیرے حوالے کرنے والے، سپرد کرنے والے ۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ ؛ اور ہماری نسل سے، ہماری اولاد سے ۔ ذَرَّیَذِرُّ ؛ پھیلنا، منتشر ہونا ۔ ذَرُورٌ ؛ سفوف ۔ ذَرَّۃٌ ؛ چیونٹی، باریک غبار جو دھوپ میں اُڑتا نظر آتا ہے ۔ یہ اُمّتِ محمدی کے لئے دُعا ہے جس کو اللہ نے قبول فرمایا ۔ اُمَّــۃً ؛ جماعت اُمَمٌ جمع ۔ مُسْلِمَۃً لَّکَ ؛ تیری تابعدار، اطاعت گزار ۔ جَعَلَ ؛ کا ایک مفعول آتا ہے تو خلق اور پیدا کرنے کے معنی ہوتے ہیں ۔ اس کو جعل بسیط کہتے ہیں ۔ یہاں ایک مفعول ہے لہذا خلق اور پیدا کرنے کے معنی ہیں ۔ پہلا جعل صَیَّرَ یعنی کر دیا کے معنی میں ہے ۔ اور مِنْ ذُرِّیَّتِنَا ؛ حال ہے یا بیان ہے یا کَائِنَۃً مِنْ ذُرِّیَّتِنَا ایک مفعول اور اُمَّــۃً مُّسْلِمَۃً دوسرا مفعول ۔ وَاَرِنَا ؛ اور دکھا ہم کو، تعلیم دے، بتلا یہ اِرَاءَۃٌ باب افعال کا امر ہے ۔ مَنَاسِکَنَا ۔ مَنْسِکَ بکسر سین موضعِ عبادت مَنْسَکَ بفتح سین فعلِ عبادت ۔ نُسُکٌ ۔ عبادت ۔ پھر مَنْسَکٌ بوجہ عبادت، قربانی ۔ نَسِیْکَۃٌ ۔ ذبیحہ ۔ مَنَاسِکَ ؛ افعالِ حج ۔ وَتُبْ عَلَیْنَا ؛ اور لطف و کرم سے ہماری طرف متوجہ ہو ۔ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ ۔ بے شک تو ہی لطف و کرم کے ساتھ متوجہ ہونے والا ہے ۔ الرَّحِیْمُ ؛ رحمتِ خاص فرمانے والا، اعمال کو نتیجہ بخش کرنے والا، آخرت میں ثواب عطا کرنے والا ۔

ترجمہ :- اے ہمارے رب ! ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل سے اپنی فرماں بردار اُمّت پیدا کر اور ہم کو اعمالِ حج سکھا اور ہم پر (لطف و کرم کے ساتھ) توجہ فرما، بے شک تو ہی ہے (فضل و کرم کے ساتھ) متوجہ ہونے والا خاص طور پر مہربان ۔

واضح ہو کہ فرائضِ حج تین ہیں (۱) احرام جو حج کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے (۲) عرفات میں ٹھیرنا (۳) طواف زیارت ۔ واجباتِ حج پانچ ہیں (۱) مزدلفہ میں ٹھیرنا (۲) رمی جمار یعنی کنکر مارنا (۳) حلق یعنی سر منڈانا یا تقصیر یعنی بال کترنا (۴) سعی یعنی صفا مروہ کے درمیان دوڑنا (۵) طوافِ صدر مگر حائض پر طواف صدر واجب نہیں ۔ ترکِ واجب سے دم یعنی زائد جانور کا ذبح لازم آتا ہے ۔ باقی تمام آدابِ حج ہیں، ان کا کرنا بہتر ہے ۔

اب میں اس کے بعد شروع سے آخر تک حج میں جو کچھ ہوتا ہے، مسلسل مترتب بیان کرتا ہوں ۔ حج کے اِرادے سے جہاز میں بیٹھ کر چلتے ہیں ۔ عدن سے آگے بڑھتے ہیں تو جہاز کا قبطان یا کپتان الارم دیتا ہے، لوگ نہاتے ہیں ۔ قریب ہی یلملم کی پہاڑی آنے والی ہوتی ہے اور اس کے مقابل جہاز آتا ہے ۔ یہ احرام باندھنے کی جگہ ہے یہ یمن اور ہندوستان وغیرہ کی میقات ہے یعنی احرام باندھنے کا مقام ہے ۔ میقات سے اندر کی زمین کو حرم اور باہر کی زمین کو حل کہتے ہیں ۔

احرام کیا ہے ؟ ایک تہ بند باندھنا اور ایک چادر اُوڑھنا ۔ عطر وغیرہ خوشبو لگانا ہو تو لگا لیں ، دو رکعت نماز پڑھیں ۔ پھر نیت حج کریں اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ ؛ اگر بیچ میں احرام کھولنا نہیں چاہتے تو حج قران ہے اور اگر احرام کھولنا چاہتے ہیں تو اس کا پہلا حصہ عمرہ ہے اور دوسرا حج ہے اور ایسی صورت کو تمتع کہتے ہیں ۔ جس قسم کے حج کا ارادہ ہے اس کی دل سے نیت کریں پھر اس طرح لبیک کہیں ۔ **لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ۔ ان الحمد و النعمة لک والملک لاشریک لک ۔**

احرام کی حالت میں حسب ذیل کاموں سے پرہیز کریں ۔ جماع ، معاصی ، لڑائی جھگڑا ۔ نہ شکار کریں نہ اس کی رہنمائی کریں ۔ کُرتا ، پائجامہ ، عمامہ ، ٹوپی ، قبا غرض کہ سلے ہوئے کپڑے نہ پہنیں ۔ خفین موزہ بھی نہ پہنیں جوتا نہ ملے تو موزہ کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹ دیں ۔ سر اور منہ کو نہ ڈھانکیں ۔ عورت صرف منھ پر کپڑے کا نقاب نہ ڈالے ۔ آئندہ نہ عطر لگائیں نہ سر مونڈھوائیں نہ کسی اور جگہ کے بال نکالیں ۔ نہ ڈاڑھی کم کریں نہ ناخن تراشیں ، نہ زعفران وغیرہ خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں ۔ البتہ نہا سکتے ہیں ۔ ہر نماز کے بعد ضرور لبیک کہیں ۔ جب مکہ میں داخل ہوں تو پہلے مسجد حرام جائیں پھر دوسرے کام کریں ۔ کعبۃ اللہ شریف کو دیکھتے ہی کہیں ۔۔۔ **لا الہ الا اللہ وحدہ و صدق وعدہ ونصر عبدہ واضعف جندہ وھزم الاحزاب وحدہ ۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** ۔ کہہ کر دونوں ہاتھ اُٹھائیں اور حجرا سود کو بوسہ دیں اگر ہو سکے ، ورنہ اشارہ کافی ہے پھر کعبۃ اللہ کے اطراف (سات مرتبہ) طواف کریں حجرا سود سے حطیم کی طرف چلیں ۔ حطیم کو طواف کے اندر لیں پہلے تین شوط یعنی چکر میں رمل کریں یعنی ذرا مونڈھے اُچھالتے ہوئے تیز چلیں طواف کو استلام یعنی حجرا سود کے بوسہ پر ختم کریں اگر ہو سکے ، ورنہ دور سے اشارہ کافی ہے ۔ بہتر ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھیں ۔ یا جہاں ہو سکے ۔ یہ طواف قدوم ہے ، سنت ہے ، واجب نہیں ۔ پھر صفا نامی پہاڑی پر چڑھیں اور تکبیر و تہلیل پڑھیں ، درود بھیجیں ۔ دُعا کریں ، پھر مروہ پہاڑی کی طرف چلیں ۔ جب **میلین اخضرین** یعنی دو سبز ستونوں کے پاس پہنچیں تو ہلکا دوڑیں ۔ پھر مروہ پہاڑی پر چڑھیں اور تکبیر و تہلیل صلوٰۃ یعنی درود پڑھیں اور دُعا کریں ۔ یہ ایک شوط ہوا اسی طرح ساتوں شوط پورے کریں ۔ جانا ایک شوط ہے اور آنا ایک شوط ہے ۔ عمرہ ختم ہوا ۔ سر منڈوا کر حلال ہو جائیں ۔ عورتیں بال کتر لیں ۔ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذیحجہ کو پھر احرام باندھیں اور ظہر سے پہلے بغرض حج منٰے کو چلیں اور وہاں نویں تاریخ نماز فجر پڑھ کر عرفات کو چلیں ۔ وقوف بعرفات فرض ہے عرفات میں زوال شمس تک ٹھیریں اور ظہر عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت پڑھیں ، یہ جمع تقدیم ہے ۔ اذان ایک ہو اقامت دو ہوں ۔ عرفات کے دن نہانا سنت ہے ۔ آفتاب غروب ہو جائے تو مزدلفہ کو جائیں ۔ عشاء کے وقت مغرب وعشاء کو ایک ہی اذان و اقامت سے پڑھیں ، یہ جمع تاخیر ہے ۔ مزدلفہ میں ٹھیرنا واجب ہے ۔ پھر دس تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر کچھ دیر کھڑے ہو کر دُعا کریں اور قبل طلوع شمس منٰی کو چلیں ۔ سات کنکریاں جمرہ عقبہ کو ماریں جس کو شیطان کا مقام کہتے ہیں ۔ ہر کنکر پر تکبیر کہیں اور لبیک کہنا موقوف کر دیں ۔ پھر ذبح کریں

حلق یا قصر کریں ۔ اب بجز عورت کے سب حلال ہے ۔ پھر مکہ جائیں ، طواف کریں اور صفا مروہ پر دوڑیں ۔ اس طواف کو طواف زیارۃ ، طواف افاضہ اور طواف رکن کہتے ہیں ، یہ طواف فرض ہے ۔ دس تاریخ کو نہ ہوسکے تو گیارہ ، بارہ کو کرسکتے ہیں ۔ پھر منٰی کو واپس آئیں ۔ گیارھویں کو بعدِ زوال مسجدِ خیف کے پاس کے جمرہ سے شروع کر کے تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں ماریں ۔ بارھویں تاریخ بعدِ زوال بھی تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں ماریں اور مکہ واپس آکر طواف کریں ۔ سفر کرنے والے پر طواف واجب ہے ، حائض پر واجب نہیں ، اس طواف کو طوافِ صدر یا وداع کہتے ہیں ۔ حج ختم ہوگیا ۔

مکہ سے نکل کر منٰی کو پہونچنا (۸) تاریخ ۔ عرفات میں وقوف یعنی ٹھیرنا (۹) تاریخ ۔ قیامِ مزدلفہ (۱۰) کی شب ۔ پھر منٰی میں پہونچنا (۱۰) تاریخ ۔ وقوف منٰی نحر یعنی قربانی ، حلق یعنی سر منڈوانا ، رمی جمرہ ، عقبہ ، وطواف زیارت (۱۰ تا ۱۲) تاریخ ۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۵ ۸ ۱۵

رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب ! وَابْعَثْ ؛ اور بھیج ، مبعوث کر ۔ فِيهِمْ ؛ اُن میں ۔ رَسُوْلًا ؛ ایک پیغبر کو ، رسول کو ۔ مِنْهُمْ ؛ خود ان کی قوم سے ۔ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ ؛ جو اُن پر پڑھ کر سنادے ۔ اٰیٰتِکَ ؛ تیری آیتیں ۔ وَیُعَلِّمُهُمْ ؛ اور ان کو تعلیم دے ، سکھائے ۔ اَلْکِتٰبَ ؛ قرآن ۔ وَالْحِکْمَةَ ؛ اور علم حقائق و عرفان ، عقائد و اسرار ۔ وَیُزَکِّیْهِمْ ؛ اور ان کو عملاً پاک و صاف بھی بنادے ۔ اِنَّکَ اَنْتَ ؛ بے شک تو ہی ہے ۔ اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؛ عزت و حکمت والا یعنی تیرے کام کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ تو غالب اور زبردست ہے ، تیرے کام پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ تو حکمت والا ہے ۔

ترجمہ :- اور اے ہمارے رب ! بھیج اُن میں ایک رسول بھی خود اُن (کی قوم) میں سے جو اُن کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک و صاف کردے ، بے شک تو ہی ہے عزت و حکمت والا ۔

احمد و بیہقی نے بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ انی عندالله فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینه ساخبرکم عن بدء امری انا دعوۃ ابراھیم وھویرفع القواعد من البیت ربنا وابعث فیھم رسولا منھم وبشرىٰ عیسٰی و رؤیا امی التی رأت حین وضعتنی رأت انه یخرج منھا نور اضاءت له قصور الشام ببصرىٰ یعنی میں اللہ کے پاس امّ الکتاب وعلمِ الٰہی میں اس وقت خاتم النبیین تھا کہ

جب آدمؑ آب وگل میں پڑے ہوئے تھے۔ اب میں تم کو ابتدائی حالت سے خبر دیتا ہوں۔ میں دُعائے ابراہیم ہوں جب کہ وہ بیت اللہ کی بنیاد بناتے وقت کہہ رہے تھے۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم اور بشارتِ عیسٰی ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو انہوں نے میرے وضعِ حمل کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے نور نکل رہا ہے جس سے شام کے محل جو بُصریٰ میں ہیں روشن ہوگئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے مرکزِ اصلاح کی تعمیر کی، پھر اطاعتِ الٰہی و اصلاحِ ذات کی دُعا کی۔ پھر اُمّت مسلمہ یعنی اطاعت گزار جماعت کے لئے دُعا کی، پھر دستور العمل و قانونِ الٰہی کے لئے دُعا کی، پھر مصلح عام کے لئے دُعا کی۔ وہ کیا؟ قوم کا پیشوا خود اسی میں سے ہو، وہیں رہے، رات دن ان کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرے، ان کی نگرانی کرے، ان کو قانونِ الٰہی پر چلائے، ان کو غلط کاریوں سے بچائے، ن کو عیوب و نقائص سے پاک صاف کرے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ علمائے اُمّت بھی مختلف درجات پر ہوتے ہیں، سب کی قابلیت و استعداد ایک نہیں ہوتی۔ (۱) بعض معلمین ہوتے ہیں۔ دین کے احکام پہنچانا ان کا کام ہے۔ (۲) بعض اسرار و حکم اور اُصولِ دین سے واقف ہوتے ہیں جیسے ائمہ مجتہدین۔ (۳) بعض خود پاک و مزکی رہتے ہیں اور دوسروں کے دلوں کو بھی پاک و مُصفّٰی کرتے ہیں جیسے ائمہ طریقت و سلوک و معرفت، یہ سب خلفائے اُصول ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ان کے حسب حال ہے۔ یہ تصویر نبوت ہیں ان کے اقوال میں، افعال میں رسول اللہ ﷺ کا جلوہ ملاحظہ کرو۔ اے جُہال! معدنِ ضلال! اے دشمنانِ دین و ایمان! اگر یہ گروہ حق پژوہ نہ ہو تو پھر کیسا اسلام؟ کہاں مسلمان؟

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ ؛ اور کون کراہت کرتا ہے؟ اعراض کرتا ہے۔ رَغِبَ فِيْ، اِلٰي ؛ رغبت کی، خواہش کی۔ مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ ؛ ابراہیم کے مذہب سے، جماعت سے۔ اِلَّا مَنْ ؛ مگر جو۔ مَنْ مستثنیٰ منصوب ہے یا بدل ہے۔ يَرْغَبُ کی ضمیر مرفوع سے سَفِهَ ؛ ہلکا ہوا، ہلکا کیا، سبک سر، احمق بنایا، علم رکھ کر احمقوں کی طرح عمل کیا۔ نَفْسَهٗ ؛ اپنے آپ کو، خود کو۔ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ ؛ اور بے شک ہم نے ابراہیم کو برگزیدہ کیا، انتخاب کیا، چُن لیا۔ مادّہ صَفْوٌ باب افتعال سے ہے۔ فِي الدُّنْيَا دنیا میں۔ وَاِنَّهٗ ؛ اور بے شک ابراہیم۔ فِي الْاٰخِرَةِ ؛ آخرت میں۔ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؛ بے شک اچھوں میں سے ہیں، صالحین میں سے ہیں۔

ترجمہ:- اور کون ملّتِ ابراہیم سے منہ موڑتا ہے؟ مگر وہ جس نے خود کو بیوقوف بنا لیا ہو اور ہم نے تو ان کو

دنیا میں انتخاب کیا اور بے شک وہ آخرت میں صالحین سے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام داعی توحید ہیں، یہود و نصرانی سب کے متفق علیہ بزرگ ہیں۔ ان کی دنیا و آخرت دونوں اچھے ہیں۔ ان کے مذہب سے اعراض کرنے والا سبک سر احمق نہیں تو کیا ہے! یعنی مسلمان تو مِلّتِ ابراہیم کے طریق پر ہیں۔ پھر اسلام کو برا سمجھنا مِلّتِ ابراہیم کو برا سمجھنا ہے جو مُسلّمہ جمیع فِرق ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اِذْقَالَ لَـهٗ رَبُّهٗ ؛ جب کہ ابراہیم کو کہا ان کے رب نے۔ اَسْلِمْ ؛ مطیع و فرمان بردار ہو جاؤ۔ قَالَ اَسْلَمْتُ ؛ کہا میں نے بندگی اختیار کرلی، اطاعت کی، میں نے خود کو حوالے کردیا۔ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؛ رب العالمین کے لئے، تمام جہاں کے پروردگار کے لئے یعنی میں غیرِ خدا کی پوجا نہیں کرتا۔

ترجمہ:- جب ان سے (ابراہیم سے) ان کے رب نے فرمایا "مطیع و فرماں بردار رہ" (ابراہیم نے) عرض کیا "میں رب العالمین کا فرماں بردار ہوں"۔

ابراہیم علیہ السلام تو ماسوا اللہ کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ وہ تو توحید فی الربوبیت کے قائل تھے۔ تمام عوالم کا ایک خدا مانتے تھے یہ تثلیث و ابنیت کہاں سے آئی؟

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ

يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ ؛ اور اسی دینِ توحید کی وصیت کی تھی، وعظ کیا تھا، تبلیغ کی تھی ابراہیم نے۔ بَنِيْهِ ؛ اپنے لڑکوں کو جن میں سے اسمٰعیل و اسحٰق ہیں۔ وَيَعْقُوْبُ ؛ اور یعقوب کی بھی یہی تبلیغ تھی۔ یعقوب بن اسحٰق کو اسرائیل کہتے ہیں۔ انہی کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ يٰبَنِىَّ ؛ اے میرے لڑکو، بیٹو، فرزندو! بَنِيْنَ ابن کی جمع ہے۔ یائے متکلم کی طرف مضاف کیا گیا اس لئے نون گرگیا۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ نے۔ اِصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ ؛ دینِ توحید کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؛ پس تم اس دین پر قائم رہو اور نہ مرو مگر بحالیکہ تم مسلمان ہو یعنی مذہبِ اسلام کو، توحید کو تادمِ مرگ نہ چھوڑو۔

ترجمہ:- اور (جب کہ دینِ اسلام و توحید کی) ابراہیم نے اپنے لڑکوں کو وصیت کی اور یعقوب نے بھی (وہ وصیت

یہ تھی) اے میرے لڑکو! اللہ نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا پس تم دین اسلام کو نہ چھوڑو اور مرو مت مگر مسلمان (مرتے دم تک خدا کے فرماں بردار رہو)۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ ؛ کیا تم حاضر تھے؟ شُهَدَآءَ جمع شَهِيْدٌ وَشَاهِدٌ یعنی حاضر۔ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ؛ جب کہ یعقوب کے پاس موت حاضر ہوگئی تھی یعنی یعقوب قریب مرگ تھے۔ اِذْقَالَ لِبَنِيْهِ ؛ جب کہ یعقوب نے اپنے لڑکوں سے کہا۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ ؛ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ قَالُوْا ؛ یعقوبؑ کے لڑکوں نے کہا۔ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؛ ہم عبادت کریں گے تیرے معبود کی، تیرے خدا کی اور تیرے باپ دادا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کے خدا کی۔ یہاں تغلیباً دادا اور چچا کو بھی باپ کہا گیا، بعض دفعہ چچا کو بھی باپ کہتے ہیں جیسے رسولِ مقبولؐ نے حضرت عباسؓ کو هذا من بقية ابائى۔ فرمایا اِلٰهًا وَّاحِدًا ؛ ایک خدا، ایک معبود۔ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ؛ اور ہم مسلمان ہیں، اس کے فرماں بردار ہیں۔ ہم نے خود کو اس کے حوالے کردیا۔

ترجمہ:- (اے بنی اسرائیل) کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب بسترِ مرگ پر تھے (قریب بموت تھے) جب کہ انھوں نے اپنے لڑکوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ (بنی اسرائیل یعنی یعقوب کے لڑکوں نے) عرض کیا ہم آپ کے خدا کی عبادت کریں گے اور آپ کے باپ دادا (اور بزرگوں) جو ابراہیم اور اسمٰعیل و اسحٰق ہیں کے خدا کی، ایک خدا کی اور ہم اس کے مطیع و فرماں بردار مسلمان ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

تِلْكَ اُمَّةٌ ؛ وہ ایک گروہ ہے، جماعت ہے، جرگہ ہے۔ قَدْ خَلَتْ ؛ جو گزر گئی، چلی گئی۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ ؛ اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا، کسب کیا۔ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ؛ اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا۔ انھوں نے جیسا کیا ویسا پایا،

تم جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ وَلَا تُسْـئَلُوْنَ ؛ اور تم سے سوال نہ کیا جائے گا، تم سے پوچھ گچھ نہ ہوگی، باز پرس نہ ہوگی، پرسش نہ ہوگی۔ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؛ ان کے اعمال سے، ان کاموں سے کہ وہ کرتے تھے۔

ترجمہ:- وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ ان کو ان کا کیا اور تم کو تمہارا کیا اور ان کے اعمال کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں میں بُت پرستی، شرک، زنا اور خود پسندی عام تھی، جب کبھی ان لوگوں کو خدا پرستی اور نیک اعمال کی تبلیغ کی جاتی تو وہ کہتے جنابِ مسیح، خدا کا اکلوتا معصوم بیٹا ہمارے گناہوں کے عوض صلیب پر چڑھ گیا، ہمارے گناہوں کا کفارہ، گٹھڑی لے کر دوزخ کا عذاب برداشت کرلیا۔ اب ہم جو چاہیں کریں ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ یہودی کہتے تھے ہماری بخشش یقینی ہے۔ ہم جماعتی طور پر جنتی قرار پاچکے ہیں۔ دوزخ میں رہیں گے بھی تو چند روز۔ کوئی ذرا غور کر کے جواب دے یہودی کیوں شکست کھائے؟ عیسائی کیوں ہزیمت اٹھا رہے ہیں؟ مسلمان کیوں تباہ ہیں؟ غلامی کے گڑھے میں کیوں گر رہے ہیں؟ اعتقاد کا فساد! عملِ صالح کی قلت! اس حالت میں بزرگوں کی طرف خود کو نسبت دینا ان کو عیب لگانا ہے۔ ان کے اعمال نیک تھے تو ان کی نسبت بھی تھی، حرمت بھی تھی۔ ان کے ساتھ ان کا اقبال تھا، تمہارے ساتھ تمہارے اعمال کا وبال ہے۔ عملِ صالح کی قلت وبال ہے

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

وَقَالُوْا ؛ اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں۔ كُوْنُوْا ؛ ہوجاؤ۔ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۔ یہودی یا نصرانی۔ اصل میں یوں ہے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ كُوْنُوْا هُوْدًا وَقَالَتِ النَّصٰرٰى كُوْنُوْا نَصٰرٰى، تَهْتَدُوْا ؛ تم ہدایت پاؤ گے، تم کو راستہ ملے گا۔ قُلْ ؛ اے محمد تم کہو۔ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ ؛ نہیں بلکہ ملّتِ ابراہیم کی اتباع کریں گے۔ اصل میں یوں ہے لَانَكُوْنُ هُوْدًا وَلَانَصٰرٰى بَلْ نَتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ ؛ نہ ہم یہودی ہوں گے نہ نصرانی بلکہ ملّتِ ابراہیمؑ کی اتباع کریں گے۔ حَنِيْفًا ؛ یک رو و یک دل ہوکر۔ نَتَّبِعُ کی ضمیر سے حال ہے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؛ اور ابراہیم مشرکین سے نہ تھے۔ تم تو مشرک ہو پھر موحد مشرک ہونے کو کیوں قبول کرے گا۔

ترجمہ:- اور انھوں نے کہا یہودی بنو یا نصرانی تو تم راہِ راست پر رہو گے۔ (اے محمدؐ!) تم کہہ دو "نہیں! بلکہ (میں) ملّتِ ابراہیم کے مطابق (رہوں گا) یک رو و یکدل ہوکر۔ ابراہیم کچھ مشرک تو تھے نہیں

(جیسے کہ تم ہو)"

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۖ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

قُوْلُوْٓا ؛ اے مسلمو! تم کہو۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ؛ ہم اللہ پر ایمان لائے ، اس پر یقین رکھتے ہیں۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا ؛ اور اس پر ایمان لائے جو ہم پر اُتارا گیا۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؛ اور ہم ایمان لائے اس پر جو اُتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر۔ اَسْبَاطٌ جمع سِبْطٌ ؛ شاخدار درخت ، قبیلہ ، خاندان ، پوتا۔ عرب میں خاندان کو قبیلہ اور بنی اسرائیل میں سبط کہتے ہیں۔ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی ؛ اور جو موسٰی و عیسٰی کو دیئے گئے ہیں۔ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ؛ اور جو کچھ تمام پیغمبروں کو دیئے گئے ہیں اپنے رب کے پاس سے۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ؛ ہم فرق نہیں کرتے ان میں ، ان کے پیغمبر ہونے میں ، ان کی تبلیغ میں ، ان کے فرائضِ رسالت کے ادا کرنے میں۔ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ؛ اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع و فرماں بردار ہیں۔

ترجمہ :- (اے مسلمانو!) تم کہہ دو ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (کتاب و احکام) پر جو ہماری طرف اُتارے گئے اور اس پر بھی جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اُن کی اولاد پر اُتارا گیا اور اس پر جو موسٰی اور عیسٰی کو دیا گیا۔ اور اس پر بھی جو دیگر انبیا کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ ہم کچھ فرق نہیں کرتے ان میں سے کسی میں اور ہم تو اللہ ہی کے فرماں بردار مسلم ہیں۔

واضح ہو کہ ہر دین میں چند باتیں ہوتی ہیں :-

(۱) ذات و صفاتِ الٰہی جو ناقابلِ تغیر ہیں لہذا یہ تمام مذاہبِ حقہ میں متفق علیہ ہیں۔ ان میں کسی مذہبی آدمی کو اختلاف نہ ہونا چاہئیے۔ یہ عقائد و اُصولِ مذہب ہیں (۲) قواعدِ کلیہ جن سے جزئیات مستنبط ہوتے ہیں۔ نماز و زکوٰۃ کا ادا کرنا قتلِ ناحق ، زنا ، چوری ، جھوٹ کا برا ہونا ، ان میں بھی صاحبِ عقل مذہب کو اختلاف نہ ہونا چاہئیے۔ ہاں بعض بعض خصوصیات کی وجہ سے کچھ کمی یا زیادتی ہوتی ہے مگر سب میں ایک ہی روح رہتی ہے۔ (۳) محبت و اطاعت ، اس کو مِلّت

کہتے ہیں ۔ جزئیات جو کلیات کے طریق عمل و محافظ ہوتے ہیں مثلاً ادائے نماز کی صفت اور زکوٰۃ کا تعینِ نصاب ، یہ بھی اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اعتراض کیا جائے ۔ عقائد و اُصول کا اختلاف ، کلیات سے بے پروائی ، قابلِ اعتراض ہیں ۔ یہ امور تمام مذاہب کی جان ہیں ان کا موجود نہ رہنا مذہب کی موت ہے ۔ پیغمبر کے بعد پیغمبر اور خاتم الانبیاء کے بعد مجدد یاد دہانی کرتے ہیں ۔

یاد رکھو ! قسم اوّل دائمی ہے ، قسم دوّم ملّتِ ابراہیمی ہے ۔ اور حضرت ابراہیم سب کے متفق علیہ بزرگ ہیں ۔ قسم سوم شرعِ محمدیؐ کا خاصہ ہے ۔ جسے صاحبِ عقلِ سلیم کو ماننا پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی حقانیت کھلتی جارہی ہے اور لوگ اس کے مطابق اپنے مذہب کو بدل رہے ہیں ۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾

فَاِنْ اٰمَنُوْا ؛ پس اگر ایمان لائیں ۔ بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؛ اسی طرح تمام پیغمبروں اور کتابوں پر جن پر تم ایمان لائے ہو ۔ فَقَدِ اهْتَدَوْا ؛ تو انھوں نے بھی ہدایت پائی ۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَاهُمْ فِیْ شِقَاقٍ ؛ اور اگر انھوں نے روگردانی کی ، پیٹھ پھیری ، اعراض کیا ، نہ مانا ، تو وہ صرف پھوٹ میں ہیں ، ضد میں ہیں ، ہٹ دھرمی میں ہیں ۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ؛ تو عنقریب اللہ ان کے شر سے تم کو بچائے گا ۔ تمہارے لئے اللہ کافی و وافی ہوگا ، اللہ تم کو ان کے مقابل بس ہے ۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؛ اور وہ تمہاری دُعائیں سنتا ہے ، تمہارے حال سے واقف ہے ، سب کچھ علم رکھتا ہے ۔

ترجمہ :- پھر اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لائیں (ان سب چیزوں کا یقین رکھیں) جن پر تم ایمان رکھتے ہو ، (یقین رکھتے ہو) تو وہ بھی ہدایت یافتہ ہیں اور اگر انھوں نے روگردانی کی (نہ مانا) تو وہ نرے جھگڑالو ہیں ۔ پھر اللہ تمہارے لئے ان کے مقابل کافی ہے ، وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ۔

صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿۱۳۸﴾

صِبْغَةَ اللّٰهِ ؛ یعنی اَلْزِمُوا صِبْغَةَ اللّٰهِ ؛ اللہ کے نام سے رنگین بنو ، رنگِ خدا کو ہاتھ سے نہ دو ۔ عیسائیوں کے اصطباغ و بپتسمہ سے کیا حاصل ؟ ہلدی ملنے سے کیا فائدہ ؟ دل ایمانی رنگ سے رنگین ہونا چاہئیے ۔ اس کی جھلک چہرے پر بھی نمایاں ہوگی ۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ؛ اور کون بہتر ہے اللہ سے رنگ میں ۔ رنگ میں رنگ اللہ کا رنگ ۔ وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ؛ ور ہم تو اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں ۔ اسی کے پجاری ہیں ۔ پھر خدائی رنگ ہم پر کیوں نہ چڑھے گا ؟

ترجمہ :- رنگ میں رنگ اللہ کا رنگ ۔ اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہوسکتا ہے ؟ اور ہم تو اس کے عبادت گزار ہیں ۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۙ

قُلْ ؛ یا محمد تم کہو ۔ اَتُحَاجُّوْنَنَا ؛ کیا تم ہم سے حجت کرتے ہو ، جھگڑتے ہو ؟ فِی اللّٰهِ ؛ اللہ کے بارے میں ۔ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؛ اور وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ، صرف تمہارا ہی نہیں ہے ۔ اگر بنی اسرائیل مستحقِ فضلِ الٰہی ہیں تو بنی اسمٰعیل بھی مستحقِ فضل و کرم الٰہی ہیں ۔ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؛ اور ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ۔ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ؛ اور ہم اس کے مخلص بندے ہیں ۔

ترجمہ :- (یا محمدؐ) کہہ دو کیا تم ہم سے اللہ کے متعلق جھگڑے نکالتے ہو ، خدا ہمارا بھی ہے اور تمہارا بھی ، ہم کو ہمارے اعمال ، تم کو تمہارے اعمال اور ہم اللہ کے مخلص بندے ہیں ۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اَمْ تَقُوْلُوْنَ ؛ کیا اب یہ کہو گے ؟ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا ۔ اَوْ نَصٰرٰی ۔ کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد یہودی تھے یا نصرانی ؟ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؛ یا محمد ! تم پوچھو ! ” کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ “ ؟ وَمَنْ اَظْلَمُ ؛ اور کون زیادہ ظالم ہے ۔ مِمَّنْ كَتَمَ ؛ اس شخص سے جس نے چھپایا ۔ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؛ اللہ سے اس شہادت کو جو اس کے پاس ہے ۔ اللہ سے شہادت کوئی کیا چھپا سکتا ہے ؟ وَمَا اللّٰهُ ؛ اور نہیں ہے اللہ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ؛ بے خبر اس سے جو تم کرتے ہو ۔ اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے ۔

ترجمہ :- اب کیا تم یہ کہو گے کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اُن کی اولاد سب یہودی یا نصرانی تھے ؟

تم ان سے پوچھو، کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ بھلا، اس سے زیادہ کون ظالم ہوسکتا ہے جو اپنے پاس شہادت رکھتا ہو اور خدا سے اس کو چھپانے کا اِرادہ رکھتا ہو اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے!

یہودی و نصرانی تو زمانہ ما بعد کے ہیں۔ لہذا یہ مسلّم و متفق علیہ حضرات یہودی و نصرانی تو نہ تھے۔ پھر حق پرستی کو یہود و نصاریٰ میں منحصر سمجھنا غلط ہے۔ ان کا طریقہ ان کا اعتقاد تو مسلم میں ہے۔ مسلم انہیں کے طریق پر رہتا ہے، پس اس سے مخالفت ان حضرات سے مخالفت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے دُعاءِ برکت کا ان کو علم ہے یہ اس کو کیوں کر چھپا سکتے ہیں، کیونکہ اللہ سب سے واقف ہے اور اپنے حبیب کو واقف کردیتا ہے۔ تمہارے تمام اعمال و افعال کو اللہ خوب جانتا ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ
وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۴۱ ع ۱۶

تِلْكَ اُمَّةٌ ؛ وہ ایک جماعت ہے، گروہ ہے۔ قَدْ خَلَتْ ؛ جو گزر گئی۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ ؛ اس کے لئے جو کچھ اس نے کمایا، اس کو اس کا کِیا، اس کا کمایا اس کے ساتھ۔ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ؛ اور تمہارے لئے ہے جو کچھ تم نے کمایا، تمہارا کمایا تمہارے ساتھ، تم کو تمہارا کیا۔ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ ؛ اور تم پوچھے نہ جاؤ گے، تم سے باز پرس نہ ہوگی، پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؛ اس سے کہ وہ کرتے تھے، ان کے اعمال سے، ان کے کئے سے۔

ترجمہ:- وہ لوگ تو گزر گئے۔ ان کا کمایا ان کے ساتھ، تمہارا کمایا تمہارے ساتھ اور ان کے اعمال کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

ع ۶

۲ سیقول

تفسیرِ صدیقی

از

شمس المفسرین بحر العلوم خادم القرآن

حضرت محمد عبد القدیر صدیقی قادری حسرت رحمۃ اللہ علیہ

(سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن)

باہتمام محمد عباس علی برادر صدیقی

ناشر: حسرت اکیڈیمی پبلیکیشنز صدیق گلشن بہادرپورہ حیدرآباد اے پی

ھدیہ: (   )

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

سَ ، عنقریب ۔ قریب میں ۔ ابھی ۔ یَقُوْلُ ۔ کہیں گے ۔ سَیَقُوْلُ ۔ عنقریب کہیں گے ۔ اعتراض کریں گے ۔ اَلسُّفَهَآءُ ج سَفِیْهَة ؛ ہلکے ۔ اوچھے لوگ ۔ احمق ، بیوقوف ۔ سبک سر ۔ خفیف العقل ۔ عورتوں اور بچوں کو صرف ان کی نادانی کی وجہ سے سُفَهَاء کہا جاتا ہے ۔ جیسے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ ؛ تم نادانوں کو اپنا مال نہ دو ۔ یہاں سُفَهَاءُ سے مراد یہود اور بعض نادان مسلمان ہیں ، جو ان کے بہکانے میں آ گئے ۔ اور تحویلِ قبلہ یعنی قبلہ کے بدلنے پر شبہ کرنے لگے ۔ مِنَ النَّاسِ ؛ لوگوں میں سے ۔ مَا وَلّٰهُمْ ؛ ان کو کس چیز نے پھیرا ہے ۔ تحویلِ قبلہ کا سبب کیا ہے ؟ قِبْلَة ۔ قبلہ ، جس کی طرف توجہ کریں ۔ عَنْ قِبْلَتِهِمْ ؛ ان کے قبلہ سے ۔ اَلَّتِیْ ۔ جو ، كَانُوْا عَلَيْهَا ؛ جس پر وہ تھے ۔ یعنی بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کی طرف کیوں نماز پڑھنے لگے ؟ قُلْ ؛ تم کہو ۔ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؛ اللہ ہی کا مشرق ہے اور مغرب ۔ يَهْدِیْ ؛ ہدایت کرتا ہے ۔ دکھا دیتا ہے ۔ بتلا دیتا ہے ۔ مَنْ يَّشَآءُ ؛ جس کو چاہتا ہے ۔ شَاءَ ۔ يَشَاءُ ۔ مَشِيْئَة ۔ چاہنا ۔ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؛ سیدھے راستے کی طرف ۔

ترجمہ :- عنقریب (بعض احمق) خفیف العقل کہیں گے کہ اس قبلہ سے مسلمانوں کو کس نے پھیرا جس پر وہ تھے ۔ (یعنی بیت المقدس سے) ۔ (یا محمد!) تم کہہ دو ۔ مشرق ، مغرب سب خدا کے ہیں ۔ خدا جس کو چاہتا ہے ، سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۔

صاحبو ! اب یہاں چند امور توجہ طلب ہیں ۔ ایک قبلہ ہونے کے کیا فوائد ہیں ؟ کیا قبلہ کی طرف توجہ کرنا بُت پرستی کے مشابہ نہیں ؟ پہلے بیت المقدس اور پھر کعبہ قبلہ کیوں بنا ؟

مسلمانوں کی ہر عبادت ، ہر کام میں تنظیم جماعتِ مسلمین اور ان کا اجتماع مقصود ہے ، ملحوظ ہے ۔ اس لئے نماز با جماعت کا تنہا نماز سے ستائیس گونہ ثواب زیادہ ہے ۔ ایک نقطہ پر تمام لوگوں کی توجہ قائم ہو تو عظیم الشان آثار پیدا ہوتے ہیں ۔ بہ نسبت ایک چراغ کے زیادہ چراغ ہوں تو روشنی زیادہ ہوتی ہے ۔ تمام افرادِ جماعت سے ایک ہی خیال کا تموج ہوتا ہے ۔ لہٰذا دوسرا مفرد خیال اس بڑے تموج میں مضمحل ہو کر بہہ جاتا ہے ۔ جماعت سے برقی قوت پیدا ہوتی ہے جو دوسروں پر اثر ڈالتی ہے ، نماز باجماعت کے بعض فوائد تفسیر سورہ فاتحہ میں بیان کئے گئے ہیں ۔ قبلہ صرف جہتِ جامع ہے ۔ تمام لوگوں کی توجہ کو خواہ مشرقی ہوں یا مغربی ، جنوبی ہوں یا شمالی ایک مرکز پر جمع کرنا مقصود ہے ۔ کعبۃ اللہ شریف کی عمارت میں کوئی انسانی صورت ، شکل نہیں کہ بُت پرستی ہو ، یہ ایک عبادت گاہ ہے ۔ کئی دفعہ بنا اور کئی دفعہ ٹوٹا ۔ مسلمانوں کی عبادت اس عمارت پر موقوف نہ تھی ۔ حدیث میں آیا ہے کہ "دلِ مومن کی وقعت کعبہ سے زیادہ ہے" حدیثِ قدسی میں ہے ۔ "نہ مجھے زمین سمائے

نہ آسمان سمائے مگر دل مومن مجھے سماتا ہے"۔ انسان مسجودِ خلایق ہے۔ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرسکتا۔ سجود الی الکعبہ اور للکعبہ میں فرقِ عظیم ہے یعنی کعبہ کو سجدہ کرنا الگ بات ہے اور کعبہ کی طرف سجدہ کرنا جُدا بات۔

اب رہ گیا وجہ تحویلِ قبلہ۔ کعبہ شریف آدم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ ؛ طوفان کے بعد وہ گر گیا تو ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام نے اس کو دوبارہ بنایا۔ چند روز کے لئے بنی اسرائیل میں شانِ ہدایت تھی تو بیت المقدس قبلہ بنا رہا۔ جب ان میں یہ شان نہ رہی اور اُمّتِ محمدیؐ میں یہ شان پیدا ہوگئی، جس کا مرکز مکہ تھا تو پھر کعبہ شریف کی طرف قبلہ رجوع کیا۔ یہ کیا بات ہے؟ حضرت ابراہیمؑ کو مانیں اور ان کے قبلہ کو نہ مانیں۔ پہلے حضرت نبی ﷺ کو سیر کمالاتِ آدمی و ابراہیمی دی گئی تو کعبہ قبلہ بنا رہا۔ پھر جب سیر کمالات انبیاء بنی اسرائیل دکھائی گئی تو بیت المقدس قبلہ بنا رہا۔ پھر جب سیر کمالاتِ محمدیؐ حاصل ہوئی، تو پھر کعبہ قبلہ بن گیا۔ مگر اب کعبہ، قبلہ ابراہیمی نہیں ہے، قبلہ محمدیؐ ہے۔ تحویل قبلہ سے مقصد، امتحانِ اطاعت ہے۔ خدا خانہ کعبہ میں محصور ہے نہ بیت المقدس میں بند، وہ تو اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ہے۔ جدھر حکم ہوا، اُدھر منہ کرلیا۔ رضائے مولیٰ مقصود ہے نہ کہ ذاتی خواہش۔ عقل و اطاعت دونوں چاہئیں، مگر بندگی، اطاعت اور فرماں برداری میں ہے۔ خود اسلام کے معنے اطاعت کے ہیں۔ حیل و حجت کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ کعبہ بتا رہا ہے کہ اب مرکزِ دینِ الٰہی میں ہوں نہ کہ بیت المقدس۔ ہدایت کا پرچم میرے سر پر اُڑ رہا ہے نہ کہ کسی اور کے سر پر۔ اب سب کی توجہ اسلام اور میری طرف رہنی چاہیے۔ ہمارے دلوں میں مقناطیسی جذب محبت ہے۔ کعبہ کی طرف ہمارا پھرنا لازمی ہے۔ ہمارا پیغمبر اور ہم قبلہ نما ہیں۔ ہر پھر کر خانہ خدا کی طرف طبعاً پھر جاتے ہیں۔ متوجہ ہوجاتے ہیں۔ اے بے بصیرت! تجھے کچھ معلوم ہے شان حکومت ارضی کس مقام میں ہے؟ تجلی رب العزت کہاں ہے؟ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ؛ تم کیا کروگے۔ انسان جس چیز کو نہیں جانتا، اس کا مخالف ہی رہتا ہے۔ اَلنَّاسُ اَعْدَآءٌ لِمَا جَهِلُوْا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

وَكَذٰلِكَ ؛ اور ایسا ہی۔ جس طرح ہم نے تحویل قبلہ کردیا۔ بیت المقدس کی جگہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ اسی طرح اب محلِ ہدایت بنی اسرائیل نہیں تم ہو۔ جَعَلْنٰكُمْ ؛ ہم نے کردیا تم کو صَیَّرْنَاکُمْ۔ اُمَّةً ؛ جماعت۔ گروہ۔ جرگہ۔ قوم۔ وَسَطًا؛ درمیانی۔ اوسط۔ بہتر۔ اَلْاَوْسَطُ فَالْاَوْسَطُ ؛ بہتر اس کے بعد جو بہتر۔ اعتدال پسند۔ نہ افراط پسند نہ تفریط نہ عقل سے

محروم۔ نہ عقل کے بندے۔ اصولِ الٰہی کی پابندی کے ساتھ عقلی کدو کاوش کرنے والے۔ احکام رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ اجتہاد کرنے والے۔ وَسَطٌ (فف) ٹھیک بیچ جیسے مرکز دائرہ۔ وَسْط (فس) تقریباً بیچ۔ لِتَكُونُوا ؛ تاکہ تم ہو جاؤ۔ بنو۔ رہو۔ شُهَدَآءَ۔ ج شَاهِدٌ وَشَهِيدٌ ؛ حاضر۔ گواہ۔ بیان کرنے والا۔ دیکھنے والا۔ ہادی۔ وہ مثال جس سے کسی قاعدے کا ثبوت ہو۔ عَلَى النَّاسِ ؛ لوگوں پر۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ؛ اور پیغمبر تمہارا ہادی، نگراں کار و گواہ بنے۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ ؛ اور ہم نے اس قبلہ کو نہیں بنایا۔ اَلَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا ؛ جس پر تم تھے۔ یعنی بیت المقدس۔ اِلَّا لِنَعْلَمَ ؛ مگر اس لئے کہ ہم بھی جان لیں۔ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ ؛ کون ہے جو رسول کی اتباع کرتا ہے تحویلِ قبلہ کے وقت۔ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؛ اس شخص سے جو اپنی ایڑیوں پر اُلٹا پھر جاتا ہے۔ عَقِبٌ ؛ ایڑی۔ عَلِمَ مِنْ کے معنے تمیز کرنے کے ہیں يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ سے مراد فوراً پلٹ جانے کے ہیں۔

اللہ کو سب کچھ معلوم ہے۔ ہر شئے اس کے پاس ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خلیفتہ اللہ رسولِ مقبول کو بھی معلوم ہو جائے۔ لوگوں کے پاس مطیع و غیر مطیع کا امتیاز ہو جائے۔ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً ؛ یہ مثقلہ سے مخفف ہے یعنی اس کی اصل اِنَّهَا كَانَتْ بہ تشدید نون تھی۔ یعنی یہ تحویلِ قبلہ اگر چہ بڑی بات اور شاق امر تھا۔ اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ ؛ مگر ان لوگوں پر هَدَى اللّٰهُ ؛ جن کو اللہ نے ہدایت کی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ ؛ اور نہیں ہے اللہ۔ اللہ کے علم کے قدیم اور قطعی و یقینی ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے ماضی کی صورت اختیار کی جاتی ہے، ورنہ مراد دوام رہتا ہے۔ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؛ یعنی اللہ تمہارے ایمان، تمہاری اطاعت کو ضایع کرنا نہیں چاہتا۔ تم نے جتنے کام کئے ہیں وہ مبنی بر ایمان ہیں۔ اللہ ایمان کو ضائع جانے نہیں دیتا تو تمہارے اعمال بھی ضائع نہ ہوں گے کیوں کہ اعمال ایمان و اطاعت کے اظہار ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ ؛ بے شک اللہ لوگوں پر لَرَءُوْفٌ بڑا نرم دل و شفیق۔ رَحِيْمٌ ؛ مہربان ہے۔ اعمال کا ثمرہ دینے والا ہے۔

ترجمہ :- (اور جس طرح کہ ہم نے تحویلِ قبلہ کر دیا۔ کعبہ سے بیت المقدس، بیت المقدس سے کعبہ کو قبلہ بنایا اسی طرح ہم نے مرکز ہدایت کو بھی بدل دیا۔ اب بنی اسرائیل مرکز ہدایت نہیں، اے اُمّتِ محمدی) اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال پسند اُمّت بنایا (تم ہی اعتدال پسند ہو۔ افراط و تفریط سے پاک ہو) تاکہ تم لوگوں پر نگراں رہو اور (ہمارا) رسول تم پر نگراں رہے۔ ہم نے (بیت المقدس کو) قبلہ نہیں بنایا تھا جس پر تم (ابھی ابھی) تھے مگر اس لئے کہ ہم کو (سب کو) معلوم ہو جائے کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اُلٹے پیر پھر جاتا ہے۔ اور بے شک یہ (تبدیلِ قبلہ) تھی تو بڑی دشوار بات مگر ان پر جن کو خدا نے ہدایت دی ہے۔ اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہی نہیں۔ بے شک وہ تو رؤف و رحیم ہے۔

بعض کلمات اس آیت میں تفصیل طلب ہیں، ہم ان کو بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں :-

شُھَدَآءَ جمع شاہد، جیسے عالم ۔علماء ۔ نیز جمع شہید جیسے امیر ۔ امراء ۔فقیر ۔ فقراء ۔ شَھِدَ ؛ دیکھا گواہی دی ۔حق بات کی نگرانی کی ۔ حاضر ہوا ۔ اس کلمے کے مادے میں دیکھنے کے معنے ملحوظ ہیں ۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۔ شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ کے معنے ہیں بروز قیامت مسلمان پیغمبروں کی تائید میں ان کی اُمتوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ پیغمبروں نے تبلیغ کی ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُمتِ محمدی دوسری اُمتوں کو تبلیغِ دین کرے گی ۔ دعوت الی الحق دے گی ۔ دعوت الی الحق کرے گی ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُمتِ محمدی کی شان سے ہے کہ تمام لوگوں کی نگرانی کرے مسلم ہوں یا غیر مسلم ۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرے اور رسول اللہ ﷺ ان کی نگرانی فرمائیں ۔ اور ہمیشہ ان کو تبلیغ و ہدایت فرمائیں ۔فقیر کو یہی معنے پسند ہیں ۔ قرآنِ مجید کی صفت مبین ہے ۔ اس کے معنے اِدھر اُدھر کی باتوں پر موقوف نہ رہنا چاہیئے ۔ قیامت کا ذکر کہاں ہے ؟ دوسری اُمتوں کا انکار، تبلیغ کدھر ہے؟ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا سے کیا ربط؟

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اُمتِ محمدی کی صفتِ لازمی ہونے پر یہ آیت دال ہے ۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؛ بعض کہتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے مطیعانِ خدا کے نمونے و شاہد کے طور پر اُمتِ محمدی پیش ہوگی ۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا میں دو احتمال ہیں ۔ کیونکہ تحویلِ قبلہ دو دفعہ ہوئی اوّل کعبہ سے ۔ دوم بیت المقدس سے ۔ مختار یہی ہے کہ یہاں بیت المقدس مراد ہے ۔ کعبہ، قبلہ دائمی ہے ۔ قبلہ آدمؑ و ابراہیمؑ و محمد ﷺ ہے ۔ امتحاناً چندروز کے لئے بیت المقدس قبلہ بنایا گیا تھا ۔ اِلَّا لِنَعْلَمَ ؛ تاکہ ہم بھی جان لیں ۔ ایک دوسری جگہ ہے ۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا ؛ ابھی تک اللہ کو معلوم نہیں کہ کون مجاہدین ہیں ۔ ان آیات سے بظاہر عدم علمِ حق کا شبہ ہوتا ہے ۔ واضح ہو کہ بعض دفعہ خلیفہ کے فعل کو مستخلف (یعنی وہ جس کا خلیفہ ہے) اپنی طرف نسبت کرتا ہے ۔ جیسے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ؛ حضرت رسولِ مقبولؐ کا دستِ مبارک بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر تھا مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اسی طرح اِلَّا لِنَعْلَمَ کے معنے ہیں اِلَّا لِيَعْلَمَ خَلِيْفَتِيْ مُحَمَّدٌ ؛ مگر اس لئے کہ میرا خلیفہ مُحَمَّدٌ جان لے کہ کون فرماں بردار ہے اور کون نافرمان؟

نیز یہ ہوسکتا ہے کہ عامتہ الناس مراد ہوں ۔ جس پر جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے اور خود کو ان میں اس لئے داخل کیا کہ وہ سببِ علم ہے ۔ پس اِلَّا لِنَعْلَمَ کے معنے ہوئے اِلَّا لِيَعْلَمَ النَّاسُ بِتَعْلِيْمِيْ اِيَّاهُمْ ؛ یعنی لوگ میری تعلیم سے علم حاصل کریں نیز حق جل و علا دائرہ زماں سے خارج ہے لہذا تقدیم و تاخیر اس کے لحاظ سے نہیں ، بلکہ تحتِ زمانہ لوگوں کے لحاظ سے ہے ۔ مثلاً مطبع کے پتھر پر کاغذ چسپاں کیا جاتا ہے اور تمام کتابت طبع ہوتی ہے ۔ پتھر کے لحاظ سے کوئی سطر، کوئی صفحہ مقدم و موخر نہیں ۔ مگر پڑھنے والے کے پڑھنے کے لحاظ سے مقدم و موخر ہے ۔ پس لِنَعْلَمَ کے معنے لِيَعْلَمَ النَّاسُ کے ہوئے ۔

نیز علم واجب تعالیٰ تین قسم پر ہے :-

(۱) علمِ ذاتی ۔ خدائے تعالےٰ کا اپنے آپ کو جاننا سب کو جاننا ہے کیونکہ وہ سب کا منشاء و علت ہے ۔ منشاء و علت کا خود کو بحیثیت منشاء و علت کے جاننا سب کو جاننا ہے ۔

(۲) علمِ فعلی ۔ پیدا کرنے سے پہلے اعیانِ ثابتہ و معلومات کو ممیز و ممتاز جاننا ۔ ان دونوں طرح کے علموں کے قدم میں کسی کو شبہ نہیں ہوتا ۔

(۳) علمِ انفعالی ۔ علمِ قدیم الٰہی کا مخلوقات سے بعدِ خلق متعلق ہونا ، ایسے علم کے دو جانب ہوتے ہیں ۔ ایک جانبِ حق ، دوسرا جانبِ خلق ۔ خلق کے حادث و نو پیدا ہونے سے علمِ قدیم کے حادث ہونے کا شبہ ہوتا ہے ۔ لہٰذا لِنَعْلَمَ کا استقبال باعتبار تعلق بہ مخلوق کے ہے ۔ نہ کہ باعتبار تعلق بذاتِ حق کے ۔ اللہ تعالےٰ پہلے دو قسم کے علم کو ماضی سے بیان کرتا ہے اور تیسرے قسم کے علم کو استقبال سے ۔

بعض لوگ کہتے ہیں حوادث و مخلوقات میں علمِ قدیم حادث معلوم ہوتا ہے ۔ کیوں کہ مخلوقات کا علم پر تو علمِ الٰہی ہے ۔ مطلق مقید ہو جاتا ہے تو جدا احکام لیتا ہے ۔ پہلے خدائے تعالیٰ نے مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فرمایا ۔ پھر اس کا مصداق اُمتِ محمدی کو بتلایا پھر قبلہ کے متعلق مخالفین کے شبہے رد فرمائے ۔ پھر ظاہر فرمایا کہ بیت المقدس کو چند روز کے لئے قبلہ بنانا مبنی براسرار و حکم تھا ۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

قَدْ نَرٰى ؛ ہم خوب دیکھ رہے ہیں اے حبیب کریم ۔ تَقَلُّبَ ؛ اُلٹ پلٹ ۔ بار بار نیچے اُوپر ہونا ۔ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ؛ تمہارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف بلند ہونا ۔ بار بار بامید نزولِ وحی آسمان کو دیکھنا فَلَنُوَلِّيَنَّكَ ؛ پس ہم تم کو پھیر دیں گے ۔ ہم تم کو حکمِ تحویل دیں گے ۔ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ؛ اس قبلے کی طرف جس سے تم راضی ہو ۔ اب جس کو چاہتے ہو ۔ کیوں کہ شان مسجودیت کعبہ میں ہونے والی تھی ۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ ؛ اب تم اپنا منھ پھیر لو ۔ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ شَطْرَ ؛ جہت ۔ جانب نیز نصف اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ باحرمت مسجد ۔ کیونکہ حرم کعبہ میں درخت کاٹنا ۔ شکار کرنا درست نہیں ۔ جنگ و جدال تو بالکل حرام ہے ۔ وَحَيْثُ ؛ اور جہاں ۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ ؛ اور اے مسلمانو ! تم جہاں کہیں ہو ۔ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؛ اپنا منھ مسجدِ حرام کی طرف کرلو ۔ کچھ ٹھیک کعبہ کی طرف منھ کرنا ضروری نہیں ۔ مدینہ والوں کے لئے مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے ۔ ہم اہلِ ہند کے لئے شمال و جنوب کے درمیان اور حیدرآباد والوں کے لئے قبلہ نما اور مقناطیس سے ۱/۲ ۱۳ درجہ شمال کی طرف مائل ۔ یہ ضروری نہیں ، بہتر ہے ۔ قبلہ معلوم نہ ہو تو جدھر تحری و کوشش کے بعد نماز ہو جائے درست ہے ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ؛ بے شک اہلِ کتاب ۔ بے شک وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے ۔ لاکھ اعتراضات کریں ۔ شبہ ڈالیں ۔ لَيَعْلَمُوْنَ ۔ خوب جانتے ہیں ۔ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۔ کہ تحویلِ قبلہ ہی ان کے

رب کی طرف سے حق ہے۔ اس بات کو وہ پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزماں صاحب قبلتین ہوں گے۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ؛ اور خدا ان کے کاموں سے غافل نہیں۔

ترجمہ:- ہم دیکھ رہے ہیں۔ تمہارے چہرے کے آسمان کی طرف بار بار بلند ہونے کو، اب ضرور جس قبلہ کو تم پسند کرتے ہو اسی کی طرف ہم تم کو پھیر دیں گے (پس نماز میں) مسجدِ حرام کی طرف اپنا منہ کرلیا کرو اور (اے مسلمانو!) تم بھی جہاں کہیں ہو (نماز میں) اسی کی طرف منہ کر لیا کرو۔ اور بے شک اہلِ کتاب خوب جانتے ہیں کہ وہ (تحویلِ قبلہ) ان کے رب کی طرف سے برحق ہے، اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں، اللہ اس سے بے خبر نہیں۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ
وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

وَلَئِنْ اَتَيْتَ ؛ اور اگر تم لے جاؤ۔ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ؛ ان کے پاس جن کو کتاب دی گئی ہے۔ بِكُلِّ اٰيَةٍ ؛ ہر قسم کی نشانی۔ معجزہ۔ دلیل و برہان۔ مَا تَبِعُوْا ؛ اتباع نہ کریں گے۔ پیروی نہ کریں گے۔ نہ مانیں گے۔ قِبْلَتَكَ ؛ تمہارے قبلہ کو۔ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ؛ اور تم بھی تابع نہیں ہونے والے ان کے قبلہ کے۔ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ کوئی کب مانتا ہے قِبْلَةَ بَعْضٍ ؛ کسی دوسری کے قبلہ کو۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ ؛ اور اگر تم ان کے ہوا و ہوس کے تابع ہوجاؤ۔ ان کی خواہش کی پیروی کرو۔ ان کی مان لو۔ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ بعد اس کے کہ تمہارے پاس آچکا۔ مِنَ الْعِلْمِ ؛ علمِ صحیح۔ علمِ حق وحی۔ حکمِ الٰہی۔ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ؛ تب تو تم بے محل کام کرنے والوں اور ظالموں سے ہوجاؤ گے۔

ترجمہ:- (یا محمدؐ!) اور اگر تم اہلِ کتاب کے پاس (سارے معجزے) تمام دلائل لے جاؤ گے، تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی طرف نہ رُخ کریں گے (نہ مانیں گے) اور تم بھی ان کے قبلہ کو ماننے والے نہیں۔ اور یہ اہلِ کتاب بعض، بعض کے قبلہ کو کب مانتے ہیں۔ اور اگر تم ان کے ہوا و ہوس کے تابع بن جاؤ بعد اس کے کہ تمہارے پاس علمِ صحیح و وحیِ الٰہی آچکی تب تو تم بڑے بے انصاف اور بے محل کام کرنے والوں سے ہوجاؤ گے۔

آرقف منزل

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ
وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰـهُمُ الْكِتٰبَ ؛ یہ اہلِ کتاب ۔ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ۔ يَعْرِفُوْنَـهٗ ؛ ہمارے رسول کو پہچانتے ہیں ۔ كَمَا يَعْرِفُوْنَ ؛ جیسے پہچانتے ہیں ۔ اَبْنَآءَ هُمْ ؛ اپنے بچوں کو ۔ ابی ابن کعبؓ نے جو پہلے اہلِ کتاب سے تھے کہا ۔ اولاد میں بیوی کی خیانت کا احتمال ہے مگر آپ کی رسالت اس سے زیادہ قطعی و یقینی ہے ۔ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ ؛ اور ان میں سے ایک فریق یعنی علماءِ اہلِ کتاب ۔ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ ؛ حق بات کو چھپاتے ہیں ۔ کتمانِ حق کرتے ہیں ۔ حق پوشی کرتے ہیں ۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ؛ حالانکہ وہ جانتے ہیں ۔ صاحبِ علم ہیں ، جان بوجھ کر ۔ دیدہ و دانستہ ۔

ترجمہ :- یہ اہلِ کتاب تم کو ایسا جانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو ۔ اور ایک فریق ان میں سے (علماءِ اہلِ کتاب) تو جان بوجھ کر حق پوشی کرتا ہے ۔

ع ۱۷

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؛ حق وہی ہے جو تمہارے رب سے ملا ہے ۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ ؛ پھر تم ہرگز نہ بنو ۔ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ؛ شک و شبہ میں پڑنے والوں سے ۔

ترجمہ :- حق وہی (حکم) ہے تمہارے رب سے ملا ہے (یعنی تحویلِ قبلہ) پھر تم ان شبہ کرنے والوں میں سے ہرگز نہ بنو ۔

وقف النبی ﷺ

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ
أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾

وَلِكُلٍّ ؛ اور ہر ایک کے لئے ۔ وِجْهَةٌ ؛ جہت ۔ جانب ۔ وِجْـهَةٌ جِهَةٌ ہوجاتا ہے جیسے وِزْنٌ زِنَـةٌ ہوجاتا ہے ۔ وَزْنٌ اور وِجْهَةٌ میں تغیر نہیں ہوتا ۔ هُوَ مُوَلِّيْـهَا ؛ کہ وہ یعنی اللہ اس کی طرف یعنی قبلہ کی طرف پھیر دیتا ہے ، موڑ دیتا ہے ۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ؛ اے مسلمانو ! تم خیر کے کاموں کی طرف سبقت کرو ۔ دوڑو ۔ خیر تو اطاعتِ الٰہی میں ہے ۔ اَيْنَ ؛ کہاں ۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا ؛ تم جہاں کہیں ہو ۔ يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؛ تم سب کو اللہ سمیٹ کر لائے گا ۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ ۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؛ ہر شئے پر قادر ہے ۔

ترجمہ :- اور ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے ۔ وہ (اللہ) اس کی طرف پھیر دیتا ہے (کعبہ، قبلۂ اسلام، قبلۂ محمدی ہے)
تم خیر کے کاموں کی طرف دوڑو (اور دوسروں سے سبقت لے جاؤ۔ خیر پوچھو تو اسی طرف ہے جس طرف اللہ رہنمائی کرے) تم جہاں کہیں ہو اللہ تم کو سمیٹ کر (قبلۂ محمدی کی طرف) لائے گا (تم کو اعتراض کرنے کا حق نہیں) اللہ ہر شئے پر قادر ہے ۔ (جہاں چاہے شانِ معبودیت کی تجلی فرما سکتا ہے) ۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ
وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ ؛ اور جہاں کہیں سے تم نکلو، مکہ ہو یا کوئی اور شہر جہاں سے چلو ۔ فَوَلِّ وَجْهَکَ ؛ پس تم اپنا منہ پھیر لو ۔ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؛ مسجد حرام کی طرف ۔ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ ؛ اور بے شک یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے ۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ؛ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں، خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں، ناواقف نہیں، تم لوگ اتباع رسول، توجہ الی الکعبہ کرتے ہو یا نہیں اللہ سب جانتا ہے ۔
ترجمہ :- اور تم جہاں کہیں سے نکلو اپنا منہ (نماز میں) مسجدِ حرام کی طرف کرلو ۔ یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے ۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ
وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ ؛ اور جہاں سے تم نکلو، چلو ۔ فَوَلِّ وَجْهَکَ ؛ تم اپنا منہ پھیر لو، موڑ لو ۔ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؛ مسجدِ حرام کی طرف ۔ وَحَيْثُ كُنْتُمْ ؛ اور اے مسلمانو ! تم بھی جہاں کہیں ہو، جہاں رہو ۔ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؛ تم بھی اتباعِ نبی وحکمِ خدا میں اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو ۔ لِئَلَّا ؛ اصل میں ۔ لِاَنْ لَّا ؛ تھا ۔ لِئَلَّا ؛ تاکہ نہ ۔ لِئَلَّا يَكُوْنَ ؛ تاکہ نہ رہے ۔ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے لئے ۔ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر ۔ حُجَّةٌ ؛ جھگڑا ۔ الزام ۔ غلبہ ۔ دلیلِ قوی ۔ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ؛ ہم نے تحویلِ قبلہ کا حکم اس لئے دیا کہ مخالفین سے بالکل بے تعلق ہوجائے ۔ نیز جب خود ان کی کتابوں میں نبی آخر الزماں کا صاحبِ قبلتین ہونا مذکور ہے ۔ یعنی دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنا ۔ تو اب ان کا اعتراض

کیا چیز ہے؟ اور ایسے اعتراض سے ان کو کیا غلبہ ہوسکتا ہے؟ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۔ ظُلْمٌ کے معنے چھپانے، روکنے کے ہیں ۔ اسی سے ظلمت ہے ۔ کیونکہ تاریکی میں ہر چیز چھپ جاتی ہے ۔ اور وہ آدمی کو چلنے سے روکتی ہے ۔ یعنی ظالمین، حق پوش ناحق نیوش بے انصاف ۔ ان کے جھوٹے اعتراض تو ہوتے ہی رہیں گے ۔ کبھی حق بات ان کے منہ سے نہ نکلے گی ۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ ؛ ان سے کیا ڈرتے ہو، مجھ سے ڈرو ۔ خدا واجب الاطاعت ہے، نہ کہ یہ ظالم ۔ خشیہ، عظمت وجلال سے متاثر ہونے کو کہتے ہیں ۔ چاہے خوفِ اذیّت نہ بھی ہو ۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؛ خدا سے اس کے جاننے والے بندے ہی ڈرتے ہیں ۔ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْكُمْ ؛ اور تحویلِ قبلہ کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ تجلّی جامع تمہارا قبلہ ہو ۔ اور میں تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کروں ۔ اور قبلہ محمدی دایم وقائم رہے ۔ وَلَعَلَّكُمْ ؛ اور شاید کہ تم، اور توقع ہے کہ تم، اور تاکہ تم ۔ تَهْتَدُوْنَ ؛ درست راستہ پر ہو، اور تاکہ تم ہدایت پاؤ، تم کو راہِ راست مل جائے ۔

ترجمہ :- (یا محمدؐ) تم جہاں سے نکلو اپنا منہ (نماز میں) مسجدِ حرام کی طرف کرلو ۔ (اے مسلمانو!) اور تم بھی جہاں کہیں رہو (ہمارے رسولؐ کی اتباع میں) اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو ۔ تاکہ تم پر لوگوں کا کوئی اعتراض نہ رہے ۔ مگر ان میں سے جو ظالم وحق پوش ہیں (وہ تو اعتراض کرتے ہی رہیں گے) ان سے نہ ڈرو ۔ مجھ سے ڈرو ۔ اور اس لئے کہ تم کو اپنے پورے انعامات عطا کروں (اور نعمت وفضیلت کو مکمل اور تمام کروں) اور تم (اصل مقصد کی طرف) راہ پاؤ ۔

تحویلِ قبلہ کے متعلق چند امور پر متوجہ کرایا گیا ہے ۔ خدا کسی جہت یا مقام میں محدود نہیں ۔ قبلہ صرف جہتِ جامع ہے مقصود خدا کی اطاعت وفرماں برداری ہے ۔ تبدیل قبلہ سے مطیع وغیر مطیع کی تمیز ہوگئی ۔ فرماں بردار بے چون وچرا کعبہ کی طرف عین نماز میں مڑ گئے ۔ ذرا سی بھی تاخیر نہ کی ع ہر قوم وملتے را دینے وقبلہ گاہے

اب ہدایت پر نہ یہودی ونصرانی ہیں اور نہ مرکزِ ہدایت بیت المقدس ۔ مسلمان خیر امت ہیں اور کعبہ مرکزِ ہدایت ہے ۔ یہود ونصرانی باہم بھی تو قبلہ کے متعلق مختلف الرائے ہیں ۔ ان کو مسلمانوں کے قبلہ کے متعلق اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟ بُت پرستوں کے قبلے تو سیکڑوں ہزاروں بُت ہیں ۔ بھلا یہ بھی کچھ منہ کھول سکتے ہیں ۔ مسلمانوں کے لئے کچھ کعبہ کے سامنے ہونا بھی شرط نہیں ۔ جہت مل جائے تو کافی ہے ۔ جہت مشتبہ ہوجائے تو جدھر منہ کرکے نماز پڑھو، ہوجاتی ہے ۔ کعبہ کی عمارت ٹوٹ جائے تو مسلمانوں کی نماز بند نہیں ہوتی، کیوں کہ قبلہ سے مقصد صرف جہتِ جامع ہے نہ کہ کعبہ کی دیواریں ۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

مع عند المتاخرین

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ ؛ جیسا کہ ہم نے بھیجا تم میں ۔ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ ؛ رسول تم ہی میں سے ۔ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا ؛ جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ۔ وَيُزَكِّيْكُمْ ؛اور تم کو پاک کرتا ہے نجاستِ شرک وکفر وفسق و مادّیت سے ۔ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ؛ اور تم کو کتاب اللہ اور حکمت وعرفان کی تعلیم دیتا ہے ۔ وَيُعَلِّمُكُمْ ؛ اور تم کو تعلیم دیتا ہے ۔ مَالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ؛ جو تم جانتے نہ تھے ۔

ترجمہ :- جیسا کہ ہم نے تم ہی میں سے رسول بھیجا ۔ جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور تم کو (علما وعملا) پاک وصاف کردیتا ہے ۔ اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے ۔ اور تم کو تعلیم دیتا ہے جو تم جانتے نہ تھے ۔

مسلمانو ! تمہارا قبلہ الگ ہے ۔ جس طرح تمہارا رسول جُدا ہے ۔ ہم نے امتیاز خاص سے سرفراز کیا ہے ۔ جس طرح کہ تمہارے رسول کو ممتاز کیا ۔ وہ تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ۔ اور تم اس کو یاد رکھ کر قاری ہوجاتے ہو اور تم کو کتاب اللہ کی تعلیم دیتا ہے اور تم مفسر ہوجاتے ہو اور تم کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے ۔ اور تم مجتہد اور متکلم وصوفی کہلاتے ہو ۔ اور تم کو اپنی فیضِ صحبت وتربیت سے آلائشِ مادیات سے پاک کردیتا ہے اور تم میں نورِ روحانیت جلوہ گر ہوتا ہے ۔ ان کے سوا اور بہت سے معارف وعلوم سکھاتا ہے ۔ جس سے تم واقف نہ تھے ۔ پھر تم کو کسی اور کی باتوں سے متاثر ہونے کی کیا ضرورت ہے ۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۚ ع ۱۸ ۵ ۲

فَاذْكُرُوْنِيْ ؛ پس اتنے احسانات میں نے تم پر کئے ہیں تو تم کو چاہیئے کہ مجھے نہ بھولو ۔ ہمیشہ میری یاد میں رہو ۔ اَذْكُرْكُمْ ؛ میں بھی تمہارا خیال کروں گا ۔ وَاشْكُرُوْا لِيْ ؛ اور میرا شکر ادا کرو ۔ میرے احسانات کی قدر کرو ۔ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ؛ اور میرے احسان کو نہ چھپاؤ ، ناحق شناسی نہ کرو ۔ اس کو اقتضاءِ محل کے مطابق صرف کرو ۔

ترجمہ :- پس تم میری یاد میں رہو ، میں تمہارا ہمیشہ خیال رکھوں گا ۔ اور میرے انعامات کا شکریہ ادا کرو ۔ (ان کو برمحل صرف کرو) اور ان کی ناقدری نہ کرو ۔

ذکر نسیان وغفلت کے مقابل ہے ۔ یاد بھول کے مقابل ہے ذکر اور یاد کے لئے کچھ الفاظ کا کہنا ضرور نہیں ۔ میرے سامنے میرا دوست ہے ۔ میں اس سے غافل نہیں ہوں ۔ تو وہ مجھے یاد ہے ۔ بے ضرورت نام لے لے کر پکارنے کی کیا حاجت ہے ۔ بلکہ ایک قسم کی بے تہذیبی ہے ۔ ع بہ محفلے کہ منم ذکرِ یار بے ادبی ست

ذکر کے مختلف اقسام ہیں ۔ اور ہر ایک پر جدا آثار مرتب ہوتے ہیں ۔ (۱) ذکرِ جہری ۔ پکار کر (۲) ذکرِ خفی ۔ آہستہ ۔ (۳) ذکرِ لسانی ۔ زبان سے ۔ (۴) ذکرِ قلبی ۔ دل سے ۔ (۵) ذکرِ حبس دم ، سانس روک کر ۔ (۶) ذکر بغیر حبس دم ۔ (۷) ذکرِ دائمی یا دوامِ حضور ۔ (۸) ذکرِ احیانی ، کبھی کبھی یاد کرنا ۔ ذکرِ جہری وحبس دم سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور سُستی دُور

ہوتی ہے ۔ ابتداءً ذکرِ جہری و حبسِ دم کی ضرورت ہے ۔ ذکرِ جہری سے خطرات دفع ہوتے ہیں ۔ جذبات اُبھرتے ہیں ۔ عشق و محبت میں زور پیدا ہوتا ہے ۔ بے قراری اور تڑپ پیدا ہوتی ہے ۔ ذکرِ خفی سے اطمینان و سکون پیدا ہوتا ہے ۔ فنائیت و محویت آتی ہے ۔ ذکرِ جہر کرنے والوں کو قوالی میں مزا ملتا ہے اور ذکرِ خفی والوں کو تفکر اور استغراق اور قرآن میں لطف آتا ہے ۔ ذکرِ جہر والوں پر فنائیت آتی ہے جیسے کسی کو بچھونے کاٹا ہو ۔ یا آگ میں جل رہا ہو ۔ چیختا ہے ۔ چلاتا ہے ۔ تڑپ تڑپ کر جان دیتا ہے ۔ ذکرِ خفی والوں پر فنائیت آتی ہے جیسے کسی کو سانپ نے کاٹ لیا ہو، یا پانی میں ڈوب کر مرا ہو ۔ غریب نے جان دے دی ۔ نہ چیخ نہ پکار ۔ نہ ہائے نہ وائے ۔ بے چارے نے سانس تک نہ لی اور ختم شد ۔

کلمہ طیبہ سے خطرات و اوہام دفع ہوتے ہیں اور ماسوا اللہ کی نفی ہوتی ہے ۔ اسم جلالہ یعنی اللہ اللہ سے استغراق پیدا ہوتا ہے ۔ بے خودی آتی ہے ۔ ھو اور اللہ سے بالخصوص محویت و بے خودی آتی ہے ۔

عورت کو خواب میں دیکھنے سے صبح کو نہانا پڑتا ہے ۔ شیخ کا تصور اپنے تقدس و شانِ جامع انسانی کے ساتھ آتا ہے ۔ حضرت امام حسن مجتبیٰؓ نے ہند ابنِ ابی ہالہ سے حلیۂ حبیبِ خداؐ پوچھا تو یہ بھی فرمایا لِاَتَعَلَّقَ بِهٖ ؛ تاکہ میں اس سے لٹک جاؤں اس سے ربط پیدا کرلوں ۔ مادّہ پرست علماء نہیں مانتے نہ مانیں ۔ ان کو سادہ دلی مبارک ۔ ہم کو وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ بھلا کوئی اپنے دوستوں کی تصویروں کے البم کو جلاتا بھی ہے؟ شیخ کا تصور باب الفتوح ہے ۔ باب الولایہ ہے معراج شریف میں حبیب رب العالمین نے کیا انبیاءِ سابقین سے ملاقات نہیں کی تھی ؟ محبان و محبوبانِ خدا سے ملاقات کا میسر نہ ہونا تم کو مبارک ۔ ہم کو

نہیں نقدِ عمل کچھ بھی مرے جیب و گریباں میں
مگر دل میں ہیں یارب تیرے محبوبوں کی تصویریں (حسرت)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے مومنو ! اے ایمان دارو ! اے لوگو جو ایمان لائے ہو ۔ اِسْتَعِيْنُوْا ؛ مدد مانگو، اعانت طلب کرو ۔ استعانت لو ۔ بِالصَّبْرِ ؛ صبر سے ۔ صبر بھوک کو بھی کہتے ہیں ۔ وَالصَّلٰوةِ ؛ نماز ۔ دُعا کو بھی صلٰوۃ کہتے ہیں ! اِنَّ اللّٰهَ ۔ بے شک اللہ ۔ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ؛ صابروں کے ساتھ ہے ۔ تکلیف برداشت کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔ پس معنے یہ ہوئے مصائب کو برداشت کرو ۔ اور دُعا کرتے رہو یا روزے رکھو، نماز پڑھو ۔

صبؔر کے کئی اقسام ہیں ۔ صَبْر عَلَى الْعِبَادَةِ ؛ عبادت کی مشقت کو برداشت کرنا ۔ صَبْر عَنِ الْمَعْصِيَةِ ۔ گناہ سے بچنے میں جو سختی ہے اس کو برداشت کرلینا ۔ صَبْرٌ عَلَى الْبَلَاءِ مصائب و بلایا کو برداشت کرلینا ۔ نیز صبر کی دو قسمیں ہیں :- (۱) بدنی ۔ (۲) نفسانی ۔ پھر بدنی کی دو قسمیں ہیں ۔ (۱) فعلی : مشقت اور تکلیف دہ کاموں کو کرنا ۔ (۲) انفعالی ۔ درد اور تکلیف کو برداشت کرلینا ۔ صبر نفسانی ۔ نفس کو اس کی خواہشوں سے روکنا ۔ اس کی بھی کئی صورتیں ہیں ۔ عفؔت ۔ خواہشِ شکم و طلبِ نساء سے روکنا ۔ زہؔد ۔ بے ضرورت چیز سے خود کو روکنا ۔ تقویٰ ۔ دین میں نقصان دہ کاموں سے روکنا ۔ حلؔم ۔

انتقام سے روکنا ۔ قناعت ۔ تھوڑے پر راضی رہنا ۔ متانت ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشتعل نہ ہوجانا ۔ بات یہ ہے کہ تکلیف کے وقت خدا یاد آتا ہے ۔ غفلت دور ہوجاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ تو ساتھ ہی ہے ۔ بُعدِ خیالی کا دور ہونا ہی ہے ، پھر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کا جلوہ دیکھ لو ۔

ترجمہ :- اے ایمان والو ! صبر سے صلوٰۃ سے مدد لو ۔ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۔

مسلمانو ! تحویلِ قبلہ سے کیا پریشان ہو ؟ تم پر بڑے بڑے مصائب آنے والے ہیں ۔ صبر کی عادت ڈالو ۔ نماز پڑھو ۔ دربارِ خداوندی میں حاضر ہوتے رہو ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے ۔ تم کو تمام مشکلات میں کامیابی عطا کرے گا ۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

وَلَا تَقُوْلُوْا ؛ اور نہ کہو ۔ لِمَنْ يُّقْتَلُ ؛ ان لوگوں کو جو شہید ہوتے ہیں ، مارے جاتے ہیں ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں ۔ اَمْوَاتٌ ؛ مردے ۔ اموات جمع میت ۔ اس کی اصل مَيْوِتٌ ۔ بَلْ ؛ بلکہ ۔ اَحْيَآءٌ ؛ وہ زندہ ہیں ج حَيٌّ ؛ اس کی اصل حَيْوٌ ہے ۔ وَلٰكِنْ ؛ مگر ۔ ولیکن ۔ لَا تَشْعُرُوْنَ ؛ تم کو ان کی حیات کا شعور نہیں ۔ تم محسوس نہیں کرتے ۔ تم نہیں جانتے ۔

ترجمہ :- اور جو راہِ خدا میں مارے جاتے ہیں ، تم ان کو مردہ نہ کہو ۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں ۔ مگر تم کو اس کا شعور نہیں ۔

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

نامرد مرتا روز ہے مردوں کی موت اک بار ہے
ہرگز نہیں مرتا ہے وہ مرنے کو جو تیار ہے
باآبرو ہو زندگی بے آبرو بے کار ہے
گر ہمتِ مردانہ ہو آسان ہر دشوار ہے

مسلمانو ! ہمارے بزرگوں کا محبوب اللہ تھا ۔ اس کا رسولؐ تھا ۔ وہ اپنے محبوب سے ملنے کیلئے تیار تھے سر دیتے تھے اور حیاتِ جاودانی لیتے تھے ۔ وہ زندہ ہیں ۔ ان کا نامِ نامی زندہ ہے ۔ تم کو خدا اور رسولؐ سے ربط نہیں ، کوئی مضبوط علاقہ نہیں ۔ نہ ان سے ملنے کی طلب ہے ۔ تمہارا دل دنیا کے چند خرمہروں میں پھنسا ہوا ہے ۔ تمہارا محبوب سیم و زر ہے ۔ تم کو اس کے ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر ہے ۔ تم نشأۃ ثانیہ ، زندگی آخرت پر یقین نہیں رکھتے ۔ تمہارے پاس مرنا تمام مالوفات ، محبوبات سے چھوٹنا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تم موت سے بھاگتے ہو ، تمہارے بزرگ ایک ہی دفعہ مرنا ہے سمجھتے تھے اور اس پر جری تھے ۔ تم سمجھتے ہو جینا ایک ہی دفعہ ہے ۔ لہٰذا مرنے کے نام سے گھبراتے ہو ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا مَا تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ اِلَّا ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذُّلِّ ؛ جب قوم جنگ کرنا چھوڑ دیتی ہے ۔ خدا اس پر ذلت ڈالتا ہے ۔ تم میں عزتِ نفس ، خود داری ، آزادی کی روح نہیں رہی ۔ تم ذلیل ہو ، خوار ہو ، غلامی تمہارا لباس ہے اور تم کو نظر نہیں آتا ۔ تم دون ہمتی کی

موت صرف ایک بار آتی ہے

آب و ہوا میں رہتے ہو اور تم کو احساس نہیں ۔تم کو اپنے بزرگوں کے نام پر فخر کرنے کا حق نہیں ، تمہاری نسبت سے ان کی ذلت ہوتی ہے ۔تمہارے پاس مذہب کوئی چیز نہیں ۔تمہارا مقصدِ حیات صرف کھانا پینا اور اللہ کی دی ہوئی خوشبودار ، خوش ذائقہ نعمتوں کو متعفن اور ناپاک کرنا ہے ۔ اللہ تم کو اولوالعزمی سے تمہارے شریف خون میں جوش دے ۔تم کو صحیح احساس دے ۔تم کو تمہاری ذلت وخواری پر متنبہ کرے ۔تم کو جھنجھوڑے ، اور تم کو اُٹھا کر بٹھا دے ۔اور تمہارے منہ دھلا دے ۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ
وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۵۵
الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۶

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ ؛ اور ہم تم کو بلا میں ڈالیں گے ، تم کو مبتلا کریں گے ، تمہارا امتحان لیں گے ، تمہاری آزمائش کریں گے ۔ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ ؛ کچھ خوف اور بھوک سے ۔ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؛ اور مالوں ، جانوں اور ثمروں کی کمی سے ، ان کے نقصان سے ۔ثمرات سے مراد اولاد بھی ہوسکتی ہے ۔ ہم دیکھیں گے کہ ہم ان کے محبوب ہیں یا ان کی جان و مال یا باغوں کے میوے یا پیداوار ۔ وَبَشِّرِ ؛ اور بشارت دو ، مژدہ دو ۔خوشخبری دو ۔ الصّٰبِرِيْنَ ؛ صابروں کو ، برداشت کرنے والوں کو ، مصائب جھیلنے والوں کو ۔ الَّذِيْنَ ؛ وہ لوگ جو ۔ان لوگوں کو جو ، اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ؛ جب ان پر مصیبت پڑتی ہے ، تکلیف و ایذا پہنچتی ہے ۔ قَالُوْا ؛ انھوں نے کہا ، تو وہ کہتے ہیں ۔ اِنَّا لِلّٰهِ ؛ بے شک ہم اللہ کے ہیں وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؛ اور بے شک ہم اس کی طرف واپس ہونے والے ہیں ، اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے ، لوٹنا ہے ۔

ترجمہ :- اور ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے ۔ کچھ خوف سے ۔ کچھ بھوک و ناداری سے کچھ مال ، جان اور پیداوار کے نقصان اور بار آوری کی کمی سے اور ان صابروں کو بشارت دو جن کو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) ہم تو اللہ کی ملک ہیں اور ہم کو اسی کی طرف رجوع کرنا ہے ۔

مسلمانو ! جب ہم خود اللہ کی ملک ہیں ۔تو اللہ اپنی ملک میں جو تصرف کرے اس کا وہ حق دار ہے ۔ **العبد وما ملکت یداہ لمولاہ** ۔

جو کچھ ہے وہ آقا کا ، کچھ بھی نہیں بندے کا حسرت ترا بندہ ہے وہ تجھ کو بھلا کیا دے

جب ہم اللہ تعالٰی کے پاس رجوع کریں گے ، واپس جائیں گے تو اللہ جو ہمارا مقصود ہے ، ہمارا آقا ہے ۔بس ہے ہمارے آباء و اجداد ، ازواج و اولاد سب اُسی کے پاس حاضر ہیں ، ہم بھی اُس کے پاس جائیں گے اور سب کو وہیں

پائیں گے، ایک دن مرنا ضرور ہے، سب سے چھوٹنا ضرور ہے۔ ایک ایک کو چھوڑنا بھی ایسا ہے جیسے سب کو ایک دم چھوڑنا، موت کا خوف آدمی کو نامرد بناتا ہے، بے کار بناتا ہے۔ خدا کی محبت کو ترقی دو، موت آسان ہوجاتی ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

أُولَٰئِكَ ؛ یہی لوگ ہیں۔ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ ؛ ان پر الطاف و کرم ہیں۔ مرحبا و آفریں ہے۔ مژدۂ قربت ہے۔ مِن رَّبِّهِمْ ؛ ان کے پروردگار کی طرف سے۔ وَرَحْمَةٌ ؛ اور رحمت۔ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ؛ اور یہی ہدایت یافتہ ہیں راہ پائے ہوئے۔ درست راستہ پر چلنے والے، کامیاب۔

ترجمہ:- یہی لوگ ہیں جن کو ان کے رب کی طرف سے مژدہ ثواب اور رحمت ہے اور یہی ہیں (کامیاب) راہ یاب۔

واضح ہو کہ حیات مرکوِ حرکت کو کہتے ہیں۔ یعنی جان سے حرکت ہے۔ اور جب تک حیات باقی ہے سب چلت پھرت ہے۔

جو کچھ ہم کھاتے ہیں۔ معدے میں جاکر ہضم ہوتا ہے۔ وہاں سے جگر میں پہنچتا ہے اور ہضم ہوکر خون بنتا ہے، پھر دل میں پہنچتا ہے، اور تمام جسم میں گردش کرتا ہے، اور ہضمِ خاص حاصل کرتا ہے اور روحِ حیوانی بنتا ہے۔ روحِ حیوانی کا خلاصہ نسمہ کہلاتا ہے۔ نسمہ تک جتنی چیزیں ہیں، بے حس ہیں، بے حرکت ہیں۔

اصل صاحبِ ادراک و علم و حرکت ایک جوہرِ مجرد یعنی غیر مادی ہے۔ جس کو روح کہتے ہیں۔ جب تک جسم میں اور روح میں مناسبت رہتی ہے نسمہ کے توسط سے روح جسم میں تصرف کرتی رہتی ہے اور جسم اس کے ارادے پر حرکت کرتا ہے، چلتا پھرتا ہے۔ موت سے دونوں میں افتراق اور جدائی پیدا ہوتی ہے۔ مسلم غیر مسلم، شہید غیر شہید، سب کی موت روح و تن دونوں کی جدائی ہی سے ہوتی ہے۔ دراصل حی تو روح ہے اور تن تو بے جان، بے حس و حرکت ہے، شہداء پر عالم ارواح میں روک ٹوک نہیں، جدھر چاہیں پھرتے ہیں۔ ان کو عالمِ ارواح میں بھی ایک قسم کا تصرف رہتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ صابرین کے اعمال کی نقل کو عبادت فرماتا ہے۔ یعنی حج و عمرہ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا جو حقیقۃً حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت ہاجرہؑ کے اعمال کی نقل ہے، جو ہمارے لئے عبادت بنادی گئی ہے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

اِنَّ ؛ بے شک ۔ الصَّفَا ؛ خانہ کعبہ کے مشرقی جانب ایک پہاڑی ہے ۔ جو دامن کوہ ابوقبیس میں واقع ہے ۔ وَالْمَرْوَةَ اور کعبہ کے شمالی جانب قیقعان کے دامن میں ایک پہاڑی ہے ۔ ان دونوں پہاڑیوں پر زمانہ جاہلیت میں بُت رکھے گئے تھے ۔ اسلام نے ان بُتوں کو وہاں سے نکال دیا ۔ بی بی ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں بے قراری کے ساتھ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات دفعہ دوڑی تھیں ۔ اور اللہ نے حضرت اسمٰعیل کے پاؤں مارنے سے چشمہ زمزم پیدا کر دیا ۔ اب صفا و مروہ پر دوڑنا داخلِ اعمالِ حج ہے ۔ کیونکہ یہ بے قراری ، صادقین و صابرین کا کام تھا ۔ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ؛ ان چیزوں سے ہے جن سے خدا کا خیال وشعور پیدا ہوتا ہے ۔ شَعَائِرْ ج شَعِيْرَةٌ یا شَعْرَةٌ ۔ علامت ، مقامات و اوقاتِ عبادت جیسے کعبہ ۔ عرفات ، مزدلفہ ، صفا مروہ جمیع مساجد اور جیسے رمضان ، حج کے مہینے ، عیدین ، جمعہ اور دیگر علامات جیسے اذان و اقامت ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ ؛ پس جس نے حجِ بیت اللہ ادا کیا ۔ اَوِ اعْتَمَرَ یا عمرہ کیا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ؛ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔ بُتوں کی وجہ سے لوگ صفا و مروہ پر دوڑنے کو برا سمجھتے تھے ۔ اسلام نے ان بُتوں کو نکال دیا ، تو اب بھی صفا و مروہ پر دوڑنے کو برا سمجھنا درست نہیں ۔ صفا مروہ پر دوڑنا امام شافعیؒ کے پاس فرض ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس واجب ہے ۔ قربانی سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے ۔ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؛ ان دونوں کے پاس پھرے ۔ جانا ایک پھیرا ہے اور آنا دوسرا پھیرا ہے ۔ جانا اور آنا دونوں مل کر ایک پھیرا نہیں ۔ يَطَّوَّفَ ۔ اصل میں يَتَطَوَّفَ تھا ۔ باب تفعّل سے تَا کو طَا بنا کر ادغام کیا گیا ابتداء بہ سکون ہونے کی وجہ سے ہمزۂ وصل لایا گیا ۔ اِطَّوَّفَ ہوا ۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ؛ اور جو خوشی سے نیکی کرے ۔ طَوْعٌ ؛ خوشی ۔ طَوْعًا وَكَرْهًا ؛ چار و ناچار ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ ۔ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ؛ قدرداں ، واقف ہے ۔

ترجمہ :- بے شک صفا مروہ پہاڑیاں خدا کی یاد پیدا کرنے والی نشانیوں اور مقامات سے ہیں ۔ پس جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو کچھ گناہ نہیں کہ ان کے (پھیرے کرے) طواف کرے اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیک کام کرے تو اللہ اس کا قدرداں اور اس سے باخبر ، واقف ہے ۔

مذہب اصل میں سب کا ایک ہے ۔ بہت کم اختلاف ہے ۔ تحویلِ قبلہ اور رسالتِ محمدی اور دیگر امور ، آسمانی کتابوں میں موجود ہیں ۔ ساری خرابی حق پوشی ، تاویلِ بے جا اور عمل میں کاہلی سے پیدا ہوئی ہے ، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ ؛ بے شک جو لوگ ۔ يَكْتُمُوْنَ ؛ چھپاتے ہیں ، حق پوشی کرتے ہیں ۔ کتمانِ واقعات کرتے ہیں ۔ مَآ اَنْزَلْنَا ہم نے جو اُتارا ۔ مِنَ الْبَيِّنٰتِ ؛ واضح دلائل ، ظاہر احکام ، ناقابلِ تاویل بیانات ۔ وَالْهُدٰى ؛ اور ہدایت ۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ ؛ بعد اس کے کہ ہم نے اس کو بیان کر دیا ۔ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے لئے ، سب کے فائدے کے لئے ۔ فِى الْكِتٰبِ ؛

کتاب میں اُولٰٓئِکَ وہ لوگ ۔ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ ؛ ان پر خدا لعنت کرتا ہے اور خیر و برکت موقوف ہو جاتی ہے ۔ پستی اور ادبار آ جاتا ہے ۔ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۔ اور ان پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں ۔ ساری دنیا کی پھٹکار ان پر پڑتی ہے ۔

ترجمہ :- بے شک جو لوگ واضح احکام و ہدایت کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے اُتارا تھا بعد اس کے کہ ہم نے ان کو کتاب اللہ میں لوگوں کے لئے صاف صاف بیان کردیا تھا ، ان پر خدا بھی لعنت کرتا ہے اور سارے لوگ بھی لعنت کرتے ہیں ۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا ؛ مگر جن لوگوں نے توبہ کی ۔ وَاَصْلَحُوْا ؛ اور اصلاح حال کیا ، اپنی درستی کرلی ۔ اور نیکی اختیار کی ۔ وَبَيَّنُوْا ؛ اور حق ظاہر کردیا ، حق بات صاف صاف کہہ دی ۔ فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؛ تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا ، رحمت سے ان کی طرف رجوع کروں گا ، ان کی غلطی معاف کروں گا ۔ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؛ اور میں تو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ، رحمت کرنے والا ہوں ، اور بڑا ہی رجوع کرنے والا ، مائل ہونے والا ہوں ۔

ترجمہ :- مگر جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں اور اظہارِ حق کردیتے ہیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں تو بڑا ہی رجوع کرنے والا ، (مائل ہونے والا ہوں) ۔ اور رحمت کرنے والا ہوں ۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؛ بے شک کفار ، بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ، بے شک منکرین ، حق پوش ، وَمَاتُوْا ؛ اور مر گئے وَهُمْ كُفَّارٌ ؛ بحالیکہ وہ کفار تھے ، ایسے حال میں کہ وہ منکرِ حق تھے بحالتِ کفر ۔ اُولٰٓئِکَ ؛ وہ لوگ ۔ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ؛ ان پر خدا کی ، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے ، ہر ایک کی پھٹکار ہے ۔

ترجمہ :- بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور مرے تو کافر مرے ! ان پر خدا کی ، تمام فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ۔

خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؛ اس لعنت میں ہمیشہ رہیں گے ۔ لَا يُخَفَّفُ ؛ تخفیف نہ کی جائے گی ، کمی نہ ہوگی ، نہ کم کیا جائے گا ۔

عَنۡهُمۡ ؛ ان سے ۔ اَلۡعَذَابُ ؛ تکلیف، آرام سے روکنا ۔ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ؛ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی ۔ اور نہ ان کو نجات ہی ہوگی ۔ اِنۡظَارٌ ؛ مہلت دینا، فرصت دینا ۔

ترجمہ :- اسی حال میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو اس سے فرصت ہی ملے گی ۔

واضح ہو کہ اس مقام میں علماء کا اختلاف ہے ۔ بعض کہتے ہیں خـلـود کے معنے ایک زمانہ دراز تک رہنے کے ہیں ۔ جہنم میں ایک دراز زمانے تک رہنے کے بعد رحمٰن اپنے قدم رکھے گا اور جہنم قط قط کرے گی ۔ یعنی غضبِ الٰہی پامالِ رحمتِ الٰہی ہوجائے گا ۔ غضبِ عارضی پر حُبِّ ذاتی غالب آجائے گا ۔ شجر جر جیر اُگ جائے گا ۔ دوزخ سے تو نہ نکلیں گے مگر زحمت، رحمت سے بدل جائے گی ۔ سَبَقَتۡ رَحۡمَتِيۡ عَلٰى غَضَبِيۡ ۔

اور بعض کہتے ہیں قیامت میں علمِ شہود ہوجائے گا ۔ دنیا مزرعۃ الآخرہ ہے یہاں علم حاصل نہ کیا تو پھر کہیں حاصل نہ ہوگا ۔ مَنۡ كَانَ فِيۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا ؛ یہاں کا اندھا وہاں کا بھی اندھا ۔ جہل کا نتیجہ عذاب بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا ؛ ہر وقت تازہ عذاب ۔ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ ؛ کبھی عذاب کی تخفیف نہ ہوگی ۔ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَآ اَبَدًا ؛ کافر کو ابدالآباد تک دوزخ میں رہنا ہوگا ۔ باغی کو حبسِ دوام ۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ ۔

ع ۱۹ ۳

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۟

وَاِلٰـهُكُمۡ ؛ اور تمہارا خدا ۔ اِلٰـهٌ وَاحِدٌ ؛ خدائے واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ۔ کئی خدا ہوتے تو باہم اختلاف کرسکتے یا نہیں کرسکتے ؟ اختلاف نہ کرسکتے تو ایک بے کار ہوتا ۔ دونوں کی کچھ کچھ چلتی تو نظامِ عالم تباہ، دو مُلا میں مرغی مُردار ۔ دونوں کی نہ چلے تو دونوں بے کار ۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ؛ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، لائقِ پرستش نہیں، جس کا وجود بالذات ہوگا وہی علّت ہوگا ۔ علۃ العلل ہوگا ۔ مسبب الاسباب ہوگا ۔ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ؛ وہی رحمٰن ہے، رحیم ہے ۔ وہی اسباب کو پیدا کرتا ہے اور اسباب کے موافق نتائج عطا کرتا ہے ۔

ترجمہ :- اور تمہارا خدا تو وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ ہے ۔ اس کے سوا کون معبود ہے؟ (کون موثر ہے) وہ رحمٰن بھی ہے، رحیم بھی ہے ۔

اس سے پہلی آیت میں توحیدِ ذات و صفات کا دعویٰ کیا گیا تھا ۔ اس کی رحمت، اس کے استحقاق نیز اسبابِ معیشت اور اعمال اور ان کے نتائج کی طرف اشارہ فرمایا ۔ اب اس پر عملی استدلال فرماتا ہے ۔

اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ

بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اِنَّ فِیْ خَلْقِ ؛ بے شک پیدا کرنے میں ۔ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛ آسمانوں اور زمین کے سماء کا لفظ ہر اس چیز کے لئے کہتے ہیں جو سر پر سایہ فگن ہو ۔ جیسے چھت ، ابر ، آسمان ، خواہ ستارے خواہ آفتاب ۔ اَرْض ؛ زمین جس پر لوگ ٹھہریں ۔ ممکن ہے اعلیٰ طبقے آسمان کہلائیں اور تحتانی زمین ۔ میرے خیال میں آسمانوں اور زمین کے ساتھ جو سَبْعَ یعنی سات کا لفظ آتا ہے ، وہ کثرت پر دلالت کرتا ہے جیسے سات دن ، سات سمندر ، سات اقلیم ، اگر اس سے بھی زیادہ سمٰوٰت ہوں تو ہوں ۔ اب کوئی ہژدہ ہزار عالم پر غور کرے ۔ اس کے نظام سر پر توجہ کرے ۔ ع

اک ہم آہنگی سب میں ہے موجود ÷ جو سراغ رہِ حقیقت ہے (حسرت صدیقی)

نظامِ عالم کا ایقان اور ضبط ، عاقل کو راہ ہدایت پر لگا دیتا ہے ۔

وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؛ رات دن کے اختلاف میں ۔ کبھی رات ہے کبھی دن ہے ۔ پھر نصف کرۂ زمین پر رات ہے تو نصف کرۂ زمین پر دن ۔ پھر کبھی دن بڑا کبھی رات بڑی ۔ اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ دنیا ہماری ضرورتوں کے لائق بنائی گئی ۔ وَالْفُلْكِ ؛ اور کشتی ۔ اس کے اصلی معنٰی گردش کرنے کے ہیں ۔ ہر مستدیر ، گول چیز کو فُلْک کہتے ہیں ۔ اور کشتی کو فُلْک اسی واسطے کہتے ہیں کہ مال چرخے میں اور کشتی پانی میں گردش کرتی ہے ۔ فُلْک میں واحد اور جمع یکساں ہیں ۔ گویا کہ قُفْلٌ ؛ کے وزن پر واحد ہے اور اَسْدٌ کے وزن پر واحد جمع ہے ۔ اَلَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ ؛ جو چلتی ہے سمندر میں ۔ بَحْرٌ کھاری پانی کا ہوتا ہے ۔ نَهْرٌ میٹھے پانی کی ہوتی ہے ۔ آدمی پانی کی رو کاٹ کر تالاب وغیرہ سے نکالتا ہے ۔ تو اس کو عربی میں جدول اور اُردو میں نہر کہتے ہیں ۔ جیسے نہرِ دجلہ ، فرات ۔ نیل ۔ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ ؛ ان چیزوں کے ساتھ جو آدمیوں کو نفع دے ۔ مثلاً اشیاءِ تجارت ۔ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؛ اور وہ جو اُتارتا ہے اللہ ، نازل فرماتا ہے ۔ مِنَ السَّمَآءِ ؛ آسمان سے ، اوپر کی جانب سے ، اَبر سے ۔ مِنْ مَّآءٍ ؛ پانی سے ۔ فَاَحْيَا بِهِ ؛ پھر اس سے زندہ ، سرسبز و شاداب کرتا ہے ۔ اَلْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؛ زمین کو اس کی موت کے بعد ، اس کی خشکی کے بعد ۔ وَبَثَّ فِيْهَا ؛ اور اس زمین میں پھیلایا ۔ منتشر کیا ۔ مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؛ ہر ایک رینگنے والے جانور سے ، چوپایوں سے ۔ وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ ؛ اور ہوا کی گردش دینے سے ، بدلنے سے ، ادل بدل ہونے سے ہوا زور سے چلتی ہے تو اس کو عربی میں ریح اور ریاح کہتے ہیں ۔ اکثر ریاح مفید اور ریح مضر ہوا کو کہتے ہیں اور معمولی ہوا کو عربی میں ھـــواء ہوا ہی کہتے ہیں ۔ پانی سے زمین شاداب ہوتی ہے ۔ خود پانی موسمی ہواؤں سے آتا ہے ۔ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؛ اور ابر ، بادل جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر ، رام اور مطیع ہے کہ

حسبِ ضرورت برساتا ہے۔ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ؛ البتہ نشانیاں ہیں، دلائل ہیں، اس قوم کے لئے جو سمجھتی ہے، عقل رکھتی ہے، غور وفکر کرتی ہے۔

ترجمہ:- بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے بدلنے میں (اور جہازوں) اور کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کی نفع بخش چیزیں لے کر چلتی ہیں اور اس پانی میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا ہے۔ پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے (سرسبز و شاداب کرتا ہے) اور اس زمین میں ہر قسم کے جانور (پیدا کرتا) پھیلاتا ہے۔ اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے مسخر و مطیع ہیں (اور باقاعدہ مناسب طور سے برستے ہیں) البتہ باعقل لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (جو اللہ کی توحید، قدرت، حکومت، حکمت پر دال ہیں)۔

برگِ درختانِ سبز درنظرِ ہوشیار ÷ ہر ورقے دفترے زِ معرفتِ کردگار

ہر گیاہے کہ از زمیں روید ÷ وحدہ لاشریک لہ گوید

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتنے احسانات پر جو گزشتہ آیت میں بیان کئے گئے ہیں غور کریں گے، ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے احسانات مانیں گے اور اس سے محبت کریں گے مگر بعض ناحق شناس، ناشکرے بھی ہوتے ہیں، جو بتوں کو، خیالی معبودوں کو خدا کے برابر چاہتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

وَمِنَ النَّاسِ ؛ اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ مَنْ یَّتَّخِذُ ؛ جو ٹھیرا لیتے ہیں، مانتے ہیں، بنا لیتے ہیں۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؛ اللہ کے سوا، غیر خدا کو۔ اَنْدَادًا ؛ جمع نِدٌّ ؛ برابر والا، شریک، ہم رتبہ۔ یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ ؛ ان فرضی معبودوں کو اتنا چاہتے ہیں جتنا خدا کو چاہتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؛ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ایماندار۔ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؛ اللہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ مگر ایمان رکھنے والے تو اللہ سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا ؛ اور کاش سمجھتے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، کاش ان ظالموں کو معلوم ہوجاتا۔ اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ؛ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے۔ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ؛ کہ ساری قوت اللہ ہی کی ہے، کوئی خدا کے عذاب سے کسی کو بچا نہیں سکتا۔ وَاَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ؛

اور یہ کہ اللہ سخت عذاب والا ہے ۔ اور یہ کہ عذابِ الٰہی سخت ہے ، بڑی شدت کا ہے ۔

ترجمہ :- اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کے سوا اوروں کو اس کا ہمسر بنا دیتے ہیں ۔ وہ ان سے (اپنے خیالی معبودوں سے) اللہ کی محبت کے برابر محبت کرتے ہیں مگر ایمان دار لوگ خدا سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں ۔ کاش ان ظالموں کو معلوم ہو جاتا جب وہ عذابِ الٰہی کو دیکھیں گے کہ ساری قوت اللہ ہی کی ہے اور یہ کہ اللہ سخت عذاب والا ہے ۔

عموماً کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس اُمید پر کہ اس سے کوئی نفع حاصل ہوگا ۔ جب تمام قوت اللہ ہی کی ہے تو دوسروں سے خیر کی اُمید بے جا ہے ۔ جو دینے والا ہے وہ نہ دے تو تکلیف کے سوا کیا ہے ۔

بعض نادان کرسچین خیال کرتے ہیں کہ اسلام خوف پیدا کرتا ہے اور کرسچیانٹی محبت ۔ یہ ان کی اسلام سے ناواقفیت ہے جہالت ہے ۔ اسلامی شرابِ محبت سے وہ واقف نہیں ، اس کو چکھا ہی نہیں ، لہذا یہ لاطائل کلام ان کے منہ سے نکلا ۔ کیا گناہوں پر جرأت دلانا ، عذاب سے بےفکر کر دینا ہی محبت کی تعلیم ہے ؟ توبہ ! توبہ ! یہاں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ ہے ۔ بُت پرست ۔ غیر اللہ کی پوجا کرنے والے یہ عیسائی یا کرسچین ، انسان کے پرستار فنا کو کیا جانیں ، بقا کو کیا سمجھیں ۔ اب میں محبت کے بحرِ عظیم میں سے ایک چلو پیش کرتا ہوں ۔ ممکن ہے کہ جس کے دل میں دردِ محبت ہے اس کو کچھ لطف آجائے ۔

محبت کیا ہے ؟ ایک طلبِ طبیعت ہے ، میلانِ خاطر ہے ، جذبۂ دل ہے ۔ یہی طلب ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے تو عشق کہلاتی ہے ۔ خلاف فرمانِ شرع ہوتی ہے تو فسق ہے ۔ محبت تمام عالم پر کارفرما ہے ۔ مختلف مقام میں اس کے مختلف نام ہوتے ہیں ۔ ذراتِ عالم میں کششِ اتصال ہے ۔ کراتِ عالم میں تجاذب ہے ۔ زمین زمینات میں کشش ثقل ہے ۔ حیوانات میں اُلفت و نفرت ہے ۔ انسان میں محبت ہے ۔ عشق ہے ۔ اس کی تحریک اصل میں مافوق العرش سے ہوئی ہے ۔ كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ۔

سر حبِ ازلی در ہمہ اشیا ساری است ÷ ورنہ برگل نہ زدے بلبلِ بے دل فریاد

محبت ! کمبخت محبت ! تو کسی کو آرام و چین سے بیٹھنے نہیں دیتی ۔

علماء کہتے ہیں ۔ منشائے محبت کبھی لذت ہوتی ہے وہ آتی بھی جلد ہے اور جاتی بھی جلد ۔ کبھی نفع ہوتا ہے ۔ ایسی محبت آتی دیر سے اور جاتی جلد ہے ۔ کبھی منشائے محبت خیر ہوتا ہے ۔ ایسی محبت آتی جلد اور جاتی دیر سے ہے ۔ مَاهٰذَا بِوَجْهِ كَذَّابٍ ؛ کبھی منشاءِ محبت اقتضاءِ طبیعت ہوتا ہے جیسے ماں باپ کی اولاد سے ۔ احسان سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے ۔ شریف آدمی محسن سے محبت کرتا ہے ۔ کبھی طبیعتوں کی موافقت سے محبت پیدا ہوتی ہے ۔ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ مَاتَوَافَقَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ ؛ وہ یہ نہیں بتلا سکتا کہ یہ محبت آئی کیسے ۔ ایک برقِ تپاں گری ، اور خرمنِ ہوش و حواس خاکِ سیاہ ۔ کبھی دیکھنے ، سننے ،

صحبت میں رہنے سے کچھ محبت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ محبت کو شراب سے بڑی مشابہت ہے۔ عقل خراب۔ حواس مختل۔ نہ عزت کا خیال نہ آبرو کا لحاظ۔

تم نے کیا سوچ کر محبت کی
دیکھو آگے ہیں مشکلات بہت (حسرت)

مگر کس خانہ عقلش خراب نے سوچ کر محبت کی۔ کسی نے اپنا جلوہ دکھایا۔ کیسی قیامت خیز ساعت تھی۔ غریب تیغ محبت کا کشتہ خنجرِ اُلفت کا گھائل ہوگیا۔ واپس جانا چاہتا ہے مگر محبت کا پنجہ آہنی کس کو کب چھوڑتا ہے۔ تڑپتا ہے، پھڑکتا ہے، کوئی اس پر رحم نہیں کرتا، جان جائے گی تو یہ عذاب جائے گا۔ دنیا و مافیہا پر اب فاتحہ پڑھ دو، راحتِ دل کا ماتم کرتے رہو، سینہ کوبی کرو، چیخو، چلاؤ تھک کر پڑجاؤ سب لاحاصل۔ تمہارے ختم پر اس آسیب کا ختم ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَلْعِشْقُ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ؛ حضرتِ عشق بڑے غیور ہیں۔ شرکت پسند نہیں کرتے۔ اَنَا، لَاغیری کا دعویٰ ہے۔ خود کو وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ؛ سمجھتے ہیں۔

صوفیہ صافیہ کے پاس وجہِ خلقتِ آدم محبت ہے۔ تکلیفِ شرعی جن و انس میں مشترک ہے۔ طاعت فرشتے بھی کرتے ہیں۔ انسانوں سے کچھ زیادہ کرتے ہیں۔ محبت ہی بارِ امانت ہے۔ محبت ہی موجبِ حکومت و خلافت ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

صوفیہ کے پاس ذاتِ الٰہی عینِ وجود ہے۔ اس کے سوا کوئی بالذات موجود نہیں۔ ذات سے صفات نمایاں ہوتے ہیں۔ حیات، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادت، کلام، علم میں معلومات نمایاں ہوتے ہیں۔ اس کو فیضِ اقدس و جعلِ بسیط کہتے ہیں۔ صفاتِ الٰہی اپنا جلوہ اثر دکھانے کے لئے اپنے مربوب کے طالب ہیں یعنی معلوماتِ الٰہی پر صفات اپنا اثر کرتے ہیں۔ معلوماتِ الٰہی کو حقایقِ ممکنات اور اعیانِ ثابتہ کہتے ہیں اور کلیات کو ماہیات اور جزئیات کو ہویات کہتے ہیں۔ اعیانِ ثابتہ اپنے ظہور میں صفاتِ الٰہیہ کے محتاج ہیں۔ عینِ ثابتہ کو عبد، اور تجلیِ اسماءِ الٰہی کو اس کا رب کہتے ہیں۔ عبد و رب میں خاص مناسبت ہوتی ہے۔ جیسا رب ویسا عبد۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ تجلیِ اسماء وصفاتِ الٰہی کچھ اور ہے اور بندے سے کچھ اور آثار نمایاں ہوتے ہوں۔ حقیقتِ ممکن کی جیسی استعداد ہوتی ہے اس کے لایق تجلی ہوتی ہے۔ خلافِ استعداد ہرگز تجلی نہیں ہوتی۔ یہی رازِ قضا، یہی سرِ قدر ہے۔

کوئی شخص کسی چیز یا کسی شخص کو دیکھتا ہے تو اسماءِ الٰہیہ ہی ظاہر ہوتے ہیں مگر عینِ ثابتہ کی استعداد کے موافق۔ تجلیِ الٰہی کی جھلک ہر شئے سے ہویدا ہے مگر چشمِ بینا کی ضرورت ہے۔ بعض جو ظاہر ہے اس کو نہیں دیکھتے اس کی محدودیت کو دیکھتے ہیں۔ سیاہی سے غرض نہیں، حروف کے شیدا ہیں۔ بعض کو کبھی کبھی کسی خوبصورت شئے میں حسنِ ازلی کی جھلک نظر آجاتی ہے۔ بعض کو ہمیشہ، مگر صورتِ خاص واسطہ پڑتی ہے۔ بعض صورت سے گزر کر معانی تک رسائی حاصل کرتے ہیں، بعض کے پاس ہے:

گم شدن درگم شدن دینِ من است

نیستی در ہست آئینِ من است

بعض خود میں طالبیت پاتا ہے، بعض دوسرے میں۔ بعض ایک حیرانی محسوس کرتا ہے۔ بعض طالبیت مطلوبیت دونوں سے بے خبر۔ بعض دونوں کی داد دینے والا۔ اور نزولِ خالقیت کا بھی احساس کرتے ہیں۔ یہ محبت ہے۔ یہ محورِ زندگی ہے، دنیا اسی پر چلتی ہے۔ خواہ غرضی محبت ہو خواہ طبعی، سب کی اصل یہ ہے۔ کاش ان ظالموں کو آج ہی معلوم ہو جاتا۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾

اِذْتَبَرَّاَ ؛ جب کہ بیزاری ظاہر کریں گے، دست بردار ہوں گے۔ اَلَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا ؛ وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی۔ گرو، لیڈر، پیشوایانِ باطل۔ مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا ؛ ان لوگوں سے جنھوں نے پیروی کی، چیلے، فالوور، معتقدین۔ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ؛ اور انھوں نے عذابِ الٰہی کو دیکھ لیا۔ وَتَقَطَّعَتْ ؛ اور کٹ گئے، زایل ہو گئے، باطل ہو گئے۔ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ؛ ان کے رشتے ناتے، تعلقات، روابط۔ سبب عربی میں رسی کو کہتے ہیں، جس کے ذریعہ سے درخت پر چڑھتے ہیں۔

ترجمہ:- جب کہ پیشوایانِ (باطل) اپنے پیروؤں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور وہ عذاب دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ
كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ ع ۲۰ ۴

وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا ؛ اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے پیروی کی، چیلوں نے، فالووروں نے، جاہل معتقدوں نے۔ لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً ؛ کاش ہم کو ایک بار واپسی ملتی، لوٹنا ملتا۔ دنیا میں جانا ملتا۔ فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ ؛ پھر ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے دست بردار ہو جاتے، بے تعلق ہو جاتے۔ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؛ جیسے وہ ہم سے بیزار، بے تعلق ہو گئے ہیں۔ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ ؛ ایسا ہی دکھا دے گا اللہ ان کو۔ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؛ ان کے اعمال ان کے لئے سرتا سر حسرت۔ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ؛ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ہیں، ان کو جہنم سے خلاصی نہیں ہونے کی۔

ترجمہ:- اور (یہ ظالم کاش آج ہی معلوم کر لیتے کہ) پیرو کہیں گے کہ کاش ہم کو دنیا میں ایک دفعہ واپسی ملتی کہ جس طرح وہ ہم سے دست بردار ہو گئے ہیں ایسا ہی ہم بھی ان سے بیزار ہوتے۔ اللہ ان کے

اعمال کو سرتا سر حسرت و پشیمانی دکھائے گا اور ان کو آتشِ عذاب سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

اُصولی تلقینات کے بعد فروعی تعلیمات دی جارہی ہیں مگر ان کی تشریحات میں بھی اُصولی تعلیم کا پہلو ملحوظ ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُوا۟ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ حَلَٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۶۸﴾

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ؛ لوگو! اے افرادِ نوعِ انسانی! كُلُوا۟ ؛ کھاؤ۔ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ ؛ اُن چیزوں سے جو زمین میں ہیں۔ حَلَٰلًا طَيِّبًا ؛ مگر ہوں وہ حلال اور پاکیزہ۔ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ؛ اور پیروی نہ کرو، اتباع نہ کرو، چال پر نہ چلو۔ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ؛ شیطان کے قدم بہ قدم، اس کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ إِنَّهُۥ ؛ بے شک وہ۔ لَكُمْ ؛ تمہارے لئے، تمہارا۔ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ؛ کھلا دشمن ہے۔

ترجمہ:- لوگو! زمین میں حلال پاکیزہ چیزیں جو کچھ ہیں کھاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

كُلُوا۟ ؛ امر ہے اور اصل امر میں وجوب ہے۔ مگر بعض وجوہ سے دوسرے معانی بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جب زندگی کا خطرہ ہو تو کھانا واجب ہے۔ مہمان کے ساتھ کھانا مستحب ہے۔ نفسانی اغراض کے لئے مذموم ہے۔

إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِٱلسُّوٓءِ وَٱلْفَحْشَآءِ وَأَن تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۶۹﴾

إِنَّمَا يَأْمُرُكُم ؛ اس کے سوا نہیں کہ شیطان تم کو حکم دیتا ہے، شیطان تو تم کو سکھاتا ہے صرف۔ بِٱلسُّوٓءِ ؛ بری بات۔ وَٱلْفَحْشَآءِ ؛ فحش بات۔ کھلی بے حیائی کی بات۔ وَأَن تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ ؛ اور اللہ پر ایسی باتیں کہو، ایسے جھوٹ باندھو، ایسے افترا کرو، ایسے تکتے لگاؤ۔ مَا لَا تَعْلَمُونَ ؛ جس کو تم نہیں جانتے۔ بالکل بے اصل، سراسر جھوٹ، جن کا ٹھاؤ نہ ٹھکانہ، بے بنیاد۔

ترجمہ:- وہ (شیطان) تو تم کو صرف بری اور بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ اللہ پر ایسی باتیں کہو جن کا صحیح علم تم کو نہیں۔

صاحبو! آج کل کیا ہو رہا ہے؟ سنیما میں پیسہ برباد کرنا، بے حیائی کے مناظر مردوں عورتوں کا دیکھنا، برہنہ لباس، مخلوط تعلیم، ضبطِ تولید، دختِ رز، آبِ شجر، خرمائے صحرائی، برج پر جوا، گھوڑ دوڑ پر جوا۔ خدا اور رسولؐ سے دل لگی، دین کا مضحکہ تو پھر لاکھوں کا قتل، بم باری، جانور ہلاک، صنعت و حرفت، تجارت سب تباہ، نہ چین ہے نہ آرام ہے، چوہوں کی

بلوں میں عورت مرد ٹھنسے ہوئے ہیں، یہ خدا کی مار ہے۔ کوئی اس پر توجہ نہیں کرتا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔
شیطان کے کہے پر چلتے ہیں اور عذر کرتے ہیں کہ ہم اپنے بڑوں کی چال پر چلتے ہیں۔ خدا نے عقل دی ہے کچھ اس سے بھی تو کام لو، اندھی تقلید سے حاصل؟

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا
اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْــٴًـا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ ؛ اور جب ان سے کہا گیا یا کہا جاتا ہے۔ اِتَّبِعُوْا ؛ اتباع کرو، پیروی کرو، فرماں برداری کرو۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؛ اس کی جس کو اللہ نے نازل فرمایا، اُتارا ہے، حکمِ خدا کی۔ قَالُوْا ؛ تو کہتے ہیں۔ بَلْ نَتَّبِعُ ؛ ہم ایسے حکم کو نہیں مانتے بلکہ پیروی کریں گے۔ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا۔ اَلْفَیْنَا، وَجَدْنَا ؛ ہم نے پایا۔ اُن رسم و رواج کی جن پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ یعنی ہم رسم و رواج کے مقابل نہ قرآن کو مانیں نہ حدیث کو۔ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ ؛ کیا اگر چہ ان کے باپ دادا ہوں۔ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا ؛ کچھ نہیں جانتے تو بھی، محض بے عقل، نرے بے سمجھ۔ وَلَا یَهْتَدُوْنَ ؛ نہ ہدایت پر، نہ سیدھی راہ پر، نہ ہدایت یافتہ۔

ترجمہ:- اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ احکام اُتارے ہیں ان کی اتباع کرو، تو کہتے ہیں بلکہ ہم ان (رسم و رواج) کی پابندی کریں گے جن پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا ان کے باپ دادا نادان، بے راہ تھے تو بھی (انہیں کے رسم و رواج پر چلیں گے)۔

یہ کورانہ تقلید ہے اس کو چھوڑ دو کچھ اپنی عقل سے کام لو۔ عقل بڑی نعمت ہے۔ اس کو بے کار نہ بناؤ۔

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً
صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؛ اَیْ مَثَلُ دَاعِی الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؛ اور ان کافروں کی مثال ایسی ہے یعنی ان کافروں کے راہِ ہدایت کی طرف بلانے والے کی مثال ایسی ہے۔ كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ ؛ جیسے چرواہا جانوروں کو پکارے۔ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؛ کہ بجز پکار اور آواز اور کوئی بات نہیں سنتے، نہیں سمجھتے۔ صُمٌّ ج اَصَمُّ ؛ بہرا۔ حق بات سننے سے بہرے ہیں۔ بُكْمٌ ج اَبْكَمُ ؛ گونگا۔ ان کے منھ سے کبھی سچی بات نہ نکلے گی۔ عُمْیٌ ج اَعْمٰی ؛ اندھا۔ ان کو کوئی صحیح چیز نظر نہ آئے گی۔ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ؛ وہ حق بات کو نہیں سمجھتے، امرِ حق کی ان کو تمیز نہیں، حق سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ترجمہ :- اور کافروں کی مثال ایسی ہے ، جیسے کوئی ان جانوروں کو پکارے کہ بجز پکار اور آواز اور کچھ نہیں سنتے (سمجھتے) بہرے ، گونگے ، اندھے ہیں لہذا وہ (حق بات) نہیں سمجھتے (امرِ حق سمجھنے سے قاصر ہیں)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ، اے ایماندارو ، اے مومنو ۔ كُلُوْا ؛ کھاؤ ۔ مِنْ طَيِّبٰتِ ؛ پاکیزہ چیزوں سے ۔ جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے اور ائمہ کے اجتہاد سے بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؛ جو ہم نے تم کو دیا ۔ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ ؛ اور اللہ کا شکر ادا کرو ۔ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ؛ اگر ہو تم اس کی بندگی کرتے ، عبادت کرتے ۔

ترجمہ :- اے ایمان دارو ! ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں ، کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کیا کرو اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو ۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اِنَّمَا ؛ اس کے سوا نہیں ، جز ایں نیست ۔ صرف ، ہی ۔ یہ کلمہ حصر کے لئے آتا ہے جس کو قصر اور تخصیص بھی کہتے ہیں ۔ یعنی فلاں شئے فلاں شئے سے خاص ہے ۔ اس سے تجاوز کر کے اس کے غیر تک نہیں پہنچتی ۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؛ حمد بالذات اللہ تعالیٰ میں منحصر ہے ۔ اس پر ختم ہے ، اس سے خاص ہے ۔ حصر کی دو قسمیں ہیں ۔ حصرِ حقیقی ۔ حصرِ اضافی ۔ حصرِ حقیقی میں منحصر کسی تک نہیں پہنچتا ۔ یہاں حصرِ اضافی مراد ہے ۔ یعنی بعض اشیاء میں ۔ ان کے علاوہ ذیل کی چیزیں بھی حرام ہیں ۔ مثلاً درندے ، مردار خوار ، حشرات ، شراب وغیرہ ۔ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ؛ اللہ نے تم پر حرام کیا ۔ اَلْمَيْتَةَ ؛ مُردار ، جو جانور موتِ طبعی سے مرا ہو ۔ مَيْتٌ کو تا لگی ہے ۔ مَيِّتٌ اصل میں مَيْوِتٌ تھا ۔ واو کو یا بنا کر ادغام کیا گیا تو مَيِّتٌ ؛ ہوا مَيِّتٌ کو کبھی تخفیفاً مَيْتٌ بھی کہتے ہیں ۔ جب تک جسم و روح میں مناسبت رہتی ہے طبعی موت نہیں آتی ۔ بخلاف مذبوح کے کہ اس کا جسم اوّل سے خراب نہیں ہوتا ۔ ذبح سے خون نکلتا ہے اور گوشت کی حرارت اعتدال پر آجاتی ہے ۔ وَالدَّمَ ؛ اور خون ، عرب لوگ خون کو جما کر توے پر بھون کر کھاتے تھے ۔ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ ؛ اور سور کا گوشت ۔ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے صفات کھانے والے میں آتے ہیں ۔ سور بڑا بے حیا جانور ہے اور اس کے کھانے والے بڑے بے حیا انسان ہوتے ہیں ۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ؛ اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام کا جھٹکا کیا گیا ہو یعنی شور پکارے کے ساتھ مارا گیا ہو ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ ؛ پھر جو مضطر ہو ، مجبور و ناچار ہو ، تین دن سے بھوکا ہو ۔ غَيْرَ بَاغٍ ؛ خود طالب نہ ہو ۔ بغی ، يَبْغِيْ ۔ بَغْيًا ؛ چاہنا ۔ وَلَا عَادٍ ؛ قوتِ لایموت سے تجاوز کرنے والا نہ ہو ، ضرورت سے زیادہ نہ کھائے ۔ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؛ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؛ بے شک اللہ غفور رحیم ہے ۔ خطا پوش اور مہربان ہے ۔

ترجمہ :- صرف ، اللہ نے تم پر مُردار ، خون اور سور کے گوشت کو اور اس کو جو غیر اللہ کے نام کا جھٹکہ کیا گیا ہو ، حرام کیا ہے ۔ پھر جو مجبور و ناچار ہو ، خود طالب نہ ہو اور ضرورت سے زیادہ نہ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ، بے شک اللہ غفور رحیم ہے ۔

آج کل جہل و جہالت کا زمانہ ہے اور اپنی دانست میں اجتہاد کرتے ہیں ، تحقیق سے کوسوں دور ہیں اور علماءِ متقدمین کو کم فہم سمجھتے ہیں ۔ اب یہ لوگ مختلف الخیال ہیں ۔ بعض کہتے ہیں ، گوشت ہرگز نہ کھانا چاہیئے ۔ انسان بالطبع گوشت خوار نہیں بعض کہتے ہیں کہ اہلِ کتاب اگر سور کا گوشت کھلائیں ، مرغ اور بطخ وغیرہ پرندوں کی گردن مروڑ کر بغیر ذبح کئے کھلائیں تو کھانا چاہیئے وَطَعَامُهُمْ حِلٌّ لَّكُمْ ۔ بعض کہتے ہیں جس چیز کو ماسوا اللہ کی طرف نسبت دیں وہ چیز نجس ہوجاتی ہے اور یہ نسبت دینے والا کافر مشرک ۔ خواہ جانور ہو ، پلاؤ ہو ، روٹی ہو ، کچھ ہی ہو ۔ بعض اس حرمت کو صرف جانور سے خاص کرتے ہیں ۔ غیر حیوان کو اس میں داخل نہیں کرتے ، ایک فتنہ ہے ، ہڑبونگ ہے کہ دنیا میں پھیلا ہوا ہے ۔ علماءِ متقدمین کو احمق جاہل جاننا بلکہ کافر سمجھنا ، ان میں ایک امر مشترک ہے ۔

میں پہلے ان لوگوں کے دعوے کی تحقیق کرتا ہوں ، جو گوشت خواری کو انسان کے لئے غیر طبعی سمجھتے ہیں ، ان میں بعض ہندو اور بعض یوروپین بھی ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ گوشت خوار درندوں کی کونچلیاں اور پنجے ہوتے ہیں اور انسان کے نہیں ہوتے ۔ علف خوار و غلہ خوار چرندوں کی آنت کی جیسی انسان کی آنت ہوتی ہے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ یہ قیاس مفروضی ہے ۔ جہاں ایک چیز مشترک دیکھی ایک کا حکم دوسرے پر لگا دیا ۔ ہر ایک کے خصوصیات ہیں ۔ خصوصیات کا لحاظ نہ کرنا جہالت ہے ۔ اب ذرا گوشت خواروں کی بھی سنئے ۔ انسان کا جسم گوشت کا ہے ۔ بہ نسبت دوسری غذاؤں کے گوشت قریب تر ہے لہذا گوشت انسانی جسم کی طرف جلد تحلیل ہوجاتا ہے ۔ علف خوار ، کاہ خوار جانور جگال کرتے ہیں ۔ ان کے جسم میں اس کی تھیلی ہوتی ہے ، لہذا انسان گوشت خوار ہے علف خوار نہیں ہے ۔ نیز چرندوں کی کونچلیاں نہیں ہوتیں ، انسان کو ہوتی ہیں لہذا وہ گوشت خوار ہے ۔ جب انسان گوشت کھاتا رہتا ہے تو توانا تندرست رہتا ہے ، ورنہ ضعیف و ناتواں ۔ سچ پوچھو تو انسان نہ گوشت خوار ہے نہ علف خوار ۔ وہ جدا ہی حیوان ہے ۔ خدا نے اس کو عقل دی ہے ، اس کو تمام حیوانوں میں ملانا اپنی عقل کی ناقدری ہے ۔ وہ سب چیزوں کو لیتا ہے ، عقل سے ان میں تصرف کرتا ہے ، اپنے مناسبِ حال بناتا ہے پھر استعمال کرتا ہے ۔ چاول اُبال لیتا ہے ، گیہوں کو پیتا ہے ۔ آٹے میں پانی ملا کر گوندتا ہے ، روٹی گھڑتا ہے ، توے پر ڈال کر سینکتا ہے ۔ ناریل ، بادام ، اخروٹ کا چھلکا نکال کر مغز کھاتا ہے ، گوشت لیتا ہے اس کی بوٹیاں کرتا ہے ۔ نمک مرچ لگاتا ہے ۔ دیگچی میں ڈال کر پکاتا ہے ، پھر کہیں کھاتا ہے ۔ ہم غریب مفلس ہندوستانی کو چاول ، آٹا تو پیٹ بھر کر نہیں ملتا ۔ گوشت خوار کیا بنیں گے ۔ پاؤ بھر ۔ آدھ سیر گوشت آیا ، سارا گھر بیوی بچوں نے مل کر کھایا ۔ دو تین بوٹیاں حصہ میں آئیں تو بڑی خوش قسمتی ۔ گوشت خوار اہلِ یورپ و امریکہ کو کہہ سکتے ہیں جن کی غذا کا اکثر حصہ گوشت ہوتا ہے ۔ ان کے سامنے زیادہ گوشت کھانے کی مضرتیں بیان کرنا چاہئے نہ کہ غریب ہندوستانیوں کے سامنے ۔

اہلِ کتاب کا کھانا انہی شرائط سے جائز ہوسکتا ہے جو اسلام میں لگائے گئے ہیں نہ کہ اہلِ کتاب مُردار کھاتے ہوں تو تم بھی ان کے ساتھ کھانے لگو۔ وہ خنزیر خوار ہیں تو تم بھی خنزیر خوار بن چلو۔ ذرا خدا سے ڈرو اور احکامِ الٰہی سے منھ نہ پھیرو۔ سُنو۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ؛ تم پر حرام کردیا گیا ہے مُردار۔ وَالدَّمُ ؛ اور خون۔ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ ؛ اور سور کا گوشت۔ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ؛ اور جو غیرِ خدا کے نام پر جھٹکا کیا گیا ہو۔ وَالْمُنْخَنِقَةُ ؛ اور گلا گھونٹا ہوا۔ وَالْمَوْقُوذَةُ ؛ اور لٹھ سے مارا ہوا۔ وَالْمُتَرَدِّيَةُ ؛ اور اُوپر سے گر کر مرا ہو۔ وَالنَّطِيحَةُ ؛ اور سینگ مارا ہوا۔ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ؛ اور جس کو درندے نے کھایا ہو مگر تم نے اس کو زندہ پایا ہو اور ذبح کیا ہو۔ یعنی نام خدا سے پاک کیا ہو۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ ایک دوسری جگہ ہے۔ وَلَا تَأْكُلُوا ؛ اور نہ کھاؤ۔ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ ؛ اس جانور سے جس پر نامِ خدا نہ لیا گیا ہو، وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ؛ یہ البتہ بدمعاشی، شرارت ہے۔

آؤ! اب اس مذہب پر پھر غور کریں جو کسی کی طرف نسبت کو أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ سمجھتے ہیں۔ پہلے اس لفظ کی تحقیق کرلیں۔ اِهْلَالٌ ؛ آواز بلند کرنا۔ هِلَال ؛ پہلی رات کا چاند۔ چاند کو دیکھ کر لوگ چاند چاند کہہ کر شور اُٹھاتے ہیں۔ مُهِلٌّ ؛ احرام کے وقت آواز سے لبیک کہنے والا۔ اِسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ ؛ بچہ پیدا ہوتے ہی چیخا۔ اَهَلَّ عِنْدَ الذَّبحِ ؛ یعنی جھٹکے کے وقت بُت کا نام لے کر جے جے کا شور پکارا گیا۔ ضحاک۔ مجاہد اور قتادہ مَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ کے یہی معنے لیتے ہیں، بیضاوی اور دیگر تفاسیر میں عندالذبح کی قید ہے۔ قرآنِ شریف میں اگر ایک جگہ وہ مَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ ہے تو دوسری جگہ مَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ بھی ہے۔ مَآ أُهِلَّ کی تفسیر مَاذُبِحَ ہے۔ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی تکفیر کی خوشی میں کوئی صحیح بات ذہن میں نہیں آتی۔ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ۔ عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؛ اگر ننانوے صورتیں کفر و شرک کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی تو اسی پر محمول کرنا چاہئے۔ مسلمان کو کافر کہنا اس کے قتل کے برابر ہے۔ سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ انھوں نے حضرت ﷺ سے صدقہ جاریہ پوچھا۔ حضرتؐ نے کنواں بتلایا۔ کنواں کھدوایا گیا۔ اور اس پر پکارا گیا۔ هٰذِهٖ لِأُمِّ سَعْدٍ ؛ یہ امِ سعد کا کنواں ہے یعنی اس کا ثواب امِ سعد کو ملتا رہے گا (ابوداود۔ نسائی)۔ حضرتؐ کے صحابہ اس کنویں سے پانی پیتے تھے۔ یہ حضرات ہوتے تو مَـآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ سمجھ کر ہرگز نہ پیتے۔ قربانی سے پہلے حضرتؐ فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ اور اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِمَّنْ شَهِدَلِیْ بِالْبَلَاغِ ؛ کیا قربانی کا گوشت بھی مَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللَّهِ میں داخل ہے؟ آپ تو فرماتے ہیں۔ آدمی کا نام لینے سے اتنی نجاست سرایت کر جاتی ہے کہ تمہارے خدا کا نام بھی اس کو پاک نہیں کرسکتا مگر ہمارے خدا کا نام تو وہ ہے کہ کلمہ پڑھتے ہی کافر مسلمان۔ ناپاک، پاک ہوجاتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ؛ مشرکین نرے ناپاک ہیں۔

ایک صاحب فرماتے ہیں۔ کل نذر و نیاز جو خدا کے سوائے دوسرے کے نام پر کی جائے حرام ہے۔ وہیں یہ بھی فرماتے ہیں۔ مشرکین عرب سانڈ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ تو خدا نے فرمایا کہ یہ شیطانی اغواء ہے، اور یہ لوگ اندھوں کی طرح اپنے بڑوں کے دھرے پر چلے جاتے ہیں۔ ورنہ خدا نے مرے ہوئے جانور اور خون وغیرہ کے سوا (جن کی صراحت آگے آرہی ہے) اور کچھ حرام نہیں کیا۔ غالباً حبِ مال اور بخلِ طبعی فاتحہ و نذر و نیاز و ایصالِ ثواب سے روکتا ہے۔ کیونکہ یہی حضرات

نہ فاتحہ نہ درود والے، جب بارہویں، گیارہویں کی فاتحاؤں میں آتے ہیں تو بڑے مزے سے پلاؤ اور مزعفر اُڑاتے ہیں۔ نہ پانی کے لئے جگہ چھوڑتے ہیں نہ سانس کے لئے۔ معدہ چیختا ہے کہ بس بس، اللہ رحم۔ اور آپ ہیں کہ ٹھونسے چلے جاتے ہیں کیا کریں گے۔ پیشِ نظر قبولِ سنت ہے یعنی قبولِ ضیافت۔

ان بے روح موحدوں کو اگر وہ فوارہ تکفیر بنتے ہیں تو بننے دو۔ ع

از وی خیز دبروی ریزد!

سنو۔ اسناد دو قسم کی ہوتی ہے:-

(۱) اسنادِ حقیقی:- مستحق کی طرف نسبت کرنا جیسے خَلَقَ اللّٰهُ الطَّيْرَ؛ خدا نے پرندے کو پیدا کیا۔

(۲) اسنادِ مجازی:- کسی متعلق کی طرف نسبت کرنا۔ جیسے يَا هَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا؛ فرعون اپنے وزیر ہامان سے کہتا ہے۔ اے ہامان میرے لئے گھر بنا۔ ظاہر ہے کہ معمار گھر بنائیں گے۔ مگر چونکہ ہامان حکم دینے والا اور انتظام کرنے والا ہے۔ لہذا گھر بنانے کی نسبت ہامان کی طرف کی گئی ہے۔ مجاز کے لئے قرینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرینہ کبھی لفظی ہوتا ہے جیسے تُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ؛ تم بحکمِ خدا مُردوں کو زندہ کرتے ہو۔ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَتَنْفُخُ فِيْهِ فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ؛ اور جب کہ تم کیچڑ سے پرندے کی شکل کا پتلا بناتے ہو پھر اس میں پھونکتے ہو، پھر وہ بحکمِ خدا پرندہ بن جاتا ہے۔ دیکھو یہاں بِاِذْنِ اللّٰهِ قرینہ مجاز ہے۔ کبھی قرینہ معنوی ہوتا ہے۔ مثلاً متکلم کا خدا پرست ہونا۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا؛ تاکہ میں تم کو پاک لڑکا دوں۔ اس میں کیا شک ہے کہ جبریل علیہ السلام خدا پرست ہیں۔ ان کا میں تم کو بیٹا دوں کہنا مجاز ہے، شرک نہیں۔ یہ فرشتوں کے استاد بھائی، شاید ان کو بھی مشرک کہنے کی جرأت کر بیٹھیں۔

مسلمان لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پر ایمان رکھتا ہے۔ لَاتَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کا معتقد ہوتا ہے، بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کا قائل ہوتا ہے، بھلا وہ کیونکر شرک کرے گا۔ اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ؛ بہار نے سبزی اُگائی کو دہری کہے تو حقیقت ہے، کیونکہ مجاز کے لئے کوئی قرینہ نہیں۔ مسلمان کہے تو مجاز ہے۔ اس کا اسلام قرینہ معنوی ہے۔ مجاز کو نہ سمجھنا، مسلمان کو مشرک کہنا۔ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا (حدیث) کا مستحق ہونا ہے۔ خدا ایسی جرأت سے بچائے۔ اپنے دل سے احکام بنانا تشریع فی الدین ہے۔ بعض وقت کلام سے سکوت بہتر ہوتا ہے۔ جہلِ مرکب سے جہلِ بسیط اسلم رہتا ہے۔

ان بے روحوں کو یاوہ سرائی فرماتے رہنے دو۔ ایصالِ ثواب حق ہے۔ دوسروں کے لئے دعا کرنا ثابت ہے۔ درودِ شریف بھی دُعا ہی ہے۔

سنو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ایک مرد نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں کا ناگہاں طور سے انتقال ہوگیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ بات کرسکتی تو خیرات دیتی۔ کیا ان کو اجر ملے گا اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ (متفق علیہ بخاری مسلم)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک مرد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر عرض کیا، میری بہن نے نذر کی تھی کہ وہ حج کرے گی، اب وہ مرگئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ اس شخص نے

عرض کیا جی ہاں ۔ حضرتؐ نے فرمایا ۔ خدا کا قرض ادا کرو ۔ وہ زیادہ مستحق ادا ہے ۔ (متفق علیہ)

بریدہؓ سے روایت ہے ، میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ۔ دفعتہً ایک عورت آئی پھر اس نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہؐ میں نے اپنی ماں کو صدقہ یعنی ثواب کے لئے ایک لونڈی دی تھی ، ان کا انتقال ہوگیا ہے ۔ حضرتؐ نے فرمایا تمہارا اجر واجب ہوگیا اور میراث نے لونڈی کو تم پر واپس کردیا ۔ اس عورت نے عرض کیا ، یا رسول اللہ ! اُن پر ایک مہینہ کے روزے واجب الادا تھے ۔ کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں ؟ فرمایا ، ان کی طرف سے روزے رکھو ۔ اس عورت نے عرض کیا ، انھوں نے کبھی حج نہیں کیا تھا ۔ فرمایا ، ان کی طرف سے حج کرو ۔ (مسلم) ۔

تمام احکامِ اکل و شرب حلت و حرمت آسمانی کتابوں میں مذکور تھے مگر اہلِ کتاب قلیل فوائد کے لئے اس کو چھپاتے تھے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ ؛ بے شک وہ لوگ جو ۔ یَکْتُمُوْنَ ؛ چھپاتے ہیں ۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ ؛ جو کچھ اللہ نے اُتارا کتاب سے ، جو نوشتے اللہ نے اُتارے ۔ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ؛ اور اس کے عوض خریدتے ہیں اس کا بدلہ ان کو کیا ملتا ہے ؟ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؛ تھوڑی قیمت ۔ اس دین فروشی کا بدلہ ان کو نہایت ادنیٰ درجہ کا ملتا ہے ۔ اُولٰٓئِکَ ؛ یہی لوگ ۔ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ ؛ نہیں کھاتے اپنے پیٹوں میں ۔ اِلَّا النَّارَ ؛ مگر آگ ۔ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ ؛ اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا یعنی مہربانی سے ۔ ان کے اعمال سے باز پرس ضرور کرے گا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے کلام فرمائے گا ۔ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے روز ۔ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ ؛ اور ان کو پاک نہ کرے گا یعنی ان کی تعریف و مدح نہ فرمائے گا ۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ؛ اور ان کے لئے المناک ، دردناک عذاب ہے ۔

ترجمہ :- بے شک جو لوگ اللہ کے اُتارے ہوئے مکتوبہ احکام کو چھپاتے ہیں اور اس کو بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ، یہی لوگ اپنے پیٹوں میں انگارے ہی بھرتے ہیں اور اللہ ان سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا (نہ اُن کی تعریف ہی کرے گا) اور ان کے لئے المناک عذاب ہے ۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ؛ انھیں لوگوں نے ۔ اِشْتَرَوُا ؛ خریدی ۔ الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ؛ ہدایت کے عوض گمراہی ۔ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ؛ اور مغفرت کے عوض عذاب ۔ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ ؛ پس کیا صبر کرنے والے ہیں ۔ عَلَی النَّارِ ؛ آتشِ دوزخ پر ۔

ترجمہ :- انھیں لوگوں نے ہدایت کے عوض گمراہی ، مغفرت کے بدلے عذاب خریدا ۔ یہ آتشِ دوزخ پر کس قدر صبر کرنے والے ہیں !

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ ۲۱ ع ۵

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ ؛ یہ اس لئے کہ اللہ نے ۔ نَزَّلَ ؛ اُتارا ۔ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ ؛ کتاب کو دینِ حق کے ساتھ ، حقانیت کے ساتھ ۔ درحقیقت اللہ ہی نے اس کو نازل فرمایا ہے ۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ ؛ اور بے شک وہ لوگ جو ۔ اِخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ ؛ کتاب میں اختلاف پیدا کرتے ہیں ، تاویلِ بے جا کرتے ہیں ، تحریف کرتے ہیں ۔ کمی زیادتی کرتے ہیں ۔ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ؛ اس مخالفت میں بڑی دور جا پڑے ، پرلے درجے کی مخالفت میں پڑے ہیں ، خود بڑی پھوٹ میں پڑے ہیں ۔

ترجمہ :- یہ (گمراہی آفات و عذاب) اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے دینِ حق کے ساتھ یہ کتاب اُتاری تھی اور یہ لوگ جو کتاب میں اختلاف کرتے ہیں ، بڑی مخالفت میں پڑے ہیں ۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

لَیْسَ ؛ نہیں ۔ اَلْبِرَّ ؛ نیکوکاری ، نیکی ، خیرِ متعدی ۔ لَیْسَ کی خبر ہے اور اَنْ تُوَلُّوْا ؛ بتاویل التَّوْلِیَةَ کے اسم لَیْسَ ۔ اَنْ تُوَلُّوْا ؛ یہ کہ پھیرو ، موڑو ۔ وُجُوْهَکُمْ ؛ اپنے چہروں کو ۔ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ؛ مشرق و مغرب کی طرف ۔ وَلٰکِنَّ ؛

مگر۔ اَلْبِرَّ ؛ نیکوکاری۔ مَنْ اٰمَنَ ؛ جو ایمان لایا۔ بِرٌّ مصدر ہے لہٰذا اس کی اصل بِرٌّ مَنْ اٰمَنَ ہے۔ یعنی بھلائی اسی کی بھلائی ہے جو نیکوکار ہے۔ یا بھلائی سراپا بھلائی وہ شخص ہے، جو اللہ پر ایمان لائے۔ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ؛ جو اللہ پر ایمان لائے۔ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؛ اور آخری دن یعنی روزِ قیامت پر بھی ایمان لائے۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ ؛ اور فرشتوں پر۔ وَالْکِتٰبِ اور کتاب پر۔ ہر چند کہ کتابیں بہت سی ہیں مگر یہاں جنسِ کتاب مقصود ہے۔ وَالنَّبِیّٖنَ ؛ اور نبیوں پر، پیغمبروں پر۔ وَاٰتَی الْمَالَ ؛ اور مال دے۔ اٰمَنَ پر عطف ہے۔ عَلٰی حُبِّہٖ ؛ اللہ کی محبت میں۔ اگر ضمیر اللہ کی طرف راجع ہو، یا مال کی ضرورت کے وقت اگر ضمیر مال کی طرف راجع ہو۔ ذَوِی الْقُرْبٰی ؛ قرابت داروں کو۔ وَالْیَتٰمٰی ؛ اور یتیموں کو یَتِیْم ؛ وہ نابالغ لڑکا جس کا باپ مرگیا ہو عام طور پر یتیم و یسیر مشہور ہوگیا ہے جو درست نہیں۔ یسیر وہ جو کسی کی ماں مرگئی ہو غلط ہے۔ قرآن شریف میں۔ یَتِیْمًا وَ یَسِیْرًا ہے جس کے معنے ہیں یتیم اور قیدی۔ وَالْمَسٰکِیْنَ ؛ اور مسکینوں کو۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس ایک دن کا بھی کھانا نہ ہو۔ وَابْنَ السَّبِیْلِ ؛ اور مسافر کو۔ وَالسَّآئِلِیْنَ ؛ اور مانگنے والوں کو۔ گداگری نہایت مذموم بات ہے۔ ہٹے کٹے مسٹنڈے۔ کما کر دس کو کھلانے کی قابلیت رکھنے والے، رعایت کے ہرگز قابل نہیں مگر بعض وقت خوش حال آدمی بھی محتاج ہوجاتا ہے یا ضرورت آن پڑتی ہے۔ انسدادِ گداگری سے پہلے غریبوں کی پرورش کا انتظام کرنا چاہیئے۔ بیواؤں اور یتیموں کی ہر محلہ میں فہرستیں تیار کی جائیں۔ غریبوں کا مال کھا جانے والے منتظمین نہ ہوں۔ خدا کا خوف اور انسانی ہمدردی دل میں ہو تو سب کام درست ہوجاتے ہیں ورنہ تمام جدوجہد سب بے کار۔ وَفِی الرِّقَابِ ؛ اور گردنوں کو آزاد کرانے میں، یعنی غلاموں کو آزاد کرانے میں، قیدیوں کو چھڑانے میں، قرض داروں کا قرض ادا کرنے میں وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور نماز قائم کی، پابندی سے نماز پڑھی۔ دُرستی سے نماز پڑھی۔ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ؛ اور زکوٰۃ دی۔ وَالْمُوْفُوْنَ ؛ اور پورا کرنے والے۔ بِعَھْدِھِمْ ؛ اپنے عہد کو۔ اِذَا عٰھَدُوْا ؛ جب عہد کریں۔ وَالصّٰبِرِیْنَ ؛ اور صبر کرنے والے، برداشت کرنے والے۔ فِی الْبَاْسَآءِ ؛ تنگ دستی میں، فقر و فاقہ میں۔ وَالضَّرَّآءِ ؛ اور ضرر و تکلیف میں۔ حِیْنَ ؛ وقت۔ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؛ زمانہ جنگ میں۔ بُؤْسٌ ؛ افلاس۔ بَاْسٌ ؛ جنگ۔ اُولٰٓئِکَ ؛ وہ لوگ۔ واؤ لکھا جاتا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جاتا۔ اَلَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؛ یہی لوگ ہیں راست باز۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ؛ اور یہی لوگ ہیں پرہیزگار، خدا ترس، اپنا بچاؤ کرنے والے۔

ترجمہ :- نیکوکاری صرف یہی نہیں ہے کہ اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لے بلکہ نیکوکاری تو اس کی ہے (یا وہ سراپا نیکوکاری ہے) جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائے اور فرشتوں، کتاب اللہ اور انبیاء (و رسولوں) پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں (یا مال کی ضرورت کے وقت) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو مال دے۔ اور جو گردنوں کے آزاد کرانے میں بھی مال صرف کرے اور جو پابندی و درستی سے نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور اگر کسی سے عہد

کیا ہو تو اس کو پورا کرے اور وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں افلاس میں، تکلیف میں، جنگ میں،
یہی لوگ ہیں راست باز اور یہی لوگ ہیں خدا ترس۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ۖ ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ
وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِىَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ
وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ
فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾

يَـٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے ایمان والو۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر لکھا گیا ہے، تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اَلْقِصَاصُ ؛ بدلہ قتل کے عوض قتل۔ یہ مادہ مساوات پر دلالت کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں اِقْتَصَّ فُلَانٌ اَثَرَ فُلَانٍ ؛ فلاں نے فلاں کی پیروی کی یعنی اس کے نشان قدم پر چلا۔ فِی الْقَتْلٰی ؛ مقتولوں میں۔ یہ ایک کلی حکم ہے۔ قَتْلٰی ۔ قَتِيْلٌ کی جمع ہے، اس آیت میں انسان کی حریت و مساوات کا اعلان ہے کہ جان کے عوض جان۔ جان جان سب برابر ہیں۔ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ؛ آزاد کے عوض آزاد برابر مارا جائے گا۔ نہ شریف، شرف کے سبب چھوڑا جائے گا نہ ایک کے عوض کئی قتل کئے جائیں گے نہ دوسرا آزاد آدمی قتل کیا جائے گا۔ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ؛ اور اگر غلام نے قتل کیا ہو تو وہی غلام قتل کیا جائے گا۔ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؛ اور اگر عورت نے قتل کیا ہو تو وہی عورت قتل کی جائے گی۔ یہ نہ ہوگا کہ عورت چھوڑ دی جائے اور بے گناہ مرد قتل کیا جائے۔

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ؛ وغیرہ سے مقتول مراد نہیں، قتل مراد ہے۔ لوگ اس سے مقتول مراد لے کر پریشان ہیں۔ اس کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ مقتول اگر حر ہو تو عوض میں حر ہی قتل کیا جائے گا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس حر نے قتل کیا ہے وہی مارا جائے گا۔ معرفہ کے بعد معرفہ آئے تو اول مراد ہوتا ہے۔ بَا بمعنی عوض نہیں باءِ سببیت ہے۔ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ ؛ پس جس کے لئے معافی دی گئی ہو۔ مِنْ اَخِيْهِ شَیْءٌ ؛ اس کے بھائی سے کچھ معافی۔ معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بھائی فرمایا کیونکہ انسانیت کا تقاضا ہے کہ دوسرے انسانی بھائی کو معاف کرے یا کم سے کم دیت یعنی خوں بہا لینے پر راضی ہو جائے۔ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ اور مقتول کے وارث کو چاہئے کہ دستور کے مطابق خون بہا کا مطالبہ کرے۔ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؛ اور قاتل کے لئے خوش معاملگی سے خون بہا کو ادا کرنا۔ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ ؛ یہ بار ہلکا کرنا ہے۔ رعایت ہے۔ مِنْ رَّبِّكُمْ ؛ تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ وَرَحْمَةٌ ؛ اور رحمت و مہربانی ہے۔ خدا اپنی ڈالی ہوئی جان اور پیدا کئے ہوئے آدمی کو حتی الامکان ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ فَمَنِ اعْتَدٰی ؛ پھر جس نے تعدی کی، خلاف عہد کیا۔ بَعْدَ ذٰلِكَ ؛ اس عہد کے بعد۔ فَلَهٗ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؛ پس اس کے لئے ہے عذاب دردناک ۔

ترجمہ :- اے ایمان والو ! مقتولوں کے متعلق تم پر قصاص لینا فرض کیا گیا ہے ۔ حرّ (قاتل) ہو تو وہی حرّ (قتل کیا جائے گا) ، اور غلام ہو تو غلام ۔ عورت ہو تو عورت ہی (مقتول کے عوض قتل کی جائے گی) پھر جس کے لئے اس کے (انسانی) بھائی کی طرف سے کچھ معاف کیا جائے تو دستور کے مطابق مطالبہ کیا جائے اور خوش اسلوبی کے ساتھ خوں بہا ادا کیا جائے ۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر (آسانی و مہربانی اور) تخفیف و رحمت ہے پھر اس کے بعد کوئی تعدی و زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

اس آیت میں کئی حکم بیان کئے گئے ہیں ۔ جان خدا کی ہے لہذا اس میں سب برابر ہیں ۔ اولیاء مقتول بغیر عوض کے بھی معاف کرسکتے ہیں اور خوں بہا لے کر بھی معاف کرسکتے ہیں ۔ علماء فرماتے ہیں کہ قتل کا گناہ صرف توبہ سے معاف ہوسکتا ہے ۔ قصاص صرف سرکار لے سکتی ہے نہ کہ ہر شخص ۔ اگر ایک شخص بھی معاف کردے تو پھر قصاص نہیں لیا جاسکتا ۔ دوسرے لوگ دیت یعنی خوں بہا لے سکتے ہیں یا وہ بھی معاف کرسکتے ہیں ۔

واضح ہو کہ قتل کے کئی اقسام ہیں :-

(۱) قتل عمد ، بالارادہ ۔ ایسے اسلحہ سے قتل کرے جو ہلاک کرنے کے لئے وضع و مستعمل ہوئے ہوں جیسے تلوار ، فقیر کے پاس ، بندوق سے مارنا بھی قتل عمد میں داخل ہے کیوں کہ بندوق بالارادہ قتل کے لئے ہی وضع کی گئی ہے ۔

(۲) شبہ عمد ، ایسی چیز سے ہلاک کردینا جو ہلاک کرنے کے لئے وضع نہ ہو ۔

(۳) قتل خطا ، ہلاک کرنے کا ارادہ تو نہ تھا مگر غلطی سے قتل واقع ہوگیا ۔ جیسے نشانہ تاکا تو تھا ہرن پر مگر وہ نکلا آدمی ۔

(۴) شبہ خطا ، جس میں ارادہ ہو نہ سلاح ہو مگر قتل بالکل اتفاقی طور سے واقع ہو جائے ۔ جیسے کوئی شخص گر جائے اور اس سے ہلاکت واقع ہو جائے ۔

صرف قتل بالعمد میں قصاص ہے اور باقی صورتوں میں دیت یعنی خوں بہا ۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

وَلَكُمْ ؛ اور تمہارے لئے ۔ فِي الْقِصَاصِ ؛ قصاص میں ۔ حَيٰوةٌ ؛ بڑی ہی حیات ہے ۔ کیونکہ جب آدمی کو معلوم ہوجائے کہ قصاص میں ، میں بھی مارا جاؤں گا ۔ تو وہ مرتکب قتل ہی نہ ہوگا ۔ نیز اگر قتل ، قاتل ہی پر منحصر رہے تو انتقاماً دوسرے لوگوں کا قتل ، موقوف ہوجائے گا ۔ يٰـاُولِي الْاَلْبَابِ ؛ اے عقل والو ! اے سر میں بھیجا رکھنے والو ! اَلْبَابٌ ؛ جمع لُبٌّ کی ہے بمعنی مغز ۔ لَعَلَّكُمْ ؛ تا کہ تم ۔ تَتَّقُوْنَ ؛ خدا ترسی اختیار کرو اور کشت و خون موقوف کرو ۔

ترجمہ :- اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی حیات ہے اے عقل والو ! تا کہ تم متقی و خدا ترس بنو۔

قصاص و موت سے ظاہر ہے کہ وصیت کو ربط ہے۔ لہٰذا فرماتا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾

كُتِبَ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر واجب ٹھیرایا گیا۔ إِذَا حَضَرَ ؛ جب حاضر ہو جائے ، آ جائے۔ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ؛ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت یعنی موت کا مظنہ ہو یعنی اس کے آثار نمایاں ہوں۔ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ؛ اگر دولت یا مال ومنال چھوڑے۔ اَلْوَصِيَّةُ ؛ وصیت۔ کُتِبَ کا نائب فاعل ہے۔ لِلْوَالِدَيْنِ ؛ ماں باپ کے لئے۔ وَالْأَقْرَبِينَ ؛ اور قرابت داروں کے لئے۔ بِالْمَعْرُوفِ ؛ دستور کے مطابق حسب استحقاق۔ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ؛ضرور ہے، ثابت ہے متقی پرہیزگاروں، خدا ترسوں کو۔

اس آیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ مستحق امداد ہیں۔ اور امداد کا تعین آیت توریث میں ہے۔

ابتداءً صرف قرابت داروں سے سلوک کا حکم دیا۔ پھر آیتِ میراث سے وارثوں کے حصّوں کی تعیین کی گئی اور غیر وارثوں کو ثلث مال تک وصیت کرنے کی اجازت دی گئی۔ اجمال کے بعد تعیینِ حصص کو فقیر نسخ نہیں سمجھتا نیز وصیت کیا ہے ؟ اچھی بات کی ہدایت۔ وہ توریث کی صورت میں بھی ہے۔ پھر نسخ کہاں ہے اور کون سا حکم منسوخ ہوا ہے ؟ قرابت داروں کی مالی امداد کا حکم اب بھی ہے۔ وصیت بمعنی اصطلاحی ، ثلثِ مال سے غیر وارث قرابت داروں کو افضل ہے۔

ترجمہ :- تم پر واجب ٹھیرایا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس موت آ جائے اور اگر وہ مال ومنال چھوڑ رہا ہو تو وصیت کرنا ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے دستور کے مطابق ، یہ خدا ترسوں پر ثابت ہے۔

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾

فَمَنْ بَدَّلَهُ ؛ پھر جس نے اس وصیت کو بدل دیا۔ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ ؛ اس کو سننے کے بعد بھی۔ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ ؛ تو اس کا گناہ۔ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ؛ انھیں پر ہے جو اس کو بدلتے ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ ؛ بے شک اللہ۔ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ؛خوب سنتا، جانتا ہے۔

ترجمہ:- پھر جو اس (وصیت) کو سن کر بھی بدل ڈالے تو اس کا گناہ انہی پر ہے جو اس کو بدل ڈالیں۔ بے شک اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؁

ع ۲۲ ۲

فَمَنْ خَافَ ؛ پھر جو ڈرے، جس کو خوف ہو، اندیشہ ہو۔ مِنْ مُّوْصٍ ؛ وصیت کرنے والے کی جانب سے۔ جَنَفًا اَوْاِثْمًا ؛ طرف داری یا ناانصافی کا۔ فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ ؛ پھر ان میں صلح کرادی۔ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؛ تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؛ خطا پوش، صاحب رحم ہے۔

ترجمہ:- پھر اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی جانب سے خوف ہو طرف داری یا ناانصافی کا پھر ان میں صلح کرادی تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ؁

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے ایمان والو! كُتِبَ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر لکھا گیا ہے، فرض کیا گیا ہے الصِّيَامُ ؛ روزے۔ جمع صَوْمٌ ؛

روزہ کیوں فرض کیا گیا؟

☆ روزے سے غریبوں کی بھوک کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

☆ روزے سے آدمی مضبوط اور جفاکش ہوجاتا ہے اور بھوک و پیاس کی تکلیف برداشت کرسکتا ہے۔

☆ روزے سے بہت سے امراض دفع ہوتے ہیں۔

روزے سے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں ہوں" یا اس کی جزا میں دوں گا۔ روزے میں ایک قسم کی صمدیت کی شان ہے یعنی اس میں ماسواء اللہ سے استغنا و بے نیازی پیدا ہوجاتی ہے، شخصی احتیاج نہیں رہتی، کیوں کہ وہ کھاتا پیتا نہیں۔ نوعی احتیاج بھی اس کو نہیں رہتی کیونکہ روزے میں جماع نہیں ہوتا۔ روزہ کیا ہے؟ صبح صادق سے پہلے سے غروب آفتاب تک، کھانا پینا اور جماع چھوڑ دینا۔ حیض و نفاس والی عورت بعد

میں قضا کرے گی۔ مسافر بھی قضا کرسکتا ہے مگر روزہ رکھنا اولیٰ و احسن ہے۔

- شیخ فانی اور سخت بوڑھا ہو تو ہر روز روزہ کے عوض نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت خیرات کرے۔
- ماہر طبیب کی تصدیق ہو کہ روزہ سے یہ آدمی بیمار ہوجائے گا تو روزہ کو ترک کرسکتے ہیں۔
- حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اندیشۂ مرض سے افطار جائز ہے۔

كَمَا ؛ جس طرح۔ كُتِبَ ؛ فرض کیا گیا۔ عَلَى الَّذِيْنَ ؛ ان لوگوں پر۔ مِنْ قَبْلِكُمْ ؛ جو تم سے پہلے تھے۔ لَعَلَّكُمْ تا کہ تم۔ تَتَّقُوْنَ ؛ پرہیزگار بنو، تقویٰ اختیار کرو۔

روزہ کوئی نیا فرض نہیں۔ تمام پیغمبروں کے زمانے میں روزے فرض تھے۔ فرق صرف شرائط اور تفصیلات میں ہے۔ علماء فرماتے ہیں شوال ۲ھ میں روزہ فرض ہوا۔ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ ایک سخت قحط ہوا اس زمانے کے پیغمبر نے حکم دیا کہ ایک وقت کا کھانا خود کھائیں اور ایک وقت کا غریبوں کو دیں۔ روزہ جو پرہیزگاری پیدا کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے، موجودہ زمانے میں اس کا کیا حال ہے؟ مال دار تو یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جن کے پاس پیسہ نہیں۔ متوسط درجے کے لوگ روزہ رکھتے ہیں تو رمضان میں معمولی مہینوں سے کئی چند زیادہ صرف کرتے ہیں۔ پھر آدھے دن تک شکم کی بے چینی تو پھر آدھے دن سے بھوک پیاس کی تکلیف کی شکایت۔ ہر وقت ہر آن، ہائے ہائے۔ بار بار کتنے بجے ہیں؟ پھر اِن سے لڑائی، اُن سے لڑائی۔ رمضان شریف میں دیکھو تو جا بجا لڑائی جھگڑے کا زور رہتا ہے۔ کیا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کی یہی تفسیر ہے؟ یہ روزہ رکھنا نہیں ہے، روزہ کو بدنام کرنا ہے۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! تم پر روزہ اُسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیزگار ہوجاؤ۔

أَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؛ گنتی کے چند روز۔ برس کے ۱۲ مہینے روزے رکھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پہلی شوال اور ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو روزے کی ممانعت کی گئی، پھر حیض و نفاس والی کے ساتھ رعایت، بیمار کے ساتھ رعایت، مسافر کے ساتھ رعایت کہ روزے کو قضا کرسکتے ہیں۔ فَمَنْ كَانَ ؛ پس اگر ہو۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے۔ مَرِيْضًا ؛ بیمار۔ اَوْ عَلٰى سَفَرٍ ؛ یا سفر میں۔ فَعِدَّةٌ ؛ پس گنتی، پس گنتی کی تکمیل۔ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؛ دوسرے دنوں سے۔ یعنی اتنے دن قضا کرلے۔ اس کی تکمیل

بعد میں کرے۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ ؛ اور ان لوگوں پر جن کو طاقت ہے۔ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؛ فدیہ ایک مسکین کا یعنی بدقت جن کو روزہ رکھنے کی طاقت ہے۔ یعنی مریض و مسافر وہ روزے تو قضا کرے۔ مگر غریبوں کو روزانہ کھانا بھی کھلائے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا خیال ہے کہ یہ صدقہ کے متعلق ہے۔ یعنی جن کو صدقہ فطر دینے کی طاقت ہو ان پر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ؛ جو اپنے دل کی خوشی سے ایک مسکین کے کھانے سے زیادہ خیرات کرے۔ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؛ تو وہ اس کے لئے بہتر ہی ہے۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؛ اور روزہ رکھنا تو بہتر ہی ہے۔ مسافر جس کو قضا کا اختیار دیا گیا ہے اس کو روزہ رکھنا ہی اولیٰ ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؛ اگر تم جانتے ہو، اگر تم ان اسرار و فوائد کو سمجھتے ہو، اگر تم اہلِ علم سے ہو۔

ترجمہ:- گنتی کے چند دن (روزے فرض کئے گئے ہیں، اس پر بھی) جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ہو تو اور دِنوں سے اس کی تکمیل کرلے (قضا کرلے) اور جن کو طاقت ہو تو ان پر ایک آدمی کا کھانا دینا واجب ہے، جو خوشی دل سے خیرات کرے تو اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تو بہتر ہی ہے اگر تم جانتے (تو کیا اچھا ہوتا)۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

شَهْرُ رَمَضَانَ ؛ رمضان کا مہینہ۔ اَلَّذِيْ ؛ جو۔ اُنْزِلَ ؛ اُتارا گیا۔ نَزَّلَ ؛ اور۔ اُنْزِلَ ؛ میں یہ فرق ہے کہ اِنْزَالٌ ؛ ایک بار پورا اُترنا، لوحِ محفوظ یا عالمِ مثال میں ظاہر ہوجانا۔ تَنْزِيْلٌ ؛ تھوڑا تھوڑا اُتارنا جیسا کہ بحسبِ ضرورت عالمِ شہادت میں، دنیا میں اُتارا گیا۔ فِيْهِ اس میں۔ اَلْقُرْاٰنُ ؛ قرآن۔ هُدًى لِّلنَّاسِ ؛ ہدایتِ مجسم تمام لوگوں کے لئے۔ وَبَيِّنٰتٍ ؛ اور واضح اور کھلی ہوئی باتیں ہیں۔ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ؛ ہدایت وتمیز کی، رہنمائی و فیصلہ کی۔ فَمَنْ شَهِدَ ؛ پھر جو حاضر ہو، پائے۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے۔ اَلشَّهْرَ ؛ اس مہینہ کو یعنی رمضان کو۔ فَلْيَصُمْهُ ؛ پس چاہئے کہ وہ روزہ رکھے۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا ؛ اور جو بیمار ہو۔ اَوْ عَلٰي سَفَرٍ ؛ یا سفر پر ہو یعنی مسافر ہو۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؛ تو گنتی دوسرے دنوں میں۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ ؛ اللہ ارادہ کرتا ہے، چاہتا ہے۔ بِكُمُ الْيُسْرَ ؛ تمہارے لئے آسانی کا، نرمی کا۔ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؛ اور

اِرادہ نہیں کرتا تمہارے لئے دشواری وسختی کا۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ؛ اور تا کہ گنتی پوری کرلو۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ ؛ اور تا کہ بزرگی بیان کرو اللہ کی۔ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؛ جس طرح کہ اس نے ہدایت کی، سکھایا، تعلیم دی۔ وَلَعَلَّكُمْ ؛ اور تا کہ تم۔ تَشْكُرُوْنَ ؛ شکر کرو، احساناتِ الٰہی کی قدر کرو۔

ترجمہ:- رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُتارا گیا ہے، لوگوں کے لئے سراپا ہدایت بنا کر اور واضح احکام ہدایت اور فیصلہ کے ساتھ، پھر تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے، چاہئے کہ وہ روزہ رکھے اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اُسے دوسرے دِنوں میں گنتی پوری کرنی چاہئے۔ اللہ تمہارے لئے نرمی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بزرگی بیان کرو، جس طرح کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور تا کہ تم شکر گزار (قدرداں) بنو۔

ایک دفعہ ایک کرسچین نے لاہور میں لکھ مارا کہ قطبِ شمالی وجنوبی کے قریب چھ چھ مہینے کے رات اور دن ہوتے ہیں۔ پس وہاں کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا، لہٰذا اسلام کے احکام تمام دنیا کے لئے نہیں ہیں۔ فقیر نے اس کے جواب میں تحریر کیا کہ:-

(۱) روزہ کچھ اسلام سے خاص نہیں ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں بلکہ ہندوؤں کے پاس بھی ہے، لہٰذا جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہم مسلمانوں کا بھی ہے۔

(۲) ان مقامات میں آدمی ہی نہیں بستے تو ایسے ناقابلِ آبادی مقام کے لئے احکام ڈھونڈھنا بے کار ہے۔

(۳) جب ایک شئے نہ ہو سکے تو اس سے مشابہ تر چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً عورت آئسہ ہو۔ بوڑھی ہوگئی ہو، اور اس کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت حیض نہیں بلکہ تین مہینے ہوگی۔ اس اصول سے چوبیس گھنٹوں میں سے بارہ گھنٹوں کا روزہ رکھنا چاہئے اور قطبین پر بھی جہاں چھ چھ مہینہ آفتاب نظر نہیں آتا دوسرے ستارے رحوی حرکت سے یعنی بجائے حمائلی اور تیڑھی حرکت کے افقی چوبیس گھنٹے کی حرکت میں پورا چکر کاٹیں گے۔

(۴) قرآن شریف میں فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ ؛ یعنی رمضان کے مہینے کو پاؤ تو روزہ رکھو۔ جب رمضان کا مہینہ ہی نہیں تو روزہ بھی نہیں۔ وضو میں منہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں دھونے چاہئیں۔ اگر ہاتھ کٹ گئے ہوں یا پاؤں کٹ گئے ہوں تو ان کا دھونا بھی ساقط۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۶﴾

وَإِذَا ؛ اور جب ۔ سَأَلَكَ ؛ تجھ سے سوال کریں ، پوچھیں ۔ عِبَادِیْ ؛ میرے بندے جمع عَبْدٌ یہ لفظ تین جگہ مستعمل ہوتا ہے :-

(۱) مخلوق جیسے ۔ عَبْدُ اللّٰہ ۔ (۲) غلام جیسے عَبْدِمَاذُوْنٍ ؛ اجازت دادہ غلام ۔ عَبْدِمُکَاتَبْ ۔ نوشتہ داد غلام ۔

(۳) مطیع وفرماں بردار ۔ ایسے حضرت عمرؓ کا کہنا : کُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ اور حضرت علیؓ کا کہنا ۔ وَیْحَکَ اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ یہاں عَبْدٌ کے معنے اس طرح ہوتے ہیں کہ میں ایسی اطاعت کرنے والا ہوں جیسے زرخرید غلام ۔

عَنِّیْ ؛ مجھ سے سَأَلَہٗ ؛ اس سے پوچھا ۔ سَأَلَ عَنْہُ ؛ اس کا حال پوچھا ۔ فَاِنِّیْ ؛ پس بے شک میں ، میں قطعاً ۔ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؛ تو میں بے شک قریب ہوں ۔

واضح ہو بُعد تین قسم کا ہوتا ہے :-

(۱) بُعدِ زمانی ۔ یعنی دو شخصوں کا زمانہ جُدا جُدا ہے ۔ گو مکان ایک ہو ۔

(۲) بُعدِ مکانی ۔ زمانہ ایک ہے مگر مکان جُدا جُدا ہے ۔ جیسے ہم اور مکہ میں رہنے والے ۔

(۳) بُعدِ خیالی ۔ یعنی چیز پاس ہے مگر اس کی طرف خیال نہیں جاتا ۔ مثلاً روپیہ جیب میں ہے اور آپ ہیں کہ ڈھونڈھتے پھر رہے ہیں کیوں کہ اس کی طرف خیال نہیں جارہا ہے ۔ خدائے تعالیٰ سے ہم کو بُعد ہے تو خیالی نہ کہ زمانی و مکانی ۔

خدائے تعالیٰ کا وجود بالذات ہے اور ہمارا وجود بالعرض ۔ خدائے تعالیٰ کے اسماء و صفات کے ظہور سے ہمارا وجود ہے تو خدائے تعالیٰ کو ہم سے قربِ ذاتی ہے اور قربِ علمی بھی ہے کیونکہ وہ ہم کو جانتا ہے ، مگر ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض نادان سمجھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے ، اور سب سے جُدا ہے اور لوگ کیا کر رہے ہیں دیکھ رہا ہے بلکہ وہ شہ رگ سے بھی نزدیک تر ہے ۔ جدھر منہ پھیرو اُدھر اس کے جلوے ہیں وہ تمہاری جانوں میں بھی ہے ۔ کوئی چیز بغیر وجودِ حق کے ایک سیکنڈ باقی نہیں رہ سکتی ۔

اُجِیْبُ ۔ جَابَ ۔ یَجُوْبُ ۔ جَوْبًا ؛ کاٹنا ۔ اَجَابَ ۔ یُجِیْبُ ۔ اِجَابَۃً وَجَوَابًا ؛ جواب دینا جواب میں چونکہ سلسلہ سوالات بند ہوجاتا ہے ، لہٰذا جواب کہا گیا ۔ اُجِیْبُ ؛ کے معنے ہیں ۔ لَبَّیْکَ یَاعَبْدِیْ ۔ خدائے تعالیٰ ہر دُعا کے ساتھ لبیک فرماتا ہے ۔ اگر حکمت کا تقاضہ ہے تو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے ، ورنہ آخرت میں بہترین معاوضہ عطا فرماتا ہے کہ لوگ آرزو کریں گے کاش ہماری تمام دُعائیں نامقبول ہوتیں ، اور ان کا بہترین معاوضہ ملتا ۔ اِسْتِجَابَۃ سے خاص ہے ۔ اَجَابَ ؛ جواب دیا ۔ لبیک کہا ۔ اِسْتَجَابَ ؛ دُعا قبول کرلی ۔ جو مانگا تھا دیا ۔ دَعْوَۃَ الدَّاعِ ؛ دُعا کرنے والے کی دُعا کو ، پکارنے والے کی پکار کو ۔ اِذَادَعَانِ ؛ جب مجھے پکارے ۔ دَعَانِ کا اصل دَعَانِیْ تھا ۔ کسرہ یؔ پر دلالت کرتا ہے ۔ لہٰذا یؔ کی تخفیف کی گئی ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ ؛ تو میرا کہا مانیں ، جب میں ان کی دُعائیں سنتا ہوں اور ان کے مطالبات پورے کرتا ہوں تو انھیں بھی چاہئے کہ میرے مطالبات پورے کریں ، میرے اوامر کو سنیں ، میرے نواہی سے باز رہیں ۔ وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ ؛ اور مجھ پر ایمان رکھیں ۔ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ فلاح و رشد پائیں اور کامیاب زندگی حاصل کریں ۔

ترجمہ :- اور (اے پیغمبر) جب میرا کوئی بندہ میری نسبت تم سے دریافت کرے تو میں اس کے پاس ہوں ۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا اور اس کی بات پر لبیک کہتا ہوں تو انہیں بھی چاہیئے کہ میرا کہا سنیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تا کہ حصولِ مقصد میں کامیاب ہوں ۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾

أُحِلَّ ؛ حلال کیا گیا ۔ لَكُمْ ؛ تمہارے لئے ۔ لَيْلَةَ الصِّيَامِ ؛ روزے کی رات کو ۔ ظرفِ زمانی ۔ الرَّفَثُ ؛ فحش بات ، بے تکلفی کا کام ، یہاں جماع مراد ہے ۔ أُحِلَّ کا نائب فاعل ہے ۔ إِلَىٰ ؛ طرف ۔ نِسَائِكُمْ ۔ نِسَاءٌ نِسْوَةٌ ؛ اس کا واحد اِمْرَاءَةٌ ہے ۔ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ؛ تمہاری عورتوں کی طرف ۔ هُنَّ ؛ وہ سب عورتیں ۔ لِبَاسٌ لَّكُمْ ؛ تمہاری عیب پوش ہیں ، تمہاری ناقابلِ بیان چیزوں کو چھپانے والی ہیں ۔ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؛ اور تم ان عورتوں کے پردہ پوش ہو ۔ عَلِمَ اللَّهُ ؛ اللہ کو پہلے ہی سے معلوم تھا ۔ أَنَّكُمْ ؛ کہ تم ۔ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ ؛ تم اپنی جانوں سے خیانت کروگے ، پورے عہدہ برآ نہ ہوگے ، احکامِ خدا کے پابندہ نہ رہو گے ، اور نہ کرنے کا کام کر بیٹھو گے یعنی رات کے وقت سو کر اُٹھنے کے بعد جماع ، جو عیسائی مذہب کے مطابق ممنوع تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس ممانعت کو اُٹھا دیا ۔ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؛ پھر تمہاری توبہ قبول کرلی اور لطف و کرم کے ساتھ تمہاری طرف مڑ گیا ۔ وَعَفَا عَنكُمْ ؛ اور تم سے گناہ عفو کردیا ، مٹا دیا ۔ فَالْآنَ ؛ پس اب ۔ بَاشِرُوهُنَّ ؛ ان سے ملو ، مباشرت کرو ۔ وَابْتَغُوا ؛ اور چاہو ، طلب کرو ۔ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ؛ جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے لکھا یعنی اولاد ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مباشرت کا مقصد طلب اولاد ہونا چاہئے ۔ پس اسلامی اُصول میں برتھ کنٹرول ، ضبطِ تولید ایک قسم کا واد یعنی اولاد کشی ہے ۔ اگر برتھ کنٹرول کا سب لوگ ارادہ کریں تو سو سال میں ایک شخص بھی زمین پر چلتا پھرتا نظر نہ آئے گا ۔ فرانسیسیوں کے برتھ کنٹرول کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ کروڑ کے تین کروڑ رہ گئے ۔ اور جرمنیوں کے توالد و تناسل کا نتیجہ

یہ ہوا کہ پانچ کروڑ کے سات کروڑ ہوگئے ۔ ظاہر ہے کہ برابر کو برابر لڑ کر مریں گے تو فرانسیسیوں کے ختم پر چار کروڑ جرمن باقی رہیں گے ۔ اولاد کا ہونا ایک فطری بات ہے ، جو فطرتِ الٰہی کی مخالفت کرتا ہے وہ سزا پائے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا ؛ اور کھاؤ پیو ۔ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ؛ یہاں تک کہ تمہارے سامنے صاف ظاہر ہوجائے ۔ اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ ؛ سفید ڈوری ۔ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ ؛ سیاہ ڈوری سے ۔ مِنَ الْفَجْرِ ؛ صبح سے بیان ہے خیط ابیض کا یعنی صبح کی سپید ڈوری رات کی سیاہ دوری سے ممتاز ہوجائے یعنی صبح صادق نکل آئے ۔ فجر کے معنے پھٹنے کے ہیں ۔ سیاہ چیز میں سے سفید چیز کے نکلنے کے ہیں ۔ اِنْفِجَار ؛ دنبل پھوٹ کر مواد نکلنا ۔ اِنْفِجارِ عَيْن ؛ چشمے کا پھوٹنا ۔ فجر کی ابتدا بھی ایک سفید ڈوری کی طرح ہوتی ہے ۔ اور رفتہ رفتہ پھیلتے پھیلتے تمام آسمان پر چھاجاتی ہے ۔

ثُمَّ اَتِمُّوْا ؛ پھر تمام کرو ، پورا کرو ۔ اَلصِّيَامَ ؛ روزے کو ۔ اِلَى الَّيْلِ ؛ رات تک ۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ جس لفظ پر اِلٰی آتا ہے اس کو مُغَيَّا کہتے ہیں ۔ اور اس کے مقابل غایت ہوتی ہے ۔ اگر غایت اور مغیا دونوں ایک جنس کے ہیں تو غایت سے بڑھ کر مغیا میں پہنچنا چاہئے جیسے فَاغْسِلُوْا اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ؛ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتو چونکہ کہنیاں ہاتھ میں داخل ہیں ، اس لئے ایسے دھو کہ کہنیوں کے اُوپر کا حصّہ بھی دھل جائے ۔ اور اگر غایت اور مغیا جُدا جُدا ہوں تو غایت سے بڑھ کر مغیا میں پہنچنے کی ضرورت نہیں ۔ جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ؛ پھر رات تک روزہ رکھو تو ظاہر ہے کہ ختم روز پر ختم روزہ کر سکتے ہیں ۔ اور رات کے حصّہ میں زیادہ بڑھنے کی چنداں ضرورت نہیں ۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مباشرت رات کے آخر حصے تک ہوسکتی ہے ۔ تو جنابت روزے کے ساتھ مباینت نہیں رکھتی یعنی روزہ دار روزہ کے وقت جنب رہ سکتا ہے اور احتلام سے روزہ نہ ٹوٹے گا ۔ اگر روزے کی حالت میں حیض و نفاس ہوجائے تو اس کی قضا کرنی پڑے گی ۔ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ ؛ اور ان سے نہ ملو ، اور مباشرت نہ کرو ۔ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ ؛ ایسے حال میں کہ تم اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو ۔ فِي الْمَسَاجِدِ ؛ مسجدوں میں ۔

اعتکاف دوقسم کا ہے :-

(۱) واجب ۔ جس میں مسجد اور روزہ شرط ہے ۔

(۲) غیر واجب ۔ جس میں نہ مسجد شرط ہے اور نہ روزہ ، بلکہ تھوڑی دیر کے لئے بھی تھوڑے سے اعتکاف کا ارادہ کرسکتا ہے ۔

اعتکاف میں انسان خود کو پورے وقت خدا کے حوالے کردیتا ہے تو انسان کم سے کم اتنا تو کرے کہ زمانہ اعتکاف میں جماع نہ کرے ۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؛ یہ خدا کے حدود ہیں ۔ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؛ ان سے قریب نہ ہو ۔ یہ ممنوعاتِ خداوندی ہیں ، ان کے پاس نہ پھٹکو ۔ كَذٰلِكَ ؛ ایسے ہی ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ ؛ اللہ بیان کرتا ہے ۔ اٰيٰتِهٖ ؛ اپنی آیتوں کو ، نشانیوں کو ، آثار قدرت کو ۔ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے لئے ۔ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ؛ تا کہ وہ تقویٰ ، پرہیزگاری اور خدا ترسی اختیار کریں ۔

ترجمہ :- تمہارے لئے روزے کی رات کو اپنی عورتوں سے بے تکلف ہونا حلال کردیا گیا ۔ وہ تمہاری

پردہ پوش ہیں اور تم ان کے پردہ پوش ہو (تمہارا ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے) خدا کو معلوم ہوگیا کہ تم اپنی ذاتوں سے خیانت کروگے (پوری پابندی نہ کرسکو گے) لہٰذا اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی اور تمہارا گناہ عفو کردیا۔ اب ان سے مباشرت کرو اور خدا نے جو تمہارے لئے مقدر کیا ہے (اور تمہاری تقدیر میں لکھا ہے) اس کو طلب کرو اور کھاؤ پیو، یہاں تک کہ صبح کی سپید ڈوری، رات کی سیاہ ڈوری سے ممتاز ہوجائے۔ پھر تم روزہ کو رات تک پورا کرو اور ان سے مباشرت نہ کرو، ایسے حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہوں، یہ خدا کے حدود ہیں، ان کے پاس نہ جاؤ۔ ایسے ہی اللہ اپنی آیتیں اور نشانیاں لوگوں سے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ متقی ہوجائیں۔

روزے میں کھانا پینا اور جماع کے ترک کا حکم تھا، آنے والی آیت میں خدائے تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ صرف کھانا وغیرہ چھوڑنے سے کیا ہوتا ہے؟ ناجائز آمدنی کا کھانا بھی نہ کھانا چاہئے۔ فرماتا ہے:-

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ
لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۲۳ ۷

وَلَا تَاْكُلُوْا ؛ اور تم نہ کھاؤ۔ اَمْوَالَكُمْ ؛ تمہارے مالوں کو۔ بَيْنَكُمْ ؛ آپس میں۔ بِالْبَاطِلِ ؛ ناجائز طور سے، بغیر کسی حق کے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ۔ اَمْوَالَكُمْ ؛ دوسروں کے مال کو تمہارا اپنا مال فرمارہا ہے۔ یعنی دوسروں کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھنا چاہئے اور جس طرح ناحق، ناروا تمہارا مال کوئی لے لے تو تم ناخوش ہوتے ہو اسی طرح غیروں کے مال کو بے وجہ لینے سے پرہیز کرو۔ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ ؛ اور اس ناجائز مال کو ذریعہ بناؤ حاکموں سے ربط کا۔ لِتَاْكُلُوْا ؛ تاکہ تم کھاؤ۔ فَرِيْقًا ؛ کچھ حصہ۔ مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ ؛ لوگوں کے مال سے۔ بِالْاِثْمِ ؛ گناہ کا کام کرکے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؛ حالانکہ تم کو اس کا علم ہے۔ جان بوجھ کر، بحالیکہ تم کو معلوم ہے کہ یہ تمام پیسہ ناجائز ہے۔

ترجمہ:- اور تم آپس میں اپنے مالوں کو ناجائز طور سے نہ کھایا کرو، اور نہ اس کو حکام رسی کا ذریعہ بناؤ، تاکہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ ناجائز و ناروا طور پر کھاؤ حالانکہ تم اس کو جانتے ہو (اور تم اہلِ علم سے ہو)۔

صاحبو! باطل طریقہ کیا ہے؟ جس چیز کو خدا نے منع کیا ہو اس کا اختیار کرنا، رشوت لینا، جھوٹے مقدمہ کو سچا بنانا، بے اصل واقعہ کو زورِ فصاحت سے ثابت کرنا، جھوٹی گواہی دینا، سود کھانا، جوا کھیلنا، برج کھیلنے پر پیسہ لگانا، گھوڑ دوڑ پر

شرط لگانا، آبکاری کی رقم جمع کرنا، چوری کرنا، ڈاکہ مارنا وغیرہ۔

یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اچھے خاصے حاکم کو بہکا کر، ناجائز آمدنی کے لینے پر برانگیختہ کرنا بھی ناجائز ہے۔ رشوت لے کر سرکاری مال کا نقصان کرنا تمام قوم کا گناہ گار ہونا ہے۔ رشوت صرف روپیہ لینے ہی کا نام نہیں ہے بلکہ سرکاری قانون میں مابہ الاحتظاظ کا حاصل کرنا لکھا ہے۔ یعنی ایسی چیز لینا جس سے لینے والے کو کچھ مزا کچھ حظ ملے۔ ذرا قانون کے الفاظ کی وسعت کو دیکھو، اور ایسے اعمال کی شرمناک حالت کو ملاحظہ کرو کہ کس قدر کیا کیا اور مابہ الاحتظاظ حاصل کیا جاتا ہے۔ ان ناجائز طور سے حاصل کئے ہوئے مال والوں کے پاس دعوتیں کھانا، ڈنر اڑانا، اور دُعائے برکت و ترقی دینا، ناجائز کمانے سے کچھ کم برا نہیں ہے۔

غور کرو یہ حرام کا پیسہ نور کیسے پیدا کرے گا، اور اس سے اطمینانِ قلبی کیوں کر حاصل ہوگا۔ حرام کا ایک لقمہ چالیس دن کی عبادت کو برباد کردیتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ ؛ خدا ہم سب کو عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی ۚ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

یَسْئَلُوْنَکَ ؛ تم سے سوال کرتے ہیں، پوچھتے ہیں۔ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؛ ہلال کے متعلق، ہلال کے حالات سے۔ اَهِلَّة ؛ جمع ھلال۔ پہلی رات کا چاند۔ ھَـلَـلَ کے مادے میں شور پکار ملحوظ ہے۔ پہلی رات کے چاند کو دیکھ کر لوگ چاند چاند کا شور کرتے ہیں۔ اِهْلَال ؛ زور زور سے لَـبَّـیْـک کہنا۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ ؛ وہ جانور جس کے ذبح کے وقت شور اُٹھایا جاتا ہے۔

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہلال کے گھٹاؤ بڑھاؤ کا فلسفہ پوچھا۔ چونکہ فلسفہ سے بحث کرنا پیغمبر کا فرض نہیں ہے بلکہ پیغمبر کا کام احکام دینا اور عمل کروانا ہے۔ کیونکہ فلسفہ کی تھیوریاں اور نظریئے روز بدلتے رہتے ہیں۔ ایک زمانہ تک یہ فلسفی کہتے رہے کہ دنیا آب۔ آتش۔ خاک۔ باد سے بنی ہے۔ پھر ایک زمانہ تک کہتے رہے کہ دنیا میں کچھ اُوپر ستر یا کچھ اُوپر نود عناصر ہیں۔

آج کل بحث چل رہی ہے کہ دنیا میں مثبت اور منفی برق پارے ہیں۔ ان سب میں اُلجھنا مذہب کا کام نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ ؛ کہہ۔ کہو۔ هِیَ ؛ وہ یعنی اَهِلَّة۔ مَوَاقِیْتُ ؛ جمع میقات جس سے وقت معلوم ہو جیسے میقاتِ حج۔ جہاں سے حج کیا جاتا ہے۔ لِـلـنَّـاسِ ؛ لوگوں کے لئے۔ وَالْـحَجِّ ؛ حج کے مادے میں غلبہ اور قوت ملحوظ ہے۔ اسی سے حُـجَّـتْ ؛ یعنی دلیل ہے۔ جس کی مدد سے غلبہ ہوتا ہے۔ حَجَّ اٰدَمُ ؛ آدم غالب ہوگیا۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ مذہبی احکام بہ لحاظ فصلی مہینوں اور سال کے نہیں ہیں ، بلکہ قمری حساب سے ہیں ، یہ اس لئے کہ مختلف حالات اور تغیرات سے انسان آشنا ہوجائے ۔ مثلاً روزہ رمضان کے لحاظ سے ہے جو قمری مہینہ ہے کبھی بارش کے زمانہ میں آتا ہے ، کبھی سرما کے زمانے میں اور کبھی گرما میں ۔ اسی طرح حج کا بھی حال ہے ۔

اسلام سے پہلے عربوں کی عادت یہ تھی کہ جب حج یا عمرہ وغیرہ کے لئے گھر سے نکل چکتے اور کوئی ضرورت لاحق ہوجاتی کہ پھر گھر میں جائیں تو دروازے سے نہیں جاتے ، بلکہ پشت کی طرف سے دیوار توڑ کر گھر میں جاتے ۔ لہذا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَلَيْسَ ؛ اور نہیں ہے ۔ اَلْبِرُّ ؛ بھلائی ۔ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ ؛ کہ گھروں میں آؤ ۔ بُيُوْتٌ جمع بَيْتٌ جہاں شب باشی کی جاتی ہے ۔ بَيْتُوْتَةٌ ؛ شب باشی ۔ اسی واسطے ۔ ذار ، بیت سے بڑا ہوتا ہے ۔ مِنْ ظُهُوْرِهَا ؛ گھروں کی پشتوں کی طرف سے ۔ پچھواڑے سے ۔ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ ؛ اور لیکن نیکی ۔ مگر بھلائی ۔ مَنِ اتَّقٰى ؛ وہ ہے جو تقویٰ اختیار کرے ۔ نیکی پرہیزگاری کا نام ہے ۔ وَاْتُوْا ؛ اور آؤ ۔ اَلْبُيُوْتَ ؛ گھروں کو ۔ مِنْ اَبْوَابِهَا ؛ ان کے دروازوں سے ۔

مذہبی معاملات میں حیلہ بازیاں بے کار ہیں ۔ کام سیدھا کرو ۔ درستی سے کرو ۔ یہی کام آنے والا ہے ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے ڈرو ، خدا ترسی اختیار کرو ، پرہیزگار بنو ۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ؛ تاکہ تم فلاح پاؤ ۔ کامیاب زندگی گزارو ، تمہارے دین و دنیا درست ہوں ۔

ترجمہ :- (اے پیغمبر!) تم سے ہلال کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ وہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟) تم کہہ دو کہ یہ لوگوں کے (لین دین ، معاملات) اور حج کے اوقات بتانے کے لئے ہے ۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں کہ (دیوار توڑ کر گھر کی پشت سے اندر جاؤ ۔ مگر بھلائی (اور سراپا بھلائی) اس شخص میں ہے جو تقویٰ اختیار کرے ۔ گھروں میں دروازوں سے جاؤ ۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم (کامیاب بنو) فلاح و بہبودی پاؤ ۔

اس سے پہلے تقویٰ اختیار کرنے کا ذکر تھا ۔ تقویٰ اور پرہیزگاری دشمنوں کے ہاتھ سے مٹنے اور ذلیل ہونے کا نام نہیں ہے ۔ مسلمان بہادر ہوتا ہے ، مسلمان چاہتا ہے کہ باعزت جئے اور باعزت مرے ۔ اس کا شیوہ ہے ۔

با آبرو ہو زندگی ÷ بے آبرو بے کار ہے

لہذا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

وَقَاتِلُوْا ؛ اور جنگ کرو ۔ قَتَلَ ؛ مار ڈالا ۔ قَاتَلَ ؛ جنگ کیا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ ایک آدمی کو قتل کر دینا مسلمان کا شیوہ نہیں ۔ بلکہ مسلمان مقاتلہ کرتا ہے ۔ جو اس کو مارنا چاہے وہ اُس کو مارتا ہے ۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؛ راہِ خدا میں ۔ اللہ کے واسطے ۔ سَبِیْلِ ؛ راستہ ۔ سُبُلٌ ؛ جمع ۔ دشمنوں سے بھی جنگ کرو تو تمہارا مقصود خدا ہو ۔ نہ کہ اظہارِ شجاعت و مالِ غنیمت ۔ اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ ؛ ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں ، مقاتلہ کرتے ہیں ، کشت و خون کرتے ہیں ۔ وَلَاتَعْتَدُوْا ؛ اور حد سے تجاوز نہ کرو ، زیادتی نہ کرو ، عورتوں کو ، بچوں کو ، راہبوں کو نہ مارو ۔ جانوروں کو ضائع نہ کرو ۔ ہاتھ پاؤں ، ناک ، کان نہ کاٹو جس کو مثلہ کرنا کہتے ہیں ۔

صاحبو ! تہذیب کے مدعی آج کل کیا کر رہے ہیں ۔ نہ بچوں پر رحم ۔ نہ عورتوں پر شفقت ، نہ مذہبی پیشواؤں کی عزت گھر جل رہے ہیں ، گرجے برباد ہو رہے ہیں ، نیک و بد تہِ شمشیر ۔ سب توپ و تفنگ کے نشانے ۔ خانماں برباد ، شہر ویران ، آج کل انسانیت تہذیبِ نفس کا نام نہیں ۔ بم باری اور آتش زنی کا نام ہے ۔ مہذب وہی ہے جو بلا امتیاز قتل کرے ۔ کسی پر رحم نہ کھائے ۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءٍ ۔

اِنَّ اللّٰہَ ؛ بے شک اللہ ۔ لَایُحِبُّ ؛ پسند نہیں کرتا ، محبوب نہیں رکھتا ۔ اَلْمُعْتَدِیْنَ ؛ حد سے بڑھ جانے والوں کو ، تعدی اور زیادتی کرنے والوں کو ، حدود اللہ سے نکل جانے والوں کو ۔

ترجمہ :- اور اللہ کے واسطے ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو ۔ بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے (اور تعدی اور زیادتی کرنے) والوں کو محبوب نہیں رکھتا ۔

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

وَاقْتُلُوْھُمْ ؛ اور ان کو مار ڈالو ، قتل کرو ۔ حَیْثُ ؛ جہاں ۔ ثَقِفْتُمُوْھُمْ ؛ ان کو پاؤ ۔ وَاَخْرِجُوْھُمْ ؛ اور ان کو نکال دو ، اور ملک بدر کرو ۔ مِنْ حَیْثُ ؛ جہاں سے ۔ اَخْرَجُوْکُمْ ؛ تم کو نکالا ہے ۔ وَالْفِتْنَةُ ؛ اور فتنہ و فساد ۔ فَتَنَ ؛ چاندی کو گلایا ، امتحان کیا ۔ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ؛ قتل سے بھی زیادہ شدید اور سخت ہے ۔ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ ؛ اور ان سے مقاتلہ اور جنگ نہ کرو ۔ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؛ مسجدِ حرام یعنی بیت اللہ شریف کے پاس ۔ حَتّٰی ؛ یہاں تک کہ ۔ یُقٰتِلُوْکُمْ ؛ تم سے جنگ کریں فِیْہِ ؛ مسجدِ حرام میں ۔ فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ ؛ پھر اگر تم سے جنگ اور قتال کریں ۔ فَاقْتُلُوْھُمْ ؛ تو تم بھی ان کو قتل کر ڈالو ۔ کَذٰلِکَ

ایسی ہی ہوتی ہے۔ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ؛ کافروں کی سزا اور بدلہ۔

ترجمہ :- اور ان کو مار ڈالو جہاں پاؤ اور ان کو ان کے وطن سے نکال دو جس طرح کہ تم کو تمہارے وطن سے نکالا ہے اور فتنہ و فساد تو قتل سے سخت تر ہے اور مسجدِ حرام کے پاس ان سے جنگ نہ کرو جب تک وہ تم سے مسجدِ حرام میں جنگ نہ کریں۔ اگر جنگ کریں تو تم ان کو مار ہی ڈالو۔ کافروں کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

فَاِنِ انْتَهَوْا ؛ پھر اگر باز آ جائیں، کنارہ کش ہوں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ ؛ پس بے شک اللہ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؛ غفور و رحیم ہے۔

ترجمہ :- اگر وہ (قتل وکشت۔ فتنہ و فساد سے) باز آ جائیں۔ تو اللہ غفور و رحیم ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾

وَقٰتِلُوْهُمْ ؛ اور ان سے جنگ کرو۔ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ؛ یہاں تک کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے۔ دیکھو یہاں بھی قَاتِلُوْا کا لفظ ہے نہ کہ اُقْتُلُوْا کا۔ فتنہ کا لفظ بمعنی امتحان و فساد و کفر و شرک آتا ہے۔ اگر تہذیب پھیلانے کے لئے جنگ جائز ہے تو اسلام پھیلانے کے لئے جو حقیقی تہذیب کا حامل ہے، جنگ بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؛ اور دین، دینِ الٰہی رہ جائے۔ فَاِنِ انْتَهَوْا ؛ اگر وہ باز آ جائیں، رک جائیں۔ فَلَا عُدْوَانَ ؛ پس تعدی و زیادتی نہیں۔ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ؛ مگر ظالموں پر۔

ترجمہ :- اور ان (ظالموں) سے لڑو (جنگ کرو) یہاں تک کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور اللہ ہی کا دین رہ جائے۔ اگر یہ اپنے ظلم سے باز آ جائیں تو تعدی و زیادتی ظالموں پر ہی ہوتی ہے۔

صاحبو ! جہاد کے ناجائز اور خلافِ انسانیت ہونے کا راگ وہ الاپتے ہیں جن کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں تیرتے ہیں۔ پانڈووں کوروؤں کی لڑائی سے کون واقف نہیں۔ صلیبی لڑائیوں کو کون نہیں جانتا۔ صلیبی لڑائی میں جو جو مظالم ہوئے ان سے کون آشنا نہیں۔ یہ کرسچین جناب مسیح کے بھیڑ نہیں بھیڑیئے ہیں، ان کی مثال کپاس کے بونڈے کی ہے کہ ظاہر سپید و نرم اور باطن سیاہ و سخت۔ صلیبی لڑائیوں میں سلطان صلاح الدین اور عیسائیوں کی تہذیب و انصاف کا موازنہ ہوسکتا ہے پروٹسٹنٹ مذہب والوں نے اپنا مذہب جاری کرنے کے لئے کیسے کیسے ظلم و ستم کئے پھر ” جان کالوان “ [John Calvin (1564)

جہاد ظلم و زیادتی کے مٹانے کے لئے ہے

[نے شاہ پیرس کو ترغیب دی کہ جو ہمارے مذہب کو نہ مانے قتل کیا جائے ۔ اسپین میں مسلمانوں پر پادریوں نے کیا کچھ جور و ستم نہیں کئے ۔ ہندوؤں میں ویدوں اور بدھ مذہب ماننے والوں میں سالہا سال تک کیسے قتل عام ہوئے ۔ اور اب بھی روشن دماغ گورنمنٹیں حقوق کا نام لے کر آزاد افراد کو غلامی کی قید میں لانے کے لئے کیسی کیسی خوں ریزی کیا کرتی ہیں ، اور اپنی فریب بازی اور مکاری کو سیاست کے نام سے موسوم کرتی ہیں ۔ جھوٹ کے پھیلانے کو پروپگنڈا اور بدعہدی کو اقتضائے زمانہ اور بے رحمی کو ضرورت سمجھتی ہیں ۔

بعض ایسے مسلمان جو بزدل اور نامرد ہیں وہ بھی ان ظالموں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ۔ اور جہاد کو جس کے معنی ہیں راہِ خدا میں کوشش کرنا برا سمجھتے ہیں اور سادہ دل مسلمان ان کے مکر و فریب کا شکار ہوجاتے ہیں ۔ جہاد سے جی چرانے کا نتیجہ کیا ہوا ؟ دنیا میں ذلّت اور آخرت میں ان کا منہ کالا ۔ انسان کی عزت اخلاقی اجتزاء سے ہے ۔ جس کو اخلاقی قوت نہیں ، اس کی کوئی عزت نہیں ۔ جو لوگ جنگ کیا کرتے ہیں ان کے گھر میں لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور جو جنگ سے بھاگتے ہیں ان کے گھر میں لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں ۔ ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

مسلمانوں کے پاس بے عزتی کے ساتھ جینے سے عزت سے مرنا بہتر سمجھا جاتا ہے ۔ لومڑی کی سو سال کی زندگی سے شیر کا ایک ساعت تک جیتا رہنا افضل ہے ۔ موت سے ڈرنا حماقت ہے ۔ کیونکہ کوئی پیش از وقت نہیں مرتا ۔ اجل سے زیادہ محافظ کوئی نہیں ۔ سمجھو ، غور کرو اور وہم پرستی سے پرہیز کرو ۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ ؛ باحرمت مہینہ کی حرمت ، باحرمت مہینے کی عزت سے ہے ۔ اگر تم ہمارے حرام مہینہ کی عزت نہ کرو گے تو ہم بھی اس کا لحاظ نہ کریں گے ۔

قدیم زمانے میں رجب ، ذیقعدہ ، ذی‌الحجہ ۔ محرم کے مہینوں میں باہمی کشت و خون حرام سمجھا جاتا تھا اور حاجیوں کو حج سے اور عمرہ کرنے والوں کو عمرہ سے روکا نہیں جاتا تھا ۔ ایک دفعہ حضرتِ رسول ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ حج کرنے نکلے ۔ اس امید پر کہ وہ حرام مہینوں کی عزت کر کے مسلمانوں سے جنگ نہ کریں گے مگر انھوں نے اس کی پروا نہ کی اور مقامِ حدیبیہ میں لڑنے اور مسلمانوں کو حج سے روکنے کے لئے تیار ہوگئے ۔ مسلمان بھی ان سے لڑنے تیار ہوگئے اور دستِ مبارک پر آخری وقت تک جنگ کرنے کے لئے بیعت کرلی اور اس کا نام بیعتِ رضواں ہے ۔ بڑی جدوجہد کے بعد مصالحت ہوئی اور دس سال کی مدت قرار پائی جس میں کفار نے بدعہدی کی اور اس کا نتیجہ فتحِ مکہ نکلا ۔

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؛ اور حرمتوں میں بھی بدلہ ہے ۔ تم حرمت کرو گے تو تمہاری بھی حرمت کی جائے گی ۔ فَمَنِ اعْتَدٰى پس جس نے تعدی کی ، زیادتی کی ۔ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر ۔ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ ؛ تم بھی تعدی کرو اس پر ۔ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ؛ جیسے انھوں نے تم پر تعدی کی ہے ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے ڈرو ، تقویٰ اور خدا ترسی اختیار کرو ۔ وَاعْلَمُوْا ؛ اور جان لو ، اس کا علم رکھو ۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ بے شک اللہ ۔ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ؛ متقی اور خدا ترسوں کے ساتھ ہے ، ان کا پشت پناہ ہے ، ان کا موئید ہے ۔ وہ تم کو ضرور کامیاب کرے گا ۔

ترجمہ :- ماہِ حرام کے بدلے ماہِ حرام ۔ اور حرمت و ادب کا بدلہ حرمت و ادب ہے ۔ جو تم پر زیادتی کرے (تعدی کرے) اس پر تم بھی زیادتی کرو مگر اتنی ہی جتنی اس نے کی اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

عند المتقدمین ۱۲ مع

وَاَنْفِقُوْا ؛ اور خرچ کرو ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں ۔ وَلَا تُلْقُوْا ؛ اور نہ ڈالو ۔ بِاَيْدِيْكُمْ ؛ اپنے ہاتھوں سے ۔ اِلَى التَّهْلُكَةِ ؛ ہلاکت و بربادی میں ۔ وَاَحْسِنُوْا ؛ اور احسان کرو ، نیکوکاری اختیار کرو ، دوسروں سے بھلائی کرو ۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ ۔ يُحِبُّ ؛ محبت کرتا ہے ، محبوب رکھتا ہے ۔ اَلْمُحْسِنِيْنَ ؛ احسان کرنے والوں کو ۔

ترجمہ :- اور فی سبیل اللہ خرچ کرو ۔ اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو ، اور احسان کرو ۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے ۔

ہم قوموں کی مدد اور اُن سے تعاون ضروری ہے

صاحبو ! ذرا اس آیت پر غور کرو ۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے جو مستحقین پر مال صرف نہیں کرتے وہ خود کو برباد کرتے ہیں ، سپاہیوں کی مالی امداد نہ کرنا خودکشی کرنا ہے ۔ اپنے اہلِ قرابت اور ہم قوموں کی مدد نہ کرنا خاندان کو اور قوم کو تباہ کرنا ہے ۔ خاندان اور قوم کا دار و مدار ہمدردی و تعاون پر ہے ۔ جب آپس میں ہمدردی نہیں ، تعاون نہیں تو خاندان کہاں اور قوم کدھر؟ قوم ایک اجتماعی حالت کا نام ہے ۔ جب اجتماعی حالت ہی نہیں تو سب افراد ہیں اوراقِ پریشاں ہیں ، بستہ تعاون نہیں ہیں ۔ لہٰذا وہ متفرق تار ہیں جو معمولی جھٹکے سے ٹوٹ سکتے ہیں ۔ پس باہم ہمدردی اختیار کرو ، تعاون کرو ۔ اللہ احسان کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہے ۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا

رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ
فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۹۶ ۲۴ ع۸ ۸

وَاَتِمُّوْا ؛ اور تمام کرو، پورا کرو۔ اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ؛ حج اور عمرے کو۔ لِلّٰهِ ؛ اللہ کے لئے نہ کہ تجارت اور دیگر اغراض دنیوی کے لئے۔ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ ؛ حَصْر، روکنا۔ پس اگر تم روک لئے جاؤ۔ کوئی مانع و مزاحم ہو، حج عمرہ کرنے نہ دے۔ فَمَا اسْتَيْسَرَ ؛ جو سہل ہو، آسان ہو، میسر ہو، ممکن ہو۔ مِنَ الْهَدْيِ ؛ قربانی سے۔ وَلَا تَحْلِقُوْا ؛ اور سر نہ منڈاؤ۔ حلق نہ کرو۔ رُءُوْسَكُمْ ؛ اپنے سروں کو، تمہارے سروں کو۔ جمع رَاْس ؛ سر۔ حَتّٰى ؛ یہاں تک کہ۔ يَبْلُغَ ؛ پہنچے۔ بَلَغَ۔ يَبْلُغُ۔ بُلُوْغًا ؛ پہنچنا۔ هَدْيٌ ؛ قربانی کا جانور۔ حج کے وقت هَدْیٌ کو ساتھ رکھتے ہیں اور علامت کے طور پر گلے میں کوئی چیز ڈال دیتے ہیں یا ہلکا سا زخم لگا دیتے ہیں۔ مَحِلَّهٗ ؛ اس کی جگہ، اس جگہ جہاں قربانی کی جاتی ہے۔ حَلَّ يَحِلُّ حَلَالًا ؛ حلال ہونا۔ حَلَّ يَحِلُّ حُلُوْلًا ؛ اترنا۔ فَمَنْ كَانَ ؛ پس جو ہو، جو تھا۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے۔ مَرِيْضًا ؛ بیمار۔ مَرْضٰى جمع۔ اَوْ بِهٖ ؛ یا اس کو، یا اس میں۔ اَذًى ؛ تکلیف، ایذا۔ مِنْ رَّاْسِهٖ ؛ اس کے سر سے۔ یا اس کے سر میں جوئیں پڑ جائیں یا پھوڑے ہو جائیں یا زخم لگے۔ فَفِدْيَةٌ ؛ پھر بدلہ ہے، صدقہ ہے، معاوضہ ہے۔ مِنْ صِيَامٍ ؛ روزے سے، یعنی روزے رکھنا پڑے گا۔ اَوْ صَدَقَةٍ یا خیرات کرنا پڑے گا۔ غریبوں کو کھانا کھلانا پڑے گا۔ اَوْ نُسُكٍ ؛ یا حج کے عبادات، قربانی۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ؛ پھر جب تم امن میں ہو جاؤ، بے فکر ہو جاؤ۔ مانع و مزاحم باقی نہ رہے۔ حج و عمرہ کر سکو۔ فَمَنْ تَمَتَّعَ ؛ پھر جو تمتع کرے۔ فائدہ اٹھائے۔ حج کو عمرہ سے جدا کرے۔ بِالْعُمْرَةِ ؛ عمرے سے۔ اِلَى الْحَجِّ ؛ حج تک۔ فَمَا اسْتَيْسَرَ ؛ پھر جو ممکن ہو، جو آسان ہو، میسر ہو۔ مِنَ الْهَدْيِ ؛ قربانی سے۔ فَمَنْ ؛ پھر جو۔ لَمْ يَجِدْ ؛ نہ پائے۔ اس کی مقدور نہ رکھے۔ وَجَدَ يَجِدُ وُجُوْدًا ؛ پانا۔ وَجْدًا غم، کیفیت، حال۔ فَصِيَامُ ؛ پس روزے ہیں، روزہ رکھنا ہے۔ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؛ تین دن۔ فِي الْحَجِّ ؛ حج میں۔ وَسَبْعَةٍ ؛ اور باقی سات روزے رکھنا پڑے گا۔ اِذَا رَجَعْتُمْ ؛ جب تم واپس ہو، جب تم اپنے مستقر کی طرف رجوع کرو۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؛ یہ پورے دس دن ہوئے۔ ذٰلِكَ ؛ وہ، یہ۔ لِمَنْ ؛ ان لوگوں کے لئے ہے۔ لَمْ يَكُنْ ؛ نہ ہوں۔ اَهْلُهٗ ؛

اس کے اہل اس کے لوگ، اس کے متعلقین۔ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ؛ مسجد حرام میں حاضر، موجود۔ یعنی مکے والے یہاں مسجد حرام سے مراد شہر مکہ ہے۔ جزو کہہ کر کل مراد لیا گیا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ؛ اور اللہ سے ڈرو، پرہیزگاری اختیار کرو، گناہوں سے خود کو بچاؤ۔ وَقٰی ۔ یَقِیْ ۔ وِقَایَۃً؛ بچانا۔ اِتَّقٰی یَتَّقِیْ ۔ اِتِّقَاءً؛ بچنا، تقویٰ اختیار کرنا۔ وَاعْلَمُوْا؛ اور جان لو۔ اَنَّ اللّٰہَ؛ کہ اللہ، بے شک اللہ۔ شَدِیْدُ الْعِقَابِ؛ سخت عذاب والا ہے۔ عِقَابٌ وَعُقُوْبَۃٌ؛ وہ سزا جو بعد خلاف ورزیِ احکام ہوتی ہے۔ عَقَبٌ؛ بعد۔

ترجمہ:- اور حج و عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے محل پر نہ پہنچ جائے۔ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ ایذا ہو تو وہ بدلہ میں روزے رکھے، یا خیرات یا قربانی کرے۔ پھر جب تم امن کی حالت میں ہو جاؤ تو جو عمرہ کر کے احرام کھولنے سے فائدہ اُٹھائے حج تک اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو وہ تین روزے حج کے دِنوں میں رکھے اور باقی سات جب اپنے مستقر کو واپس ہو یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

واضح ہو کہ حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا۔ اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے۔ جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ حج محققین کے پاس ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں۔ احرام (شرط)۔ عرفہ میں وقوف یعنی ٹھہرنا۔ طوافِ زیارت۔ حج کے واجبات یہ ہیں:- (۱) مزدلفہ میں وقوف یعنی ٹھہرنا۔ (۲) صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ (۳) رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا۔ اور (۴) آفاقی یعنی غیر مکی کے لئے طوافِ رجوع یعنی حج کے بعد طواف کر کے گھر واپس آنا۔ (۵) حلق یا تقصیر۔ حلق کے معنی مردوں کا سر منڈانا اور تقصیر یعنی عورتوں کا سر کے بال کم کرنا۔ عمرہ کے رکن طواف و سعی ہیں۔ اور اس کی شرط احرام و حلق و تقصیر ہے۔ حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں:-

(۱) افراد بالحج۔ یعنی حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یعنی اس مقام سے جہاں سے حج کے ارکان شروع ہوتے ہیں۔ یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اس کی نیت کرے۔ خواہ زبان سے تلبیہ یعنی لبیک کہتے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔

(۲) افراد بالعمرہ۔ یعنی میقات یا اس سے آگے کے مقام سے اور حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے۔ یعنی نیت کرے خواہ لبیک کہتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ کہے یا نہ کہے اور عمرہ

کے لئے حج کے مہینوں میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال حج کرے یا نہ کرے۔ مگر حج وعمرہ کے درمیان المام صحیح کرے۔ اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہوکر واپس ہو۔

(۳) قران یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرے۔ وہ احرام میقات میں باندھا ہو یا اس سے آگے کے مقام سے اور حج کے مہینوں میں یا اس سے قبل اوّل سے حج وعمرہ دونوں کی نیت کی ہو۔ خواہ لبیک کہتے وقت زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے۔

(۴) تمتع یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے آگے کے مقام سے اور حج کے مہینوں میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور حج کے مہینوں میں عمرہ کرے۔ یا اکثر طواف اس کے حج کے مہینوں میں ہوں اور حلال ہو کر حج کے لئے احرام باندھے اور اِسی سال حج کرے اور حج وعمرہ کے درمیان اپنے اہل کے لئے المام صحیح نہ کرے۔

قربانی میں اونٹ یا گائے یا بکری بھیجنا واجب ہے۔ یہ قربانی تمتع کی ہے۔ حج کے شکریہ میں واجب ہوئی خواہ تمتع کرنے والا فقیر ہو۔ عید الاضحیٰ کی قربانی نہیں جو فقیر و مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔ جس کو قربانی کی استطاعت نہ ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے وہ اس طرح کہ تین روزے یکم ذی الحجہ سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے۔ خواہ ایک ساتھ یا متفرق کرکے۔ بہتر یہ ہے کہ ۷، ۸، ۹ ذی الحجہ کو رکھے۔ اور اپنے گھر واپس ہونے کے بعد باقی سات روزہ رکھے۔

اہلِ مکہ کے لئے نہ تمتع ہے نہ قران۔ اور حدودِ مواقیت جمع میقات (یعنی وہ مقام جہاں احرام باندھا جاتا ہے اور حج کی ابتدا ہوتی ہے) کے اندر کے رہنے والے اہلِ مکہ میں داخل ہیں۔ مواقیت پانچ ہیں۔ (۱) ذوالحلیفہ (۲) ذات عرق (۳) جحفہ (۴) قرن (۵) یلملم ذوالحلیفہ اہلِ مدینہ کے لئے ذاتِ عرق اہلِ عراق کے لئے۔ جحفہ اہلِ شام کے لئے۔ قرن اہل نجد کے لئے۔ یلملم اہلِ یمن اور ہند و پاکستان کے لئے۔ اہلِ مکہ کے لئے مقام تنعیم (جو عمرہ کے لئے ہے۔ حج کے لئے اپنے گھر سے احرام باندھنا ہے)۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ؛ حج چند معلوم اور مشہور مہینے ہیں۔ یعنی ان مہینوں میں حج ہوتا ہے اور اس کا سلسلہ شوال، ذیقعدہ اور دس ذی الحجہ تک ہے۔ فَمَنْ ؛ پس جو شخص۔ فَرَضَ ؛ معین کیا۔ فِيْهِنَّ الْحَجَّ ؛ ان مہینوں میں حج کو۔ فَلَا رَفَثَ ؛ پس نہیں ہے بے تکلفی کی بات۔ فحش بات یعنی جماع اور عورتوں کے سامنے ذکرِ جماع۔ کیونکہ محرم ومحرمہ کا نکاح جائز ہے مجامعت جائز نہیں۔ وَلَا فُسُوْقَ ؛ اور نہیں ہے فسق و فجور، گناہ۔ وَلَا جِدَالَ ؛ اور نہیں ہے جھگڑا، فساد۔ فِي الْحَجِّ ؛ حج میں چونکہ حج کے زمانے میں حج کو نکلتے ہیں اور ان سب چیزوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے تاکید کی کہ حج کی حالت میں

گالی گفتار، دنگا فساد، لڑائی جھگڑا نہ کریں ۔

وَمَا تَفعَلُوْا ؛ اور تم جو کرو ۔ مِنْ خَیْرٍ ؛ بھلائی سے ۔ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؛ اللہ اس کو خوب جانتا ہے ۔ وَتَزَوَّدُوْا ؛ اور توشہ ساتھ لو ۔ زَاد ؛ توشہ، ایسا نہ کرو کہ حج کو نکلو اور تمام لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر ان کا ناطقہ تنگ کردو ۔ فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ؛ بے شک بہترین توشہ تو تقویٰ اور خدا ترسی ہے ۔ وَاتَّقُوْنِ ؛ اور مجھ سے ڈرو ۔ اصل میں اِتَّقُوْنِیْ ہے کسرہ حذف (ی) پر دلالت کرتا ہے لہٰذا (ی) کی تخفیف کی گئی ۔ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ ؛ اے خالص عقل والو، اے مغزِ عقل رکھنے والو ۔ اُولِیْ کے املا میں واؤ لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ۔ اَلْبَاب جمع لُبٌّ ؛ مغز ۔ گری ۔

اگر تم کو صحیح عقل ہوتی تو حج میں اس فحش کلامی اور لڑائی جھگڑے کو جائز نہ رکھتے ۔

ترجمہ :- حج چند معلوم مہینوں میں ہوا کرتا ہے ۔ اگر کوئی ان مہینوں میں اپنے پر حج فرض کرلے تو حج کی حالت میں کوئی فحش بات، فسق و فجور کا کام اور لڑائی جھگڑا نہ ہو ۔ تم جو بھلائی کرو، اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور پاس زاد و توشہ رکھ لو ۔ اور بہترین توشہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے خالص عقل والو ۔

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْکُرُوْهُ کَمَا هَدٰىکُمْ ۚ وَاِنْ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۱۹۸﴾

لَیْسَ ؛ نہیں ہے ۔ عَلَیْکُمْ ؛ تم پر ۔ جُنَاحٌ ؛ گناہ ۔ اَنْ تَبْتَغُوْا ؛ کہ چاہو، طلب کرو، ڈھونڈھو، تلاش کرو ۔ بَغٰی ۔ یَبْغِیْ ۔ بَغْیَةً ؛ چاہنا، طلب کرنا ۔ بَغٰی عَلَیْهِ ؛ بغاوت کی ۔ فَضْلًا ؛ فضل، زاید چیز، رزق ۔ مِنْ رَّبِّکُمْ ؛ تمہارے رب کے پاس کا ۔ فَاِذَا ؛ پھر جب اَفَضْتُمْ ؛ روانہ ہو ۔ فَاضَ ۔ یَفِیْضُ ۔ فَیْضًا ؛ بہنا ۔ اَفَاضَ ۔ یُفِیْضُ ۔ اِفَاضَةً ؛ بہانا ۔ حج سے واپس ہونا ۔ مِنْ عَرَفٰتٍ ؛ عرفات سے ۔ عرفات ایک مقام کا نام ہے جہاں نویں ذی الحجہ کو ٹھہرنا ضروری ہے اور یہ قیام رکنِ حج ہے ۔ اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوسکتا ۔ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام زمین پر اُترے تو ان کا ایک مقام نہ تھا ۔ پھرتے پھرتے میاں بیوی دونوں عرفات کے مقام میں آپس میں ملے اور ایک دوسرے کو پہچانا، اِسی معرفت کی وجہ سے اس مقام کا نام عرفات ہوا ۔

فَاذْکُرُوا اللّٰهَ ؛ پھر اللہ کا ذکر کرو، یادِ خدا کرو ۔ عِنْدَ ؛ پاس، قربت ۔ اَلْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ؛ ایک جگہ کا نام ہے جو جبل قزح کے پاس ہے جہاں وقوف کرتے اور ٹھہرتے ہیں ۔

وادیٔ محسّر ایک مقام کا نام ہے اس کے سوا تمام مزدلفہ جو ایک مقام ہے موقف ہے مگر مشعرِ حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔ وَاذْكُرُوْهُ ؛ اور اس کا ذکر کرو، خدا کی یاد کرو۔ كَمَا ؛ جیسے، جس طرح۔ هَدٰىكُمْ ؛ تم کو ہدایت کی، تم کو تعلیم دی۔ وَاِنْ كُنْتُمْ ؛ اور اگر چہ تم تھے۔ مِنْ قَبْلِهٖ ؛ اس سے پہلے، اسلامی تعلیم سے پہلے۔ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ؛ البتہ گمراہوں سے، بھٹکے ہوؤں سے۔

ترجمہ:- تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل (یعنی رزق) طلب کرو۔ پھر جب تم عرفات سے واپس ہو تو مشعرِ حرام کے قریب اللہ کا ذکر کرو۔ اور اس کا ذکر کرو تو ایسا کرو جیسا ذکر کرنے کی خدا نے ہدایت کی ہے، اگر چہ کہ تم اس سے پہلے بے راہ تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

ثُمَّ اَفِيْضُوْا ؛ پھر تم روانہ ہو جاؤ، واپس ہو جاؤ۔ مِنْ حَيْثُ ؛ جہاں سے۔ اَفَاضَ النَّاسُ ؛ لوگ چلے ہیں، پلٹے ہیں واپس ہوئے ہیں۔ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے۔ جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ تمام لوگ جس مقام سے پلٹتے ہیں تم بھی وہیں سے پلٹو۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، استغفار پڑھو۔ گناہوں سے معافی مانگو۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؛ غفور و رحیم ہے، گناہوں کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ:- پھر تم واپس آؤ جہاں سے اور لوگ واپس آئے ہیں، اور اللہ سے مغفرت مانگو۔ بے شک اللہ غفور و رحیم ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾

فَاِذَا قَضَيْتُمْ ؛ پھر جب تم نے پورا کر لیا، فارغ ہو چکے۔ مَنَاسِكَكُمْ ؛ جمع مَنَاسِك عبادات و اعمالِ حج۔ تمہاری عبادتوں کو۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ؛ تو اللہ کا ذکر کرو۔ یادِ خدا کرو۔ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ ؛ مانند تمہارے اپنے اجداد کو یاد کرنے کے، جس طرح تم اپنے باپ داداؤں کو یاد کیا کرتے ہو۔ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؛ یا اس سے زیادہ ذکر، باپ دادا تو تمہارے جسموں کی اصل ہیں، اور اللہ تعالےٰ تو تمام عالم اور روح وتن کی اصل ہے۔ اس کی یاد تو دوسروں کی یاد سے زیادہ ہی کرنی چاہئے۔ فَمِنَ النَّاسِ ؛ پس لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں، بعض لوگ ایسے ہیں۔ مَنْ يَّقُوْلُ ؛ جو کہتے ہیں۔ رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب، اے ہمارے پروردگار۔ اٰتِنَا ؛ ہم کو دے۔ فِى الدُّنْيَا ؛ دنیا میں وَمَا لَهٗ ؛ اور اس کے لئے نہیں ہے۔ فِى الْاٰخِرَةِ ؛ آخرت میں مِنْ خَلَاقٍ ؛ کوئی حصہ۔

دنیا داروں کی یہی حالت ہے کہ ان کو طلب ہے تو دنیا کی، خدا سے مانگتے ہیں تو دنیا، آخرت سے ان کو کوئی غرض نہیں جب تمہاری توجہ آخرت کی طرف ہے ہی نہیں تو خدا بھی تم کو آخرت سے کوئی حصہ نہ دے گا۔

ترجمہ :- پھر جب اعمالِ حج سے فارغ ہو چکے (اور ان کو پورا کر دیا) تو خدا کی یاد (اللہ کا ذکر) اتنا کرو جتنا اپنے باپ دادا کا کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ پھر بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں (اور دُعا مانگتے ہیں تو یہ) اے ہمارے پروردگار! (اے ہمارے رب) ہم کو (جو کچھ دینا ہے) دنیا میں دے دے۔ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

وَمِنْهُمْ ؛ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ مَنْ يَّقُوْلُ ؛ جو کہتے ہیں۔ رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب۔ اٰتِنَا ؛ ہم کو دے۔ اٰتٰی۔ يَاْتِي۔ اِتْيَانًا ؛ آنا۔ اٰتٰی۔ يُؤْتِيْ۔ اِيْتَآءً ؛ دینا۔ فِي الدُّنْيَا ؛ دنیا میں۔ حَسَنَةً ؛ نیکی، بھلائی۔ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً ؛ اور آخرت میں بھی بھلائی۔ وَقِنَا ؛ اور ہم کو بچا۔ وَقٰی۔ يَقِيْ۔ وِقَايَةً ؛ بچانا۔ وَقٰی کا امر قِ ہے عَذَابَ النَّارِ ؛ دوزخ، آگ کی تکلیف۔

ترجمہ :- اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دُعا کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور آتشِ دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دنیا دار صرف دنیا طلبی کرتے ہیں۔ اور دین دار دین و دنیا دونوں کی بھلائی طلب کرتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ تارک الدنیا بن کر رہنا اسلام میں لائقِ تعریف کام نہیں۔ مسلمان دو گھڑے اُٹھاتا ہے اور سیدھا تنا ہوا راستہ چلتا ہے۔ مسلمان کے دونوں ہاتھوں میں قوت رہتی ہے۔ مسلمان کا بایاں ہاتھ بے کار نہیں ہوتا دنیا مزرعۃ الآخرۃ ہے۔ یہاں کمائیں گے تو وہاں کھائیں گے، جو کام تحتِ حکمِ الٰہی ہے وہ آخرت میں داخل ہے۔ کھاؤ۔ پیو۔ کھلاؤ۔ مگر سب تحتِ امرِ الٰہی رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

اُولٰٓئِكَ ؛ وہ لوگ۔ لَهُمْ ؛ ان کے لئے ہے۔ نَصِيْبٌ ؛ حصہ۔ مِمَّا كَسَبُوْا ؛ اس چیز سے کہ انھوں نے کمایا، کسب کیا۔ وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ۔ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ؛ جلد حساب لینے والا ہے۔

ترجمہ :- یہی لوگ ہیں جن کو ان کی (دنیا کی) کمائی میں سے آخرت میں حصہ ملے گا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ؛ اور ذکرِ خدا کرو، اللہ کی یاد کرو۔ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؛ چند روز۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؛

چند روز تو خدا کی یاد کرو۔ حج عبادت کے لئے ہے اس میں غفلت مناسب نہیں، یا دس۔ گیارہ۔ بارہ اور تیرہ کو جن کو ایامِ تشریق کہتے ہیں، تکبیر کہا کرو۔ فَمَنْ تَعَجَّلَ ؛ پھر جس نے عجلت کی، جلدی کی۔ فِيْ يَوْمَيْنِ ؛ دو دن میں یعنی ۱۳/تاریخ تک نہ ٹھہر کر بارہ ہی میں رمی جمار کر کے یعنی کنکریاں مار کر واپس ہونے کا ارادہ کر لیا۔ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؛ تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ وَمَنْ تَاَخَّرَ ؛ اور جس نے تاخیر کی، دیر کی۔ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؛ تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ لِمَنِ اتَّقٰى ؛ یہ سب اس شخص کے لئے ہے جو تقویٰ اختیار کرے، خدا سے ڈرے، پرہیزگار ہو ☆۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے ڈرو۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور جان لو۔ اَنَّكُمْ ؛ کہ تم۔ یہ کہ بے شک تم۔ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ؛ اس کی طرف حشر کیے جاؤ گے۔ مر کر اُٹھنا حق ہے، خدا کو منہ دکھانا ہے، وہ تمہارے اعمال کی پرسش کرے گا۔

ترجمہ:- اور چند روز اللہ کا ذکر کرو۔ اگر (واپسی میں) دو دن کی جلدی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور تاخیر کی تو بھی اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ متقی کے لئے ہے (خدا ترس کے لئے ہے) اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم اس کی طرف حشر کیے جاؤ گے۔

اب میں، حج میں کیا کیا ہوتا ہے، ترتیب وار بیان کرتا ہوں۔ جب ہم جہاز پر بیٹھ کر عدن پہنچتے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر حدیدہ پہنچتے ہیں۔ اور ہم جہاز میں رہتے ہیں تو یلملم پہاڑی کے مقابل ہونے سے پہلے جہاز والا ایک سیٹی کے ذریعہ اطلاع دیتا ہے کہ یلملم پہاڑی قریب ہے جہاں احرام باندھا جاتا ہے۔ احرام میں کیا ہوتا ہے؟ ایک تہہ بند اور چادر اوڑھ لی جاتی ہے مگر سر ہمیشہ برہنہ رہنا چاہیے۔ اس سیٹی کے بعد سب احرام باندھ لیتے ہیں، احرام کی حالت میں ناخن اور بال نہ کٹوانے چاہئیں۔ جوں بھی مارنے کی اجازت نہیں، عورتیں منہ کھلا رکھتی ہیں آڑ کے لئے منہ پر ایک پنکھا رکھ لیتی ہیں۔ احرام کے زمانے میں خشکی کا شکار کرنا درست نہیں۔ جماع اور محرکاتِ جماع بھی درست نہیں یعنی ایسے کام نہ کیے جائیں جن سے اس کی تحریک ہو۔ مچھلی وغیرہ پکڑ سکتے ہیں۔ جہاز جدّہ پر ٹھہرتا ہے، وہاں سے مکہ شریف کی طرف چلتے ہیں۔ تمام راستہ لبیک لبیک پکارتے ہیں۔ کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر سات طواف یعنی اطراف سات چکر پھرتے ہیں اور ہر دفعہ حجرا سود کو بوسہ دیتے ہیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو بوسہ کا اشارہ کرتے ہیں۔ طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم کے پاس جہاں ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم کا پتھر ہے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑتے ہیں جس کو سعی کہتے ہیں۔ صرف عمرہ کرنے والا سر کا ایک حصہ کم از کم پاؤ سر منڈا کر احرام کھول لیتا ہے اور عورتیں

☆ [اليوم الاول يسمىٰ يوم النحر (۱۰/ ذوالحجة) واليوم الثاني يسمىٰ يوم القر (۱۱/ ذوالحجة) لان الناس يقرون فيه واليوم الثالث (۱۲/ذوالحجة) يوم النفر الاول و انما يجوز النفر فيه قبل طلوع الفجر من يوم الرابع اما اذا طلع تعين عليه الرمي واليوم الرابع يسمىٰ يوم النفر الثاني واليوم الرابع هو يوم الثالث عشر فمتى طلع الفجر فيه وهو بمنى لزمه الوقوف للرمي لدخول وقت الرمي والافضل ان يقيم لان النبي عليه السلام وقف حتى رمى الجمار في اليوم الرابع و اما قوله تعالىٰ فمن تعجل في يومين فلا اثم عليه و هما اليوم الثاني والثالث من ايام النحر كذا في الهداية و قوله من تاخر فلا اثم عليه اى تاخر الى اليوم الرابع (حاشية القدوري) پہلا دن یوم النحر کہلاتا ہے جو ۱۰/ ذوالحجہ ہے۔ دوسرے دن کو یوم القر کہتے ہیں کیونکہ لوگ اس میں قرار پکڑتے ہیں یعنی ٹھہرتے ہیں جو ۱۱/ ذوالحجہ ہے اور تیسرا دن ۱۲/ ذوالحجہ ہے جس کو یوم النفر الاول یعنی پہلا کوچ کرنے کا دن جس میں حاجی منیٰ سے واپس جا سکتا ہے یوم الرابع یعنی ۱۳/ ذوالحجہ کی طلوع فجر سے پہلے اور اگر ۱۳/ ذوالحجہ کی فجر ہو جائے تو پھر چوتھے دن کی یعنی ۱۳/ ذوالحجہ کی رمی واجب ہوگی۔ یہی معنیٰ ہے اِس آیت مبارکہ کے۔ یہ عبارت ماخوذ ہے فقہ کی کتاب ہدایہ سے اور یہ قدوری کے حاشیہ پر مکتوب ہے۔۔۔ اکیڈیمی]۔

سر کے بالوں کی لٹ کا ایک حصہ کتر دیتی ہیں ۔ سر منڈانے کو حلق اور بال کترنے کو تقصیر کہتے ہیں ۔ قران کرنے والا نہ حلق کرتا ہے نہ احرام کھولتا ہے بلکہ صرف عمرہ کرنے والا حلق و تقصیر کرکے احرام کھول لیتا ہے ۔ عمرہ کیا ہے؟ احرام باندھنے سے حلق و تقصیر تک جتنے کام کئے جاتے ہیں ان سب کو ملا کر عمرہ کہتے ہیں ۔ آٹھویں تاریخ مکہ شریف سے احرام میں بغرضِ حج نکلتے ہیں اور نویں کی شب کو منٰی میں رہتے ہیں ۔ نویں کے دن کو عرفات پہنچتے ہیں ۔ دسویں کی شب کو مزدلفہ میں رہتے ہیں اور دسویں کے دن کو پھر منٰی میں آتے ہیں اور حسبِ ذیل کام کرتے ہیں ۔ ایک جمرہ کو سات کنکریاں مارنا جس کو رمی کہتے ہیں قربانی ، حلق و تقصیر ۔ گیارہ بارہ کو رمی جمار کے لئے ٹھہرنا چاہیئے ۔ ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲ میں سے کسی ایک دن بغرضِ طوافِ زیارت کعبۃ اللہ شریف کو چلے جائیں تو کوئی گناہ نہیں ۔ غیر ملکی اپنے وطن کو جانا چاہے تو طوافِ وداع کرلے ۔

اب میں اس کے بعد اسرارِ حج بیان کرتا ہوں کہ حج میں کیا کیا فواید مضمر ہیں ۔ اسلام پر وہی لوگ اعتراض کرتے ہیں جو اسرارِ دینِ اسلام سے واقف نہیں ، جو بُت پرستی کرتے ہیں اور لنگ کی پوجا کرنے سے بھی نہیں شرماتے یا جو روٹی کو عیسٰی علیہ السلام کا گوشت سمجھ کر کھاتے ہیں اور شراب کو عیسٰی علیہ السلام کا خون سمجھ کر پیتے ہیں اور اس کا نام عشائے ربانی رکھتے ہیں ۔ خیر! ہم کو ان مہملات سے کوئی غرض نہیں ۔

جس طرح نماز دربارِ الٰہی کا مظاہرہ ہے اسی طرح حج بھی عاشقِ صادق کا مظاہرہ ہے ۔ گھر دار سے چھوٹا ہوا ، وطن سے منھ موڑا ہوا ، کفن پہنا ہوا ، عشق و محبت کے نعرے مارتا ہوا ۔ سر کے بال بڑھے ہوئے سر میں جوئیں پڑی ہوئیں ، چیختا چلاّتا خانہ کعبہ کے صدقہ ہوتا ہے ۔ کبھی آستان بوسی کرتا ہے ، کبھی سنگ بوسی ، کبھی اِس پہاڑی سے دوڑتا ہوا اُس پہاڑی کو پہنچتا ہے ، کبھی اُس پہاڑی سے اِس پہاڑی کو ، جنگل کو نکل جاتا ہے ۔ محبوب کا نام لے کر چیختا ہے ، چلاّتا ہے ، پتھر پھینکتا ہے ، سر منڈا لیتا ہے ، آخر میں جان قربان کرنے کو تیار ہوجاتا ہے ۔ محبوب بڑا قدردان ہے ۔ جان بخشی فرماتا ہے اور فدیہ میں جانور کی قربانی قبول کرلیتا ہے ۔

حج میں توحید کی بھی تعلیم ہے کہ تمام جہاں کا خدا ایک ہے اس کے سوا کسی کو اپنا معبود نہ سمجھنا چاہیئے ۔

حج میں مساوات کی بھی تعلیم ہے کہ تمام ممالک کے لوگ ایک ہی رنگ میں ایک ہی خدا کی یاد میں ، سب ایک ہیئت میں کفن میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں ۔ جس طرح امیروں کو دو چادریں ہیں غریبوں کو بھی دو چادریں ہیں ، جو کام ایک ملک والے کرتے ہیں وہی کام دوسرے ملک والے بھی ۔ حج میں سفر کی سختیاں اُٹھانے کی بھی عادت ہوتی ہے اور حج کے لئے اقتصادی طور سے کچھ نہ کچھ رقم جمع کرنے کی عادت ہوتی ہے ۔

حج میں روئے زمین کے مسلمانوں سے ملنا پڑتا ہے اور ان سے تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے ۔ دوسروں کے حالات سے عبرت حاصل کی جاسکتی ہے اور دوسروں کی ترقیوں سے اپنی ترقی کے لئے راستہ کھلتا ہے ۔

عربی زبان مذہبی ، علمی اور ایک جامع زبان ہے ۔ چونکہ حج سرزمین عرب پر ہوتا ہے اس لئے حاجی اس زبان کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ جمع کرہی لیتا ہے ۔ اسلام تجارت سے نہیں روکتا لہذا وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ سے فایدہ اٹھایا جاسکتا ہے ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ

عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۝۲۰۴

وَمِنَ النَّاسِ ؛ اورلوگوں میں سے، بعض لوگ ۔ مَنْ يُّعْجِبُكَ ؛ جو تجھ کو پسند آتا ہے، جو تجھے تعجب میں ڈالتا ہے، جو تجھے عجیب معلوم ہوتا ہے ۔ قَوْلُهٗ ؛ اس کا کہنا، اس کی باتیں ۔ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؛ زندگی دنیا کے متعلق، دنیاداری میں ۔ وَيُشْهِدُ اللّٰهَ ؛ اور خدا کو گواہ بھی بناتا ہے، بحالیکہ خدا کو شاہد بناتا ہے ۔ عَلٰى مَافِىْ قَلْبِهٖ ؛ اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے وَهُوَ ؛ اور وہ ۔ اَلَدُّ الْخِصَامِ ؛ سخت جھگڑالو ہے ۔ اَلَدُّ ؛ سخت، شدید ۔ لَدَدٌ ؛ جھگڑا ۔ خِصَامٌ ؛ مخاصمت، لڑائی، جھگڑا ۔

ترجمہ :- اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیا داری کی باتیں (اس خوبی سے) کرتے ہیں کہ تم کو بھی پسند آجاتی ہیں اور اپنے دل کی صفائی پر خدا شاہد ہے بھی کہتے ہیں (جھوٹی قسموں سے بات میں زور پیدا کرتے ہیں) اور حالانکہ وہ ہیں بڑے جھگڑالو ۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۝۲۰۵

وَاِذَا تَوَلّٰى ؛ اور جب پیٹھ پھیرتا ہے ۔ سَعٰى ؛ دوڑتا ہے، کوشش کرتا ہے، دوڑا، کوشش کی، سعی کی ۔ فِى الْاَرْضِ ؛ زمین میں ۔ لِيُفْسِدَ فِيْهَا ؛ تاکہ اس زمین میں فساد پیدا کرے، تاکہ اس کو تباہ کرے ۔ وَيُهْلِكَ ؛ اور ہلاک کرے، برباد کرے، تباہ کرے ۔ هَلَكَ ۔ يَهْلِكُ ۔ هَلَاكًا ؛ مرنا، برباد ہونا ۔ اَهْلَكَ يُهْلِكُ اِهْلَاكًا ؛ ہلاک کرنا ۔ مار ڈالنا ۔ اَلْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؛ کھیتی باڑی کو اور نسلِ حیوانات کو ۔ حَرَثَ ۔ يَحْرُثُ ۔ حَرْثًا ؛ کھیتی کرنا ۔ نَسَلَ ۔ يَنْسِلُ ۔ نَسْلًا ؛ نکلنا ۔ اولاد کا پیدا ہونا ۔ وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ ۔ لَايُحِبُّ الْفَسَادَ ؛ شر و فساد کو محبوب نہیں رکھتا، پسند نہیں کرتا ۔

ترجمہ :- اور جب پیٹھ پھیر کر (سامنے سے) ہٹتا ہے تو زمین میں دوڑتا ہے کہ اس میں فساد ڈالے کھیتی باڑی اور نسلِ حیوانات کو تباہ کرے حالانکہ اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا ۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۝۲۰۶

وَاِذَا قِيْلَ ؛ اور جب کہا جاتا ہے ۔ لَهٗ ؛ اس کے لئے، اس کو ۔ اِتَّقِ اللّٰهَ ؛ خدا سے ڈر ۔ اَخَذَتْهُ ؛ اس کو پکڑ لیتی ہے اس پر غلبہ کرتی ہے ۔ اَلْعِزَّةُ ؛ غلبہ، بڑائی، شیخی، خود پسندی، تکبر ۔ بِالْاِثْمِ ؛ گناہ میں، گناہ کی وجہ سے ۔ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۔ حَسْبُهٗ ؛ مبتدیٰ ہے اور جَهَنَّمُ خبر یا حَسْبُهٗ فعل ہے اور جَهَنَّمُ فاعل ۔ تو اس کو جہنم کافی ہے ۔ وَلَبِئْسَ ؛ اور البتہ بہت برا ہے اَلْمِهَادُ ؛ جگہ، بچھونا ۔ مَهْدٌ ؛ بچھونا کرنا، جھولا ۔ تمہید اسی سے ہے ۔ واقعات کو واضح اور صاف کرنا ۔

ترجمہ:- اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو اس کو (شیخی آجاتی ہے) عزتِ نفس آگھیرتی ہے اور گناہ کرتا ہے۔ سو اس کو (ان تمام شرارتوں کے لئے) جہنم کافی ہے اور وہ (بے شک بُری جگہ ہے) بُرا بچھونا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

وَمِنَ النَّاسِ ؛ اور بعض لوگوں میں ایسے بھی ہیں۔ مَنْ يَّشْرِىْ ؛ جو بیچ دیتے ہیں۔ شَرٰی ۔ يَشْرِىْ ۔ شِرَآءً ؛ خریدنا، بیچنا۔ اِشْتَرٰی ؛ خریدا۔ نَفْسَهٗ ؛ اپنے نفس کو، اپنی جان کو۔ اِبْتِغَاءَ ؛ چاہنا۔ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؛ اللہ کی رضامندیاں، خدا کی خوشنودی۔ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؛ اللہ کی رضا جوئی کے لئے۔ يَشْرِىْ کا مفعول لہٗ ہے۔ وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ۔ رَءُوْفٌ شفیق ہے، مہربان ہے، نرم دل ہے۔ بِالْعِبَادِ ؛ بندوں پر، بندوں کے ساتھ۔ جمع۔ عَبْدٌ ؛ بندہ، غلام۔

ترجمہ:- اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی جان بیچ دیتے ہیں اللہ کی رضا جوئی میں (اس کی خوشی کے لئے) اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان (رؤف رحیم) ہے۔

دنیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ بڑے زبان آور، بڑے آرٹسٹ، بڑے اسپیکر، بڑے اعلیٰ درجہ کے خطیب، اپنی پُرگوئی کے زور سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتے ہیں، ان کو اپنے دامِ تقریر میں پھانس لیتے ہیں، بات بات پر قسم کھاتے ہیں۔ "اللہ شاہد کہ میں آپ حضرات سے نہایت اخلاص مندی سے عرض کر رہا ہوں، اگر میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو خدا مجھ کو سزا دے۔ مجھے روسیاہ کردے" حالانکہ وہ شخص ہوتا بڑا جھگڑالو ہے۔ شہد میں زہر ملاتا ہے۔ گھاس کے نیچے پانی بہاتا ہے، پہلے انگلی پکڑتا ہے، پھر ہاتھ پکڑتا ہے، پھر گلے پر ہاتھ ڈالتا ہے۔

آج کل زبان آوری کا بڑا زور ہے۔ "اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا یعنی بعض بیان جادو ہوتا ہے" اس پر شاہد ہے۔ اس کے زیرِ اثر روز ایک نیا مذہب ایجاد کیا جارہا ہے۔ آج کل کچھ ایسی جدت پسندی پیدا ہوگئی ہے کہ یورپ میں علوم وفنون کی ایجادیں ہوتی ہیں تو یہاں مذہب ایجاد ہوتے ہیں۔ مذہب سے اب کوئی تعلق باقی نہ رہا۔ بزرگوں کی بدگوئی کرو، اصولِ دین سے انکار کرو، پیغمبر کو نہ مانو، خدا کو ایک بے جا چیز سمجھو، جو چاہو کہو، جو من میں آئے کرو۔ مگر ایک شرط ہے، زور سے بولو، مغالطہ پر مغالطہ دو، جھوٹ بولو مگر جرأت کے ساتھ۔ ایک بات کو بار بار بیان کرو۔ سو بار رد کردی جائے تو تم ہزار بار تاکید سے کہو۔ تکرار سے اثر پیدا ہوتا ہے۔ آج نہ مانے کل مان جائیں گے۔ تم کہے جاؤ ہمت نہ ہارو۔ استقلال اور مداومت سے قوت پیدا ہوتی ہے۔ یہ حال ہے دنیا کا اور دنیا کے غلاموں کا۔ یہ ظالم سامنے سے ہٹتے ہیں تو پھر قوم ہے اور نہ ملت، خود غرضیاں ہیں، ذاتی مقاصد ہیں، چاہے اسلام تباہ ہوجائے، چاہے مسلمان برباد ہوجائیں، ان کو چندوں سے کام ہے۔ واہ واہ سے غرض ہے۔ زندہ باد کے نعرے سے مقصد ہے۔ رات دن قوم کا نام زبان پر ہے۔ دل میں دیکھو تو محبت کچھ نہیں۔ مگر نہیں، حق، حق ہے اور باطل، باطل۔ فتح آخر حق کی ہوتی ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ؛ ہمارا انجام خدا کی طرف ہے۔

آج کے ماحول کی خرابیاں

سب کو خدا کو منہ دکھانا ہے ۔

یاد رکھو ۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ؛ خدا کی پکڑ میں سختی ہے اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کہیں نہیں جا سکتے ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے ایمان دارو ! اے لوگو جو ایمان لائے ہو ۔ اُدْخُلُوْا ؛ داخل ہو جاؤ ۔ فِی السِّلْمِ ؛ سراپا سلامتی میں ، اسلام میں ۔ کَآفَّةً ؛ تمام ۔ کَفَّ ۔ یَکُفُّ ۔ کَفًّا ؛ روکنا ۔ کَف ؛ ہتھیلی ۔ جو چیزوں کو پکڑتی اور روکتی ہے ۔ کَآفَّةً ؛ تمام ، سب پر حاوی ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا ؛ اور اتباع نہ کرو ، پیروی نہ کرو ۔ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؛ شیطان کے قدم کی ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؛ شیطان کی پیروی نہ کرو ، اس کے قدم بہ قدم نہ چلو ۔ خُطُوٰت جمع خُطْوَة ؛ دونوں پیروں کے بیچ کا فاصلہ ۔ اِنَّهٗ ؛ بے شک وہ ۔ ل ۔ اضافت کا کام دیتا ہے ۔ لَکُمْ ؛ تمہارا ، تمہارے لئے ۔ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ؛ ممتاز اور واضح دشمن ۔

ترجمہ :- اے ایماندارو (اپنی سلامتی چاہتے ہو تو) پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو (اس کی اتباع نہ کرو) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔

صاحبو ! اسلام میں ساری دنیا کا ایک خدا ہے ، ایک مذہب ہے ، ایک قبلہ ہے ۔ اس میں نہ ذات پات کا جھگڑا ہے نہ رنگ اور ملک کا اختلاف ہے ۔ اپنی پوری سلامتی چاہتے ہو تو مذہب اسلام اختیار کرو ۔ شیطان کی پیروی نہ کرو ۔ دنیا میں سارا شر و فساد شیطان سے ہے ۔ اختلاف اور جھگڑے کا مرکز شیطان ہے ۔ تفصیل کے لئے دیکھو ہمارا مضمون دین فطرت اور ابلیس ازم ۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۰۹﴾

فَاِنْ زَلَلْتُمْ ؛ پھر اگر تم پھسل گئے ، تم کو لغزش ہوئی ، تم کو زلت ہوئی ۔ مِنْۢ بَعْدِمَا ؛ اس کے بعد کہ ۔ جَآءَتْکُمْ ؛ تمہارے پاس آئے ، تم کو پہنچے ۔ اَلْبَیِّنٰتُ ؛ واضح دلائل ، کھلی نشانیاں ، آیات بینات ۔ فَاعْلَمُوْا ؛ پس جانو ۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ اللہ ، بے شک اللہ ۔ عَزِیْزٌ ؛ عزت والا ، غالب ۔ حَکِیْمٌ ؛ حکمت والا ، حکمت یا مقتضا کے موافق ، مناسب حال کام کرنے والا ۔

ترجمہ :- پس اگر تم ڈھلک گئے اس کے بعد کہ تمہارے پاس (آیات بینات) واضح دلائل پہنچ چکے تو جان لو کہ اللہ عزیز و حکیم ہے (تمہارے حسب حال سزا دے گا) ۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ
وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٢١٠﴾ ۲۵ ع ۱۴ ۹

هَلْ يَنْظُرُوْنَ ــ نَظَرَ ــ يَنْظُرُ ــ نَظَرًا ؛ دیکھنا، انتظار کرنا، نگرانی کرنا، کیا یہ منتظر ہیں ـ ان کو کسی چیز کا انتظار نہیں ہے ـ یہاں هَلْ ، لَا کا کام دے رہا ہے ـ استفہام انکاری ہے ـ اِلَّا اَنْ ؛ مگر یہ کہ ـ يَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ ؛ ان کے پاس خدا اور اس کا عذاب آجائے ـ فِي ظُلَلٍ ؛ جمع ظُلَّةٌ ؛ سائبان، سائبانوں میں ـ مِنَ الْغَمَامِ ــ غَمَّ ــ يَغُمُّ ــ غَمًّا ؛ گھیر لینا، چھا جانا ـ غَمَامٌ ؛ اَبر جو خوب چھا جائے ـ غَمٌّ ؛ وہ رنج جو دل پر چھا جائے ـ غم ماضی کا ہوتا ہے اور ھَمّ مستقبل و آیندہ کا ـ مِنَ الْغَمَامِ ؛ وہ سائبان اَبر کا ہے ـ وَالْمَلٰٓئِكَةُ ؛ اور فرشتے ـ جمع ـ مَلَكٌ ؛ فرشتہ ـ مَلِكٌ ؛ پادشاہ ـ مَالِكٌ ؛ آقا ـ اس لفظ کے مادّے میں قوت کے معنی ملحوظ ہیں ـ وَقُضِيَ ؛ اور پورا کیا گیا ـ اَلْاَمْرُ ؛ کام، بات ـ قُضِيَ الْاَمْرُ ؛ کام پورا ہوگیا یعنی قیامت آگئی ـ وَاِلَى اللّٰهِ ؛ اور اللہ ہی کی طرف ـ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ؛ تمام کام رجوع کیے جاتے ہیں، خدا ہی کی طرف سب کام کا انجام ہے، سب اس کے اختیار میں ہیں ـ

ترجمہ :- یہ لوگ انتظار نہیں کرتے مگر یہ کہ خدا اور اس کا عذاب جو اَبر کی طرح چھا جاتا ہے اور فرشتے ان کے پاس آجائیں اور ان کا کام پورا کردیا جائے (ان کا فیصلہ ہوجائے) اور اللہ ہی سب کا مرجع و مآب ہے ـ (اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے) ـ

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُم مِّنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَن يُبَدِّلْ
نِعْمَةَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾

سَلْ ؛ سوال کر، پوچھ ـ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ ؛ یعقوب علیہ السلام کی اولاد ـ سَلْ کا مفعولِ اوّل ہے ـ كَمْ ؛ کتنے ـ اٰتَيْنٰهُمْ ؛ ہم نے ان کو دیا ـ سَلْ کا مفعول ہے ـ مِنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ ؛ کھلی نشانی سے ـ اٰيَةٍ سے مراد معجزہ، دلیل اور دوسری نشانیاں ہیں ـ مِنْ اٰيَةٍ ؛ كَمْ کا بیان ہے ـ وَمَنْ ؛ اور جو ـ يُّبَدِّلْ ؛ بدل دے، تبدیل کردے ـ نِعْمَةَ اللّٰهِ ؛ اللہ کی نعمت کو ـ نُعُوْمَةٌ کے معنی نرمی اور ملائمت کے ہیں ـ نِعْمَةٌ ؛ خوشگوار حالت ـ مِنْۢ بَعْدِمَا ؛ بعد اس کے کہ ـ جَآءَتْهُ ؛ اس کے پاس آئے ـ فَاِنَّ اللّٰهَ ؛ پس بے شک اللہ ـ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ؛ سخت عذاب والا ہے، عقوبت کرنے والا ہے ـ عَقَبٌ ؛ پیچھے ـ عِقَابٌ ـ عُقُوْبَةٌ ؛ انجامِ بد ـ

ترجمہ :- بنی اسرائیل سے پوچھو ـ ہم نے کتنی واضح نشانیاں ان کو دیں اور جو اللہ کی نعمت کو اس کے بعد

کہ ان کو پہنچ چکی تھی بدل ڈالے تو اللہ سخت عقوبت کرنے والا ہے (سزا دینے والا ہے، انجام بد دکھانے والا ہے)۔

وقف لازم

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

زُيِّنَ ؛ زینت دی گئی، عمدہ کر دکھائی گئی۔ لِلَّذِيْنَ ؛ ان لوگوں کے واسطے۔ كَفَرُوْا ؛ کفر کیا، انکار کیا۔ كُفْر ؛ حق پوشی کی۔ کفر کے معنے ہیں ڈھانکنا۔ اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ؛ دنیوی زندگی، دنیا، نزدیک کی چیز۔ حَيٰوة کی صفت ہے۔ وَيَسْخَرُوْنَ ؛ اور تمسخر کرتے ہیں، مسخراپن کرتے ہیں، بناتے ہیں، ہنسی اُڑاتے ہیں، ٹھٹا کرتے ہیں، مذاق اُڑاتے ہیں، مخول کرتے ہیں۔ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ایمانداروں سے ان کی ناداری پر۔ وَالَّذِيْنَ ؛ اور جو لوگ۔ اِتَّقَوْا ؛ تقویٰ کیا اور پرہیزگاری اختیار کی۔ فَوْق ؛ اوپر۔ فَوْقَهُمْ ؛ ان سے اوپر ہوں گے، بڑھ چڑھ کر ہوں گے۔ فَوْقَهُمْ ؛ ایماندار، کافر سے بالا تر ہوں گے، ان کا مرتبہ اعلےٰ ہوگا۔ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؛ قیامت کے دن۔ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ ؛ اور اللہ دیتا ہے، رزق عطا کرتا ہے، روزی پہنچاتا ہے۔ مَنْ يَّشَآءُ ؛ جس کو چاہے۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ ؛ بے حساب۔

ترجمہ:- کافروں کے لئے دنیوی زندگی عمدہ کر دکھائی گئی، اور وہ ایمان داروں کا مذاق اُڑاتے ہیں (اور ان کو بناتے ہیں) حالانکہ متقیوں کا مرتبہ روزِ قیامت اعلیٰ اور بالا تر ہوگا۔ خدا جس کو چاہے گا بے حساب دے گا۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۗ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

كَانَ النَّاسُ ؛ تھے لوگ۔ اُمَّةً وَّاحِدَةً ؛ ایک ہی جماعت، گروہ۔ اَمّ ۔ يَؤُمُّ اَمًّا ؛ قصد کرنا۔ جماعت اسی وقت بنتی ہے جب آپس کا اجتماع ہو۔ ایک جماعت ایک گروہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے میں سب ایک

مذہب پر تھے، کفر وفسق بعد میں پیدا ہوے۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ ؛ پھر اللہ نے بعثت کی، مبعوث کیا، بھیجا۔ اَلنَّبِیّٖنَ ؛ پیغمبروں کو۔ مُبَشِّرِیْنَ ؛ بشارت دینے والوں کو، خوشخبری دینے والوں کو۔ بُشْرَۃ ؛ چہرہ۔ بَشَرْ ؛ آدمی۔ کیونکہ اس کے جسم پر بال کم رہتے ہیں۔ خوش خبری کا اثر چہرے پر پڑتا ہے لہٰذا اس کو بشارت کہتے ہیں۔ وَمُنْذِرِیْنَ ؛ اور ڈرانے والوں کو۔ اِنْذَار ؛ کسی خوفناک حالت کے پیدا ہونے کی اطلاع۔ وَاَنْزَلَ ؛ اور نازل کیا، اُتارا۔ مَعَهُمْ ؛ ان کے ساتھ، ان کی معرفت۔ اَلْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؛ کتاب کو دین حق کے ساتھ یا برحق کتاب، یا سچی کتاب۔ لِيَحْكُمَ ؛ تاکہ حکم کرکے فیصلہ کرے۔ بَيْنَ النَّاسِ ؛ لوگوں کے درمیان۔ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؛ اُن مسائل میں جن میں انھوں نے اختلاف کیا تھا۔ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ ؛ اور اختلاف نہیں کیا ہے اس میں۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ؛ مگر وہ لوگ جو۔ اُوْتُوْهُ ؛ وہ کتاب یا مذہب دیئے گئے ہیں۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ ؛ مگر اہلِ کتاب۔ مِنْ بَعْدِ مَا ؛ بعد اس کے کہ۔ جَآءَتْهُمْ ؛ ان کے پاس آئیں، ان کو پہنچیں۔ اَلْبَيِّنٰتُ ؛ واضح نشانیاں، صاف احکام۔ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؛ آپس کی بغاوت سے، خودغرضی سے، ضد سے۔ فَهَدَى اللّٰهُ ؛ پھر اللہ نے ہدایت دی، رہنمائی کی، راستہ دکھایا۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ ان لوگوں کو جو ایمان لائے، ایمانداروں کو۔ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؛ ان احکام میں جن میں یہ اختلاف کر رہے تھے۔ مِنَ الْحَقِّ ؛ حق سے۔ مَا اخْتَلَفُوْا ؛ کا بیان ہے۔ بِاِذْنِهٖ ؛ اللہ کے اذن اور اجازت سے، اس کی عنایت ومہربانی سے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ ؛ اور اللہ ہدایت کرتا ہے۔ مَنْ يَّشَآءُ ؛ جس کو چاہے۔ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؛ سیدھے راستے کی طرف، راہِ راست کی طرف۔

ترجمہ:- (ابتدا میں سب) لوگ ایک ہی گروہ تھے (پھر اختلاف پیدا ہوا) تو خدا نے انبیاء بھیجے جو خوش خبری دیتے اور ڈر کی باتیں سناتے اور ان کے ساتھ برحق کتاب بھی نازل فرمائی کہ ان مسائل میں جن میں لوگ اختلاف کرتے تھے، فیصلہ کریں۔ اور اختلاف انھیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام پہنچ چکے تھے آپس کی ضد اور خودغرضیوں کی وجہ سے۔ پھر اللہ نے ایمانداروں کو ہدایت دی ان حق مسائل کی جن میں ان کو اختلاف تھا اللہ کی اجازت سے اور خدا ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

اَمْ حَسِبْتُمْ ؛ کیا تم نے گمان کیا، کیا تم نے خیال کیا ۔ حَسِبَ ۔ یَحْسَبُ ؛ گمان کرنا، حساب کرنا ۔ اَنْ تَدْخُلُوْا ؛ کہ تم داخل ہو گے، جاؤ گے ۔ دَخَلَ کے بعد کبھی فِیْ آتا ہے اور کبھی نہیں ۔ دَخَلَ فِی الْبَیْتِ اور دَخَلَ الْبَیْتَ ؛ گھر میں داخل ہوا ۔ الْجَنَّۃَ ؛ جنت کو، جنت میں ۔ جنت وہ باغ جس میں بکثرت درخت ہوں ۔ اس کے مادہ میں ڈھانکنے اور چھپنے کے معنی مضمر ہیں ۔ جِنٌّ ؛ وہ مخلوق جو نظر نہیں آتی ۔ جَنَانٌ ؛ دل جو چھپا ہوا ہے ۔ جُنُوْن ؛ جس میں عقل ڈھک جاتی ہے ۔ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ ؛ اور اب تک تمہارے پاس نہیں آیا ۔ لَمْ اور لَمَّا دونوں ماضی کی نفی کے لئے آتے ہیں ۔ لَمْ یَفْعَلْ ؛ نہیں کیا ۔ لَمَّا میں پوری اور صریح نفی ہے ۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ ؛ مثل ان لوگوں کے ۔ مِثْل ۔ مثال ۔ مَثَلْ ۔ سب کے معنی مانند اور مشابہ کے ہیں ۔ مگر بعد کو ایسی حالت اور قصہ کے لئے استعارہ کیا گیا ہے جس کی بڑی نشانی ہو ۔ خَلَوْا ؛ خالی ہوئے، گزرے ۔ مِنْ قَبْلِکُمْ ؛ تم سے پہلے ۔ مَسَّتْھُمْ ؛ ان کو چھوئی، ان کو لگی، ان کو پہنچی، ان کو پیش آئی ۔ اَلْبَاْسَآءُ ؛ سختی، ناداری، بھوک ۔ وَالضَّرَّآءُ ؛ اور ضرر و تکلیف ۔ وَزُلْزِلُوْا ؛ اور متزلزل کئے گئے، اور ہلا دیئے گئے، جھنجوڑ دیئے گئے ۔ زَلَّ ؛ لغزش کھائی ۔ زَلْزَلَ ؛ ہلا دیا ۔ زَلْزَلَۃ ؛ بھونچال ۔ حَتّٰی یَقُوْلَ ؛ یہاں تک کہ کہہ اُٹھے ۔ اَلرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؛ رسول اور ایمان دار ۔ مَعَہٗ ؛ اس کے ساتھ، ان کے ساتھ ۔ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ؛ کب ہے اللہ کی فتح و نصرت؟ اللہ کی مدد کس وقت آئے گی؟ اَلَآ ؛ ہاں! ۔ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ ؛ بے شک اللہ کی فتح و نصرت ۔ قَرِیْبٌ ؛ قریب ہے ۔

ترجمہ :- (اے مسلمانو!) کیا تم نے گمان کیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے ۔ حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں کی سی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں ۔ انھیں (قسم قسم کی) سختیاں پہنچیں ضرر پہنچے اور وہ ہلا دیئے گئے (بے قرار کر دیئے گئے) یہاں تک کہ رسولؐ اور ایمان دار ان کے ساتھ کہہ اُٹھے ۔ کب ہے اللہ کی فتح و نصرت؟ ہاں! اللہ کی فتح و نصرت قریب ہے ۔

یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾

یَسْئَلُوْنَکَ ؛ تم سے سوال کرتے ہیں، پوچھتے ہیں ۔ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؛ کیا صَرف کریں، کیا خرچ کریں ۔ مَا ؛ کیا اور جو دو معنی رکھتا ہے ۔ مَاذَا ؛ بمعنی اَلَّذِیْ ؛ جو چیز ۔ قُلْ ؛ تم کہو ۔ مَآ اَنْفَقْتُمْ ؛ جو چیز تم خرچ کرو ۔ مِنْ خَیْرٍ ؛ مال سے ۔ خَیْرٍ ؛ بھلائی اور مال ۔ مِنْ خَیْرٍ بیان ہے مَا کا ۔ فَلِلْوَالِدَیْنِ ؛ پس ماں باپ کے لئے ۔ وَالْاَقْرَبِیْنَ ؛ اور قرابت داروں کے لئے وَالْیَتٰمٰی ؛ اور یتیموں کے لئے ۔ وَالْمَسٰکِیْنِ ؛ اور مسکینوں کے لئے، غریبوں کے لئے ۔ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؛ اور مسافر کے لئے وَمَا تَفْعَلُوْا ؛ اور تم جو کرو ۔ مِنْ خَیْرٍ ؛ بھلائی اور نیکی ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ ؛ پس بے شک اللہ اس کو ۔ عَلِیْمٌ ؛ جاننے والا ہے ۔

ترجمہ :- لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (کیا دیں) کیا صرف کریں ۔ تم کہو جو کچھ مال تم صرف کرو، اس کے مستحق ماں باپ، قرابت دار، یتیم، مسکین اور مسافر ہیں اور تم جو کچھ نیکی کرو، اللہ اس کو جانتا ہے ۔

خیرات اسی وقت مفید ہوسکتی ہے جب مستحق کو پہنچے ۔ روپیہ ہو، پیسہ ہو، روٹی کا ٹکڑا ہو مستحق کو پہنچے تو سب کچھ ہے ۔ ان مسٹنڈوں کو جو محنت کر کے دس کو پال سکتے ہیں خیرات دینا اس کو ضائع کرنا ہے ۔ لوگوں نے نہ تو یہ پوچھا کہ کیا دیں؟ اسی نکتہ کے لئے خدائے تعالیٰ نے مستحقین کے نام گنائے ۔ یہ منسوخ نہیں ہے اب بھی واجب العمل ہے ۔ یہ زکوٰۃ اور خیرات دونوں کے لئے عام ہے، اس آیت کو زکوٰۃ پر کیوں محمول کریں، اور یہ کہیں کہ والدین کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، لہذا یہ آیت منسوخ ہے ۔ خیرات پر محمول کریں تو یہ آیت ہرگز منسوخ نہیں ہوسکتی ۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ
وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ ع ۲۶ ۱۰

كُتِبَ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر لکھ دیا گیا، فرض کیا گیا ۔ اَلْقِتَالُ ؛ جنگ، جہاد ۔ قَاتَلَ ۔ يُقَاتِلُ ۔ مُقَاتَلَةً وَقِتَالًا ؛ جنگ، باہمی لڑائی ۔ وَهُوَ كُرْهٌ ؛ اور وہ مکروہ ہے ۔ كُرْهٌ مصدر بمعنے مکروہ ۔ مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کا کام دیتا ہے ۔ لَكُمْ ؛ تمہارے لئے، تم کو ۔ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ؛ اور جنگ کرنا تم کو برا معلوم ہوتا ہے ۔ وَعَسٰى ؛ اور شاید کہ، اور ہوسکتا ہے، اور ممکن ہے ۔ اَنْ تَكْرَهُوْا ؛ کہ تم کراہت کرو، تم کو برا لگے ۔ شَيْئًا ؛ کوئی چیز، کسی چیز کو ۔ وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؛ حالاں کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا ؛ اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تم کو محبوب ہو، تم اس کو پسند کرتے ہو ۔ وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؛ حالاں کہ وہ تمہارے حق میں شر ہے، بدتر ہے ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ ؛ اور اللہ جانتا ہے ۔ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؛ اور تم نہیں جانتے ۔

ترجمہ :- تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو برا معلوم ہوتا ہے (تم اس کو مکروہ سمجھتے ہو) ممکن ہے کہ ایک چیز تمہارے پاس مکروہ ہو اور وہ درحقیقت اچھی ہو (بہتر ہو) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہارے پاس محبوب ہو اور فی الحقیقت وہ تمہارے حق میں شر ہو (بدتر ہو، تم کیا؟ تمہارا جاننا کیا؟ تمہارا علم کتنا؟) اللہ جانتا ہے اور تم کچھ نہیں جانتے ۔

واضح ہو کہ لوگ دو قسم کے ہیں ۔ بعض پر مال صرف کرنا دشوار گزرتا ہے ۔ کھال جائے مگر مال نہ جائے ۔ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے اور بعض لوگوں پر لڑنا نہایت دشوار گزرتا ہے ۔ تلوار چلی ہم ندارد ۔ مال جان کا صدقہ ہے ۔ ان ہر دو آیتوں میں اللہ مال اور جان دونوں کے لئے تیار رہنے کا حکم دیتا ہے ۔ اور مسلمانوں کو سخاوت و شجاعت دونوں کے لئے مستعد

سلطان کی بھی کمی ہوتا ہے اور گنج بھی

بناتا ہے ۔ مسلمان سخی بھی ہوتا ہے اور شجیع بھی ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو بزدل ہوتا ہے وہی بخیل بھی ہوتا ہے ۔ افسوس مسلمانوں نے اپنے دونوں جوہروں کو کھودیا اور قعرِ مذلت میں جا گرے ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

يَسْئَلُوْنَكَ ؛ تم سے سوال کرتے ہیں ، پوچھتے ہیں ۔ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ؛ حرام مہینوں کے متعلق ۔ قِتَالٍ فِيْهِ ؛ اس میں لڑنے کے متعلق ۔ قِتَالٍ فِيْهِ ؛ بدل ہے اَلشَّهْرِ الْحَرَامِ کا ۔ قُلْ ؛ تم کہو ۔ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؛ اس میں یعنی شہر حرام میں جنگ کرنا برا ہے یعنی بڑا گناہ ہے ، بُری بات ہے ۔ وَصَدٌّ ؛ اور روکنا ۔ باب نَصَرَ سے ۔ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا سے ۔ سَبِيْلٌ ، سَابِلَةٌ ؛ راستہ ۔ سُبُلٌ جمع ۔ وَكُفْرٌۢ بِهٖ ؛ اور اس کا انکار کرنا ۔ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؛ اور مسجد حرام سے روکنا ۔ سَبِيْلِ اللّٰهِ پر عطف ہے اور صَدٌّ کے ماتحت ہے یعنی صَدٌّ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ ؛ اور وہاں کے لوگوں کو نکال دینا ۔ اَهْلٌ اور آل ؛ متعلقین ، باشندے ۔ مِنْهُ ؛ وہاں سے ۔ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ؛ اللہ کے پاس زیادہ بڑا ہے ، زیادہ گناہ ہے ۔ وَالْفِتْنَةُ ۔ فَتَنَ ۔ يَفْتِنُ ۔ فِتْنَةٌ ؛ چاندی کو گلانا ، امتحان کرنا ، یہاں شر و فساد مراد ہے ۔ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؛ قتل سے بھی زیادہ بڑا اور زیادہ گناہ ہے ۔ وَلَا يَزَالُوْنَ ؛ اور زائل نہیں ہوں گے ، اور ہمیشہ رہیں گے ۔ زَالَ ۔ يَزُوْلُ ۔ زَوَالًا ۔ زَالَ ۔ يَزَالُ ۔ زَوَالًا ؛ زائل ہونا ، ہٹ جانا ، دور ہونا ۔ لَا يَزَالُ ؛ نہیں ہٹتا ، ہمیشہ رہتا ۔ يُقَاتِلُوْنَكُمْ ؛ تم سے مقاتلہ کرتے ، جنگ کرتے ۔ یہ لوگ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے ۔ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ ؛ یہاں تک کہ تم کو رد کریں ، پھیر دیں ۔ عَنْ دِيْنِكُمْ ؛ تمہارے دین سے ۔ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؛ اگر ان کو اس کی استطاعت ہو ، اگر ان سے ہو سکے ، اگر ان کا بس چلے ۔ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ ؛ اور جو مرتد ہوجائے ، جو دین سے پلٹ جائے ، جو دین سے برگشتہ ہوجائے ۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے ۔ عَنْ دِيْنِهٖ ؛ اس کے دین سے ، اپنے مذہب سے ۔ فَيَمُتْ ؛ پھر مرجائے ، اس کی موت آجائے ۔ وَهُوَ كَافِرٌ ؛ بحالیکہ وہ کافر ہے ، بے ایمان ہے ، مرتد ہے ، منکر ہے ۔ فَاُولٰٓئِكَ ؛ پس وہ لوگ ۔ حَبِطَتْ ؛ اکارت گئے ، ضائع ہوئے ۔ اَعْمَالُهُمْ ؛ ان کے عمل ، ان کا کیا دھرا ، ان کے سارے کام ۔ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؛ دنیا اور آخرت میں ۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؛ یہی ہیں دوزخی ، آگ میں

رہنے والے۔ هُمْ فِيهَا ؛ وہ لوگ اس آگ میں، جہنم میں، دوزخ میں۔ خٰلِدُوْنَ ؛ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ خُلُوْدٌ ؛ ہیشگی، مکثِ طویل یعنی دیر تک رہنا۔

ترجمہ:- لوگ تم سے شہرِ حرام میں جنگ کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تم کہو (بے شک) اس میں جنگ کرنا بری بات ہے (بڑا گناہ ہے) اور راہِ خدا سے لوگوں کو روکنا اور خدا سے انکار کرنا، اور مسجدِ حرام سے روکنا، اور وہاں سے وہاں کے رہنے والوں کو نکال دینا (بے وطن کردینا) اللہ کے پاس زیادہ بڑا گناہ ہے اور شر و فساد برپا کرنا قتل سے بھی بدتر ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کردیں گے اگر ان کا بس چلے (ان کو قابو ملے) اگر کوئی تم میں سے دینِ خدا سے برگشتہ ہوجائے پھر وہ کافر مرے تو وہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہیں۔ (ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے) اور یہ لوگ ہیں دوزخی اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ؛ (البتہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا ؛ اور وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی، وطن چھوڑا۔ هَجَرَ ۔ يَهْجُرُ ۔ هَجْرًا و هِجْرًا و هِجْرَةً ؛ دوست سے دور ہونا، محبوب سے جدا ہونا، بے وطن ہونا۔ وَجَاهَدُوا ؛ اور جدوجہد کی، اور کوشش کی، سعی کی۔ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ؛ راہِ خدا میں، خدا کے کاموں میں۔ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ ؛ وہ لوگ اُمید رکھتے ہیں، انھیں اُمید و رجاء ہے۔ رَحْمَتَ اللَّهِ ؛ اللہ کی رحمت کی، وہ خدا کے رحم کے امیدوار ہیں۔ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ؛ اور اللہ غفور رحیم ہے، اور خدا مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ:- بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی (بے وطن ہوگئے) اور راہِ خدا میں جدوجہد کی وہ خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے۔

صاحبو! منکرین نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا نہ کیا۔ مارا پیٹا، تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گرم پتھر رکھے۔ وطن سے بے وطن کیا۔ ہر قسم کا بائیکاٹ کیا، دین سے برگشتہ کرنے کی تدبیریں کیں، پھر پوچھتے ہیں حرام مہینے میں جنگ کرنا کیا جائز ہے؟ تو کیا کفر کرنا جائز تھا؟ مسلمانوں کو شہر بدر کرنا جائز تھا؟ روز کے جھگڑے پیدا کرنا جائز تھا؟ ہمارے پاس تو فتنہ انگیزی جنگ سے بدتر ہے۔ اسلام حریت، آزادی، مذہب کے لئے جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ یہ دشمنانِ دین اہلِ حق کو

برگشتہ کرنے کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑیں گے مگر جو دین سے برگشتہ ہوجائیں گے ان کا کیا دھرا سب برباد۔ اچھے لوگ تو اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کے اُمیدوار رہتے ہیں۔

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْـَٔايَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ فِى الدُّنْيَا وَالْـَٔاخِرَةِ ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتَٰمَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

يَسْـَٔلُونَكَ ؛ تم سے سوال کرتے ہیں، پوچھتے ہیں، دریافت کرتے ہیں۔ عَنِ الْخَمْرِ ؛ شراب سے، شراب کے متعلق، شراب کے بارے میں۔ خَمْرٌ ؛ ڈھانکنا۔ خِمَارٌ ؛ اوڑھنی۔ خَمْرٌ ؛ شراب۔ کیوں کہ وہ عقل کو ڈھانک لیتی ہے۔ وَالْمَيْسِرِ ؛ اور جوے سے۔ يُسْرٌ ؛ آسانی۔ جوئے میں مفت کا مال بہ سہولت مل جاتا ہے لہذا جوے کو مَيْسِر کہا گیا۔ قُلْ ؛ تم کہو۔ فِيهِمَا ؛ ان دونوں یعنی شراب اور جوے میں۔ إِثْمٌ كَبِيرٌ ؛ بڑا گناہ ہے۔ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؛ اور لوگوں کے لئے کچھ منفعت اور فایدہ بھی ہے۔ وَإِثْمُهُمَا ؛ اور ان دونوں یعنی شراب اور جوے کا گناہ۔ أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ؛ ان دونوں کے نفع سے زیادہ بڑا ہے یعنی زیادہ گناہ ہے۔ وَيَسْـَٔلُونَكَ ؛ اور تم سے سوال کرتے ہیں۔ مَاذَا يُنْفِقُونَ ؛ کہ کیا صرف کریں، کیا خرچ کریں، راہِ خدا میں دیں۔ قُلِ الْعَفْوَ ؛ تم کہو زاید از ضرورت۔ عفو کے معنی مٹانے کے بھی ہیں۔ كَذَٰلِكَ ؛ ایسے ہی، منصوب ہے مصدر محذوف کی صفت ہے اَیْ يُبَيِّنُ مِثْلَ هٰذَا التَّبْيِيْنَ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ ؛ اللہ بیان کرتا ہے۔ لَكُمْ ؛ تمہارے لئے، تم کو۔ الْآيَاتِ ؛ احکام، نشانیاں۔ لَعَلَّكُمْ ؛ شاید کہ تم، تاکہ تم۔ تَتَفَكَّرُونَ ؛ فکر کرو، سوچو، غور کرو۔ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ؛ دنیا اور آخرت میں، ان کے معاملات میں۔ وَيَسْـَٔلُونَكَ ؛ اور تم سے سوال کرتے ہیں۔ عَنِ الْيَتَامٰى ؛ یتیموں سے، ان کے بارے میں جمع يَتِيْمٌ ؛ وہ نا بالغ جس کا باپ مرگیا ہو، جانوروں میں وہ جانور جس کی ماں مرگئی ہو۔ کیوں کہ جانوروں میں باپ کا متعین کرنا مشکل ہے۔ قُلْ ؛ کہو۔ إِصْلَاحٌ لَهُمْ ؛ ان کی اصلاح، دُرستی۔ خَيْرٌ ؛ بہتر ہے۔ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ اور اگر تم ان سے میل جول رکھو اور اگر اپنا اور یتیموں کا خرچ ملالو۔ فَإِخْوَانُكُمْ ؛ تو تمہارے بھائی ہی ہیں۔ اس میں ان پر خرچ کم پڑے گا۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ ؛ اور اللہ جانتا ہے، تمیز کرتا ہے۔ اَلْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؛ مفسد کو مصلح سے، بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ ؛ اور اگر اللہ چاہتا۔ لَأَعْنَتَكُمْ ؛ البتہ دشواری میں

ڈال دیتا تم کو ۔ عَنَتْ ؛ دشواری، سختی، تکلیف ۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ ۔ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؛ عزت حکمت والا ہے ۔

ترجمہ :- لوگ تم سے سوال کرتے ہیں کہ شراب پینا اور جوا کھیلنا کیسا ہے ۔ تم کہو ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ نفع بھی ہے، مگر ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے ۔ اور تم سے پوچھتے ہیں کہ (راہِ خدا میں) کیا صَرف کریں ؟ تم کہو زاید از ضرورت ۔ اللہ تعالےٰ اپنی نشانیوں کو ایسے ہی تمہارے لئے بیان کرتا ہے ۔ شاید کہ تم دنیا و آخرت کے کام میں غور و فکر کرو (اور سمجھو کہ شراب خواری اور جوے بازی اور بخل سے دین و دنیا دونوں تباہ ہوتے ہیں) اور تم سے پوچھتے ہیں یتیموں کے متعلق ۔ تم کہو ان کی اصلاح و فلاح چاہنا اچھا ہے (اگر ان سے جدا رہنے میں ان کا فائدہ ہے) اور اگر ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہی ہیں ۔ اور اللہ مصلح جو اور فسادی کو خوب سمجھتا ہے (مفسد کو مصلح سے تمیز کرتا ہے) اور اگر اللہ چاہتا تو (سخت شرائط لگا دیتا) تم پر سختی پڑ جاتی ۔ بے شک اللہ عزت مند ہے، صاحبِ تدبیر ہے ۔

صاحبو ! انسان کا امتیاز حیوان سے عقل ہی کی وجہ سے ہے ۔ عربی میں شراب کو خمر کہتے ہیں جس کے معنی ہیں عقل کو ڈھانک دینے والی چیز ۔ تمہارے سرمایہ امتیاز عقل کو برباد کرنے والی شئے ۔ اسی لئے شراب کو ام الخبائث کہا گیا ۔ شراب کی برائی اور اس کے نقصانات ناقابلِ بیان ہیں ۔ ان سے کیسے انکار ہوسکتا ہے ۔ جابجا ترکِ مسکرات کی سوسائیٹیاں قایم ہورہی ہیں مگر ان کی روش غیر اسلامی ہے اس لئے کوئی معتدبہ فائدہ مرتب نہیں ہورہا ہے ۔ امریکہ میں ترکِ مسکرات کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی گئیں مگر چونکہ ایمان پر مبنی نہ تھیں لہذا سب بے سود ہوگئیں اور حالت بد سے بدتر ہونے لگی ۔ تھک کر اس تحریک سے ہاتھ ہی اُٹھا لیا گیا ۔ سبحان اللہ عرب کے ایک امی مصلح نے تحریک کی اور پوری طرح کامیاب ۔ آج کل یورپ زدگی کی وجہ سے شراب خواری داخلِ تہذیب ہوگئی ہے ۔ کفار پئیں ان سے ہم کو کیا تعلق ؟ مسلمان پی رہے ہیں، مرد تو مرد عورتیں بھی پی رہی ہیں ۔ ایک عرب عورت کو شراب پلائی گئی تو اس نے تھوڑی دیر کے بعد کہا " میں نہیں سمجھتی کہ تم میں سے کوئی اپنے باپ کو پہچانتا ہے "۔ آج کل شراب خواری کے ساتھ قمار بازی یعنی جوا کھیلنا عام ہوگیا ہے ۔ گھوڑوں پر قمار بازی تو زمانے سے تھی اب گھر گھر برج کھیلا جارہا ہے جس میں لازماً شرط باندھی جاتی ہے ۔ گزشتہ زمانے میں عرب جوا کھیلتے تھے تو جانوروں کے گوشت پر ۔ ان کا مقصد یہ رہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو غریبوں کو گوشت پہنچائیں ۔ اس وقت کی برائی میں بھی بھلائی کا ایک پہلو تھا ۔ اب تو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ہے ۔ دنیا برباد، آخرت میں منھ کالا ۔

صاحبو ! خدائے تعالےٰ راہِ خدا میں صرف کرنے کا حکم دیتا ہے مگر کتنا ؟ زاید از ضرورت ۔ تم کو اس نے تمام مال خیرات کردینے کا حکم نہیں دیا ۔ ذرا یہ بھی تو سوچو کہ راہِ خدا میں دینے کا مقصد کیا ہے ؟ عامتہ الناس اور غریبوں کی امداد کو خدائے تعالےٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے ورنہ خدا غنی الاغنیاء ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے ۔

بے کس اور غریب یتیموں کے مال کی حفاظت کے لئے خدائے تعالےٰ تاکید فرماتا ہے ان سے الگ رہ کر مال کی حفاظت ممکن ہے تو بہتر اور ساتھ رہ کر باہم خرچ ملا لینے سے ان یتیموں کا فائدہ ہے تو وہ بھی اچھا ہے، وہ تمہارے بھائی ہیں۔ جس قدر ممکن ہو ان کے سود و بہبود کا خیال رکھا جائے۔

اصل یہ ہے، خدائے تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے کہ کون مفسد ہے؟ کون مصلح ہے؟ خوب جانتا ہے۔ آج ایسے کام کرو کہ کل تم کو شرمندگی نہ ہو۔ خدا عزیز و حکیم ہے۔ صاحب تدبیر بھی ہے اور صاحب قوت بھی۔ جنگ کے سلسلہ میں جو سوالات کئے جا رہے تھے ان آیتوں میں ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ شراب سے شجاعت پیدا ہوتی ہے اور جوے سے دولت۔ ہر چیز نفع و نقصان دونوں رکھتی ہے۔ عقل مند خیرِ کثیر کا طالب ہوتا ہے اور شرِ کثیر سے مجتنب۔ مصارفِ جنگ سے متعلق فرمایا کہ جو زاید از ضرورت ہو وہ جنگ میں لگاؤ۔ معمر آدمی مارے جاتے ہیں تو بچے یتیم ہوجاتے ہیں۔ ان کی اصلاح اور ہمدردی کی تاکید کی گئی۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ
وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ
وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۲۱ ع ۲۷ ۵ ۱۱

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ ؛ اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ نہ نکاح اصطلاحی معنی میں نہ لغوی معنی میں۔ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؛ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں، مسلمان ہوجائیں۔ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ ؛ اور البتہ ایماندار لونڈی، مسلمان لونڈی۔ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ ؛ مشرک عورت سے بہتر ہے۔ وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ؛ اگرچہ وہ تم کو تعجب میں ڈال دیں، ان کا حسن و جمال فریفتہ کردے۔ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ ؛ اور مشرکوں سے مسلمان عورتوں کا نکاح نہ کردو۔ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؛ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں، مسلمان ہوجائیں۔ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ ؛ اور بے شک ایماندار غلام، مسلمان غلام۔ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ؛ مشرک سے بہتر ہے۔ وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؛ اگرچہ ان کا دھن دولت تم کو بھلا معلوم ہو۔ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ ؛ وہ کافر مرد، کافر عورتیں داعی ہوتے ہیں، بلاتے ہیں، بہکا کر لے جاتے ہیں۔ اِلَى النَّارِ ؛ دوزخ کی طرف۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا ؛ اور اللہ بلاتا ہے۔ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ ؛ جنت اور مغفرت کی طرف۔ بِاِذْنِهٖ ؛ اپنی مرضی سے، اپنی اجازت سے، اپنی عنایت سے۔ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ ؛ اور اللہ اپنی نشانیاں، اپنے احکام، اپنے دلائل، اور حکمتیں بیان فرماتا ہے۔ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے لئے۔ لَعَلَّهُمْ ؛ شاید کہ وہ، تاکہ وہ۔ يَتَذَكَّرُوْنَ ؛ ان کو یاد دہانی کی جائے، اور واقعات سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔

ترجمہ :- اور مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو اور مشرک عورت سے مسلمان لونڈی بہتر ہے گو وہ تم کو پسند ہی ہو اور مشرک مردوں کے نکاح میں مسلمان عورتیں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ۔ اور بے شک مشرک سے تو مسلمان غلام بہتر ہے اگرچہ وہ تم کو بھلا ہی معلوم ہو ۔ یہ (کفار) تم کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی عنایت و مرضی سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے احکام و نشانیاں لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں (اور یاد رکھیں) ۔

صاحبو ! آج کل جنگ ہائے عظیم میں لاکھوں نہیں کروڑوں کفار مارے جا رہے ہیں ، ان کی عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں ۔ وہ تم کو اپنے حسن و جمال ، دل کش قیل و قال سے فریفتہ کرنے کی کوشش کریں گی ۔ اپنے مال و منال کا لالچ دیں گی ۔ دیکھنا ! تم ان سے بچنا ۔ ان کافر عورتوں سے غریب مسلمان عورتیں بہتر ہیں اور دیکھو کافر بھی مسلمان عورتوں کو بہکا کر لے جانے کی کوشش کریں گے ۔ دیکھنا ! ان سے بچنا ۔ مسلمان عورت کا کبھی کافر سے نکاح نہ کر دینا ۔ غیر قوموں سے شادی بیاہ کیا جاتا ہے تو عقائد خراب ، اخلاق خراب ، تمدن خراب ، خاندان سے روابط خراب ہو جاتے ہیں اور بالآخر دوزخ کے ایندھن ہو جاتے ہیں ۔

غیر قوموں سے شادی کا نتیجہ برا ہوتا ہے

دوستو ! ہمارے سامنے دونوں قسم کے واقعات پیش ہیں ۔ مشرک عورتوں نے لائق اور سربرآوردہ مسلمانوں کے بچوں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا ۔ آخر میں زنار گلے کا ہار ہو گیا ۔ نہ دنیا کی راحت ہے نہ آخرت میں اُمید مغفرت ۔

صاحبو ! اس سے بدتر مسلمان عورت کا کافر سے نکاح کر لینا ہے ۔ جب تک اتنی آزادی پھیلی نہ تھی ایسے واقعات نہیں ہوتے تھے ۔ ایک بیسوا مسلمان عورت بھی کافر سے تعلق پیدا کرنے کو مکروہ سمجھتی تھی ۔ اللہ اکبر ! آج کل کیسا زمانہ آ گیا ہے ! مسلمان عورتیں کافروں سے شادی کر رہی ہیں اور ان کے بزرگ ان کو دُعائے برکت دیتے ہیں ۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ؛

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّـوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۲۲۲

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ ؛ اور تم سے سوال کرتے ہیں ، پوچھتے ہیں ۔ عَنِ الْمَحِيْضِ ؛ حیض کے متعلق ۔ حَاضَ ؛ جاری ہوا ، بہا اسی سے حوض بھی ہے ۔ اسی سے حَیض ـــ مَحِیض اور استحاضہ بھی ہے ۔ محیض ؛ حیض اور زمانہ حیض دونوں کے لئے آتا ہے

عورتوں کے دونوں نلوں میں فضول خون جمع ہوتا رہتا ہے اور مہینہ پر وہ انڈے جن میں خون جمع رہتا ہے پھوٹ جاتے ہیں اور خون جھرنے لگتا ہے۔ اس خون کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہر مہینہ جاری رہتا ہے۔ استحاضہ وہ خون ہے جو رگ سے نکلتا ہے، اس کا خون سرخ ہوتا ہے۔ یہ بیماری ہے۔ دس دن سے زیادہ خون جاری ہو تو وہ حیض نہیں، استحاضہ ہے۔ قُلْ هُوَ اَذًى ؛ تم کہو کہ وہ ایک اذیت دہ چیز ہے۔ نجاست اور ناپاکی ہے، گندگی ہے۔ فَاعْتَزِلُوْا ؛ پس علحدہ ہو جاؤ، عزلت اختیار کرو، اجتناب کرو، الگ رہو۔ النِّسَاءَ ؛ عورتوں سے۔ فِي الْمَحِيْضِ ؛ ماہواری ایام میں۔ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ ؛ اور ان کے قریب نہ جاؤ، ان کے پاس نہ پھٹکو یعنی جماع نہ کرو۔ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ؛ یہاں تک کہ وہ طاہر ہو جائیں، پاک صاف ہو جائیں۔ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ ؛ جب نہا دھو کر پاک صاف ہو جائیں یا پوری مدت ہونے کی وجہ سے یقینی طہارت ہو جائے۔ فَأْتُوْهُنَّ ؛ تو ان کے پاس جاؤ۔ مِنْ حَيْثُ ؛ جس جگہ سے۔ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؛ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے، امر کیا ہے۔ دیکھنا! خلاف فطرت کوئی کام نہ ہو، محنت رایگاں نہ ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ۔ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ محبوب رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو۔ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ؛ اور محبوب رکھتا ہے خوب طہارت کرنے والوں کو۔

اگر تم سے کوئی کام خلاف مرضیٔ الٰہی ہو گیا ہو تو توبہ کرو۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ طہارت، صفائی ستھرائی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ طہارت سے تَطَهُّرْ میں زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی لئے حنفی مذہب میں نہانے میں کلی کرنا، ناک میں پانی لینا بھی فرض ہے کہ پوری طرح طہارت حاصل ہو۔

ترجمہ:- لوگ تم سے ماہواری ایام کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تم کہو وہ ایک ایذا دہ چیز ہے (ناپاکی ہے) پس اس زمانہ میں عورتوں سے الگ رہو (ان کے قریب نہ ہو) یہاں تک کہ وہ پاک صاف (اور طاہر) ہو جائیں۔ جب (نہا دھو کر) پاک صاف (اور طاہر) ہو جائیں، تو ان کے پاس جاؤ مگر اسی جگہ سے جس جگہ کا خدا نے حکم دیا ہے۔ خدا توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور طہارت پسندوں کو بھی محبوب رکھتا ہے۔

اسلام میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی طہارتیں اہم ہیں۔ اگر نہانے سے ظاہری طہارت ہوتی ہے تو توبہ سے باطنی طہارت ہوتی ہے۔ توبہ کرنے والا گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

توبہ سے باطنی طہارت ہوتی ہے

اس سے پہلے شادی بیاہ اور نکاح کا ذکر آیا تھا۔ اسی کے سلسلہ میں عورتوں سے پرہیز کرنے کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ جہاں کافر مرد اور عورتوں سے احتراز کرنے کا حکم ہے مسلمان مرد عورتوں کو ایام مخصوص میں بھی اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

نِسَآؤُكُمْ ؛ تمہاری بیبیاں ۔ حَرْثٌ لَّكُمْ ؛ تمہاری کھیتی ہیں ۔ جس طرح کھیتی میں پھل پھول پیدا ہوتے ہیں ، بیبیوں سے بھی اولاد ہوتی ہے تو تمہارا مقصد بیبیوں سے ملنے سے صرف لذت نہ رہنا چاہئیے بلکہ اولادِ صالح کا پیدا ہونا منشا ہو کیوں کہ وہ صدقۂ جاریہ ہے ، خیرِ متعدی ہے ، باقیاتِ صالحات سے ہے ۔ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ ؛ پس تم اپنی کھیتی کے پاس جاؤ ۔ أَنّٰى شِئْتُمْ جس طریقہ سے تم چاہو ۔ اَنّٰی کے بعد فعل آئے تو کَیْفَ کے معنی دیتا ہے ۔ محل ایک ہو تو آسن کا مختلف ہونا کوئی مانعِ امر نہیں اوہام پرستی اسلام کا کام نہیں ۔ مبارک اور منحوس کو اس کام میں کیا دخل ہے ۔ وَقَدِّمُوْا اور پیش بندی کرو ، پہلے سے تیاری کرو ۔ لِاَنْفُسِكُمْ ؛ اپنے لئے ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے ڈرو ، تقویٰ اختیار کر ۔ وَاعْلَمُوْا ؛ اور جان رکھو ۔ اَنَّكُمْ ؛ کہ تم ۔ مُلٰقُوْهُ ؛ اس سے ملاقات کرنے والے ہو ، اس سے ملنے والے ہو ، اس کو منہ دکھانا ہے ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ اور مومنوں اور ایمان داروں کو بشارت اور خوشخبری دو ۔ کس بات کی ؟ اپنے محبوب سے ملنے کی ، اس کے دیدار کی ، اس سے ملاقات کی ۔

ترجمہ :- تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتی ہیں ۔ تم اپنی کھیتی کے پاس جس طرح (اور جس وضع سے) آنا چاہتے ہو آسکتے ہو اور کچھ اپنے لئے پہلے سے تیاری کر رکھو اور اللہ سے ڈرو (تقویٰ کا توشہ اپنے ساتھ لے لو ۔ یہ سفر بڑا دشوار اور کٹھن ہے اس کی تیاری کرلو) اور جان رکھو کہ (تم کو خدا کو منہ بتانا ہے) تمہاری اس سے ملاقات ہونے والی ہے ۔ مومنین کو اس کی بشارت دے دو (تاکہ دل میں قوت پیدا ہو اور تعبِ سفر دور ہو) ۔

مجوسیوں اور ہندوؤں کے پاس ایامِ مخصوص میں اس قدر پرہیز کیا جاتا ہے کہ عورت کو گھر سے باہر کردیتے ہیں ۔ اب وہ چاہے تین دن کے زمانہ کو دس کا ہی ظاہر کرے یا اس سے زیادہ بتلائے ۔ اور نصرانیوں کے پاس ان ایام میں بھی قربت سے ممانعت نہیں ۔ اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے ، اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط ۔ ایک گھر میں مل جل کر رہ سکتے ہیں ، کھا پی سکتے ہیں ۔ صرف جماع سے ممانعت ہے کیونکہ طبی طور سے اس میں بڑے نقصانات ہیں ۔ اسلام میں وظیفۂ زوجیت کو بے محل استعمال کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے ۔ اگلی قوموں کو خدا نے اسی وجہ سے تہ و بالا اور تباہ و برباد کردیا ۔ کیونکہ جب تم خود اپنی قوم کی بقا نہیں چاہتے اور وہ کام نہیں کرتے جس سے قوم کے افراد بڑھیں تو خدا تم کو تباہ کردے گا ۔

میاں بیوی کے تعلقات کے ضمن میں خدائے تعالیٰ نے قسم کا بھی ذکر فرما دیا ہے کیوں کہ کبھی ناخوشی پیدا ہو کر قسم ، عہد اور طلاق تک نوبت آجاتی ہے ۔ فرماتا ہے :-

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ ؛ اور خدا کو نہ بناؤ ۔ عُرْضَةً ؛ آڑ ، نشانہ ، حیلہ ، بہانہ ، مانع و مزاحم ۔ لِاَيْمَانِكُمْ ؛ تمہاری قسموں کے لئے ۔ اَيْمَانٌ جمع يَمِيْنٌ ہے ؛ اصل میں یمین سیدھے ہاتھ کے معنے میں ہے ۔ قسم اور عہد کے وقت انسان ہاتھ پر ہاتھ

مارتا ہے۔ اَنْ تَبَرُّوْا ؛ کہ قسم میں پورے اُترو، نیکی کرو۔ کسی اچھی بات کے نہ کرنے پر قسم کھائی ہو تو قسم کے توڑنے میں نیکی ہے۔ بری بات سے پرہیز کرنے پر قسم کھائی ہے تو اس کے پابند رہنے میں بھلائی ہے۔ وَتَتَّقُوْا ؛ اور تقویٰ اختیار کرو، پرہیز گار بنو۔ وَتُصْلِحُوْا ؛ اور اصلاح کرو، بگڑی کو بناؤ، صلح کرادو۔ بَيْنَ النَّاسِ ؛ لوگوں میں وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ۔ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؛ تمہاری باتوں کو سنتا اور تمہارے حالات کا علم رکھتا ہے۔

ترجمہ:- (مسلمانو!) اور خدا (کے نام) کو تم اپنی قسموں کے لئے آڑ (اور نشانہ) نہ بناؤ کہ وہ تم کو لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے، تقویٰ اختیار کرنے اور لوگوں میں صلح کرادینے سے مانع و مزاحم ہو۔ اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ ؛ اللہ تم سے مواخذہ نہیں کرتا، تمہاری قسموں پر گرفت نہیں کرتا، سزا نہیں دیتا۔ بِاللَّغْوِ ؛ بیہودہ، بے معنی، بے اعتبار، بے ارادہ۔ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ؛ تمہاری قسموں میں۔ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ ؛ اور مگر تم سے مواخذہ کرتا ہے، گرفت کرتا ہے، سزا دے گا۔ بِمَا كَسَبَتْ ؛ اس قسم پر جس میں گناہ کمایا۔ قُلُوْبُكُمْ ؛ تمہارے دلوں نے، یعنی جھوٹ قسمیں خلاف واقعہ قسمیں، لوگوں کو غلط باور کرنے والی قسمیں۔ وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ۔ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ؛ توبہ کرو، نادم ہو تو وہ مغفرت بھی کرنے والا ہے اور سزا دینے میں حلم اور بُردباری فرمانے والا ہے۔

ترجمہ:- اللہ تم سے تمہاری بیہودہ (بے فایدہ) قسموں پر مواخذہ (اور گرفت) نہیں کرتا۔ مگر ان قسموں پر گرفت کرتا ہے جن کو تم نے جان بوجھ کر (لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے) کھایا ہو اور (اس پر بھی) اللہ صاحبِ مغفرت اور حلم والا ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ ؛ ان لوگوں کے لئے جو ایلاء کرتے ہیں، قسم کھاتے ہیں کہ نہ ملیں گے۔ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ؛ اپنی بیویوں سے۔ تَرَبُّصُ ؛ انتظار، توقف، مہلت۔ اس میں ظرف کی اضافت ظرف کی طرف ہے۔ اَیْ تَرَبُّصٌ فِیْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ۔ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ؛ چار مہینے۔ فَاِنْ فَآءُوْا۔ فَاءَ يَفِيْءُ فَيْئًا ؛ رجوع کرنا، اصلی حالت پر آجانا اسی سے ہے فَيْءٌ ؛ دوپہر کا اصلی سایہ۔ سَرِيْعُ الْفَيْءِ جس کا غصہ جلد اُتر جائے۔ فَيْءٌ ؛ مالِ غنیمت، وہ مال جو پہلے دشمنوں کے ہاتھوں میں تھا اور اب مسلمانوں کے ہاتھ میں رجوع کیا ہو۔ اگر اس مدت میں اپنی بیویوں کی طرف رجوع کرلیں، ان سے مل لیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ ؛

ابو داؤد ۱/۱۱۲ قسموں پر گرفت نہیں کرے

پھر بے شک اللہ ۔ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؛ غفور و رحیم ہے ۔

ترجمہ :- وہ لوگ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں سے پرہیز کرنے کی (جس کو ایلاء کہتے ہیں) انھیں چار ماہ کی مہلت ہے ۔ اگر اس مدت میں رجوع کرلیں تو اللہ غفور و رحیم ہے ۔

قسم کئی طرح کی ہوتی ہے :-

قسموں کے اقسام

(۱) یمینِ غموس ۔ گناہ میں ڈبو دینے والی ۔ غرقِ گناہ کرنے والی قسم یعنی جھوٹی قسم ۔ دھوکا دے کر، خلاف واقعہ کہہ کر کسی کو نقصان پہنچانا یمین غموس ہے ۔ اس کا کوئی کفارہ نہیں ، سراپا گناہ ہے ۔ بجز توبہ کے کوئی چیز مفید نہیں ہوسکتی ۔ اس شخص کا بخشنا ، نہ بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

افسوس ! آج کل جھوٹی قسموں کی وبا پھیل گئی ہے ۔ اس کا پیشہ اختیار کرلیا گیا ہے ۔ اصل یہ ہے کہ خوف خدا باقی نہ رہا ۔ حیا باقی نہ رہی ۔ پھر جو چاہیں کریں ۔

(۲) یمینِ لغو ۔ بے ارادہ بیہودہ قسم ۔ غفور و حلیم اس پر گرفت نہیں کرتا کیوں کہ یہ ایک بیہودگی کا کام ہے جو اس کی بدعقلی پر دلالت کرتا ہے ۔ بات بات پر " اللہ پاک کی قسم " کہنا یمین لغو ہے ۔

(۳) یمینِ منعقدہ ۔ یہ ہے کہ کسی آیندہ امر پر ارادے اور قصد سے قسم کھائے کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہ کروں گا پھر اگر وہ کام برا ہے اور اس سے بچنے کی قسم کھائی ہے تو اس کا پابند رہنا چاہیے ۔ اگر وہ نیک کام ہے تو اپنی قسم توڑ دینا چاہئے اور اچھا کام کرنا چاہئے ۔ بہرحال اس قسم کی قسم توڑنے سے کفارہ لازم ہے ۔ اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا اتنا کہ نمازی نماز پڑھ سکے یا غلام آزاد کرنا ، اگر مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھنا ۔

اس کی تفصیل سورہ مائدہ میں ہے ۔

(۴) ایلاء ۔ شوہر اپنی بیوی سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھے ۔ ایلا کی مدت اللہ نے چار مہینے مقرر کردی ہے اگر اس مدت میں ملاپ ہوگیا تو صرف کفارہ دینا ہوگا اور اس جدائی میں چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاقِ بائن پڑجائے گی ۔ طلاقِ بائن میں مرد کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہتا ۔ عورت چاہے تو خود اسی سے نکاحِ ثانی کرسکتی ہے ۔ پہلے تو ایک مہر واجب ہو ہی چکا تھا ۔ اب ایک دوسرا مہر بھی سر پر آئے گا ۔ یہ نتیجہ ہے مغلوب الغیظ ہونے کا ، ذرا ذرا سی بات پر لڑنے کا ، نامِ خدا کو نشانۂ قسم بنانے کا ۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ ؛ اور اگر طلاق کا عزم بالجزم کرلیا ہو ، پختہ ارادہ کرلیا ہو ، ملاپ کی کوئی صورت باقی نہ رہے ۔
فَاِنَّ اللّٰهَ ؛ پس بے شک اللہ ۔ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؛ سمیع علیم ہے ، تمہاری باتوں کو سنتا ہے ، دل کے حالات کا علم رکھتا ہے ۔

ترجمہ :- اور اگر ان لوگوں نے طلاق (اور جدائی) کا عزم کر ہی لیا ہے تو بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪

۲۸ ع ۷ ۱۲ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۲۸

وَالْمُطَلَّقٰتُ ؛ اور وہ عورتیں جن کو طلاق دی گئی ہے ۔ طَلْقٌ ؛ درد زہ ۔ طلاق ؛ عقد اور معاہدۂ نکاح کو توڑنا ، میاں بیوی کی جدائی ۔ طَلَقَتِ النَّاقَۃُ اِنْ حَلَّتْ مِنْ عِقَالِھَا ؛ اونٹنی کے پاؤں باندھنے کی جو رسی تھی کھل گئی ، مانع دور ہو گیا ، عورت آزاد ہو گئی ۔ یَتَرَبَّصْنَ ؛ انتظار کریں گی ، روکی رہیں گی ۔ بِاَنْفُسِھِنَّ ؛ اپنے آپ کو ، اپنے نفسوں کو ۔ ثَلٰثَۃَ قُرُوْءٍ ؛ تین حیض ۔ قُرُوْءٌ جمع ۔ قَرْءٌ یا قُرْءٌ ؛ جمع کرنا ۔ اونٹنی کا بچہ پیدا نہ ہو تو عرب کہتے ہیں ۔ مَا قَرَءَتِ النَّاقَۃُ نَسْلًا ۔ مِقْرَاۃ حوض جس میں پانی جمع رہتا ہے ۔ قِرَاءَ ت ؛ بہت سے الفاظ کا پڑھنا ، ان کا جمع کرنا ۔ قُرْاٰنٌ ؛ جس میں خدا کا کلام جمع ہے ۔ قَرْءٌ ؛ حیض ، وہ خون جو عورت کے رحم میں جمع ہوتا ہے ۔ وَلَا یَحِلُّ لَھُنَّ ؛ اور انھیں حلال نہیں ، جائز نہیں ۔ اَنْ یَّکْتُمْنَ ؛ کہ چھپائیں ۔ کَتَمَ ـ یَکْتُمُ ـ کِتْمَانًا ؛ چھپانا ، رازداری کرنا ۔ کَتْمِ عدم ؛ پردۂ عدم ۔ مَا خَلَقَ اللّٰہُ ؛ وہ حمل جس کو خدا نے پیدا کیا ۔ فِیْٓ اَرْحَامِھِنَّ ؛ ان کے رحموں میں ۔ رحم وہ جھلی جو پیٹ میں بچہ کے اطراف لپٹی ہوئی رہتی ہے ۔ اصل میں رحم کے معنی مڑنے کے ہیں ۔ دیکھو رحم کو عطوفت اور میل بھی کہتے ہیں ۔ اِنْ کُنَّ یُؤْمِنَّ ؛ اگر وہ ایمان رکھتی ہیں ۔ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؛ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ۔ بچہ اپنے باپ کا ہوگا ۔ ایک کا بچہ ایک کی طرف لگا دینا سخت گناہ ہے ۔ وَبُعُوْلَتُھُنَّ اور ان کے شوہر ۔ بُعُوْل وَبُعُوْلَۃ ۔ بِعَال جمع بَعْلٌ ؛ خاوند ، شوہر ۔ بَعَلَ الْمَرْءُ اَھْلَہٗ ؛ جماع کیا ، دل لگی کی ۔ اَحَقُّ بِرَدِّھِنَّ اپنی بیویوں کو اپنی طرف ردّ اور واپس کر لینے کے زیادہ مستحق ہیں ۔ فِیْ ذٰلِکَ ؛ اس عرصہ میں ۔ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؛ اگر اس رجوع کر لینے اور ردّ کر لینے میں اصلاح منظور ہو ۔ رجوع اس واسطے نہیں ہے کہ آج رجوع کیا اور کل طلاق دینے پر تیار ۔ وَلَھُنَّ ؛ اور ان عورتوں کو بھی حق ہے ۔ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ ؛ جیسا مردوں کو عورتوں پر حق ہے ۔ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ عرفِ عام کے مطابق ، دستور کے مطابق ، معلوم اور مشہور طریقہ کے مطابق ۔ وَلِلرِّجَالِ ؛ اور مردوں کے لئے ۔ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ ؛ عورتوں پر فوقیت ہے ، فضیلت ہے ۔ دَرَجَ ـ یَدْرُجُ ـ دُرُوْجًا ؛ چلنا ، بلندی پر چڑھنا ۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ؛ اور اللہ عزت و حکمت والا ہے ، غالب ہے ، دانا و بینا ہے ۔

ترجمہ :- اور وہ عورتیں جن کو طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک روک رکھیں اور انھیں حلال نہیں کہ وہ (اس حمل کو) جس کو خدا نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے چھپائیں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور روزِ قیامت پر ۔ اور ان کے شوہر اس عرصہ میں رجوع کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بشرطیکہ (اس رجوع کر لینے میں) اصلاح منظور ہو ۔ اور عرفِ عام کے مطابق ان عورتوں کو بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کو ہے اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے ۔ اللہ تو عزت و حکمت والا ہے ۔

توحید کی روح محبت ہے

صاحبو ! یہ آیت بڑی اہم ہے ۔ اس کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں اور دنیا ذلت کے گڑھے میں گری چلی جارہی ہے ۔ میں اس وقت چند اشارات پر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ محبت عرشِ اعظم سے اُترتی ہے اور دلوں میں متمکن ہوتی ہے ۔ محبت کیا کرتی ہے؟ امتیاز کو مٹاتی ہے ، اتحاد کو پیدا کرتی ہے ، دو کو ایک کرتی ہے ۔ توحید کی روح محبت ہے ذرا غور کرو ! ماں باپ کی اولاد ، بھائی بہن کہلاتی ہے ۔ بھائی بہن کی اولاد ، بھتیجا بھتیجی ، بھانجہ بھانجی ہوتی ہے ۔ وہ کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ میری اولاد تیری ہے اور تیری اولاد میری ؟ وہ میاں بیوی ہیں ۔ محبت نے دونوں کو ایک کردیا ہے ، غیریت کو مٹا دیا ہے من تو شدم تو من شدی ہوگیا ہے ۔ روپیہ پیسہ قرابت داروں نے دیا ، اپنی آبرو کسی نے نہ دی ۔ صرف بیوی ہے جو اپنی آبرو سے بھی دریغ نہیں کرتی ۔ افسوس ! اس زمانہ میں محبت شہر بدر کیا ، ملک بدر کردی گئی ہے لہذا وہ اگلی سی شیرینیٔ محبت باقی نہ رہی ۔ جدھر دیکھو تلخی ، ناگواری ، دشمنی اور عداوت کا زور ہے ۔

میاں بیوی کی ذمہ داریاں

صاحبو ! کبوتر کبوتری ، چڑا چڑیا ایک آشیانہ میں رہتے ہیں ، اپنے بچوں کو پالتے ہیں ، دانہ بدلی کرتے ہیں ، اپنے پیٹ میں سے نکالتے ہیں اور بچوں کو کھلاتے ہیں ، میاں بیوی کو بھی ایک گھر میں رہنا اور اپنے بچوں کو پالنا چاہیئے ۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی اپنا وقت کسی کو دیتا ہے تو اس کی پرورش اس کے آقا کے فرائض میں داخل ہوجاتی ہے ۔ ذرا عورت کی فطرت پر غور کرو ! شادی بیاہ کے بعد بیوی اُمید سے رہتی ہے ، اس کو دن چڑھ جاتے ہیں ، طبیعت پر ناگواری آجاتی ہے ۔ بار بار اس کو زمین دیکھنا پڑتا ہے ۔ ایسی حالت میں کام کاج کرنا دشوار ہوجاتا ہے ۔ جب پس ماندہ کا پیش خیمہ آتا ہے نقل و حرکت بھی دشوار ہوجاتی ہے ، اُٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہوجاتا ہے ۔ جب نورِ نظر ظاہر ہوتا ہے ، لختِ جگر پیدا ہوتا ہے تو رضاعت اور دودھ پلانے کا زمانہ آجاتا ہے اور جدید روح کی پرورش بھی لازم ہوجاتی ہے ۔ کوئی سچ کہے ، ایمانداری سے کہے ، اس کا مالی بار کون اُٹھائے گا ؟ بے شک شوہر اُٹھائے گا ؟ میاں کمائے گا بیوی بچے کھائیں گے ۔ لہذا عورتوں کے فرائض کیا ہونے چاہئیں ؟ گھر داری ، بچوں کو پالنا ان کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی لینا ، مگر افسوس ! اب کیا ہورہا ہے ؟ ہوٹل میں کھاتے ہیں ، ہاسپٹل میں تیمارداری کی جاتی ہے ۔ دم آسان ہوتا ہے تو کسی ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی کے ہاتھوں میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کا دودھ نصیب نہیں ہوتا ، ماں کی گود نہیں ملتی ، کوئی چٹی آیا بنائی جاتی ہے ، گائے بھینس کے دودھ کی شیشی اس کے لئے پستانِ مادر ہے ۔ جیسی روح ویسے فرشتے ۔ جیسی آیا ویسی بچوں کی تربیت ۔ وہ پہلی سی اولوالعزمی کہاں ؟ وہ شریف جذبات کدھر ؟ گھوڑی کے بچہ کو بھینس کا دودھ پلایا جائے تو وہ کیچڑ میں بیٹھ جاتا ہے ۔ بچہ بھینس کا دودھ پی کر انسانی صفات کا مظاہرہ کیونکر کرے گا ۔

ایک سیاہ رو کے ہاتھ میں پل کر صفاتِ طیبہ کیونکر نمایاں کر سکے گا! وہ ماں باپ سے کیوں محبت رکھے گا جب کہ ماں باپ کے آغوش میں پرورش ہی نہیں پائی ۔ میاں بھی نوکر، بیوی بھی نوکر وہ اُدھر نوکری کے لئے نکلے یہ اِدھر ۔ میاں بیمار ہیں، تڑپ رہے ہیں، بیقرار ہیں، بیوی فرماتی ہیں، صاحب! اب میرے کلب جانے کا وقت آ گیا ۔ آیا! صاحب کی اچھی طرح خدمت کر ۔

ہمارے زمانے میں بیویاں پکاتی تھیں، خانہ داری کرتی تھیں، کپڑے سیتی تھی، غیر مرد کے سامنے اپنے کپڑوں کو جانے نہیں دیتی تھیں ۔ بعض تو گھر ہی میں کپڑے دھلواتی تھیں ۔ اب باورچی کھانا پکاتا ہے، درزی کپڑے سیتا ہے، دھوبی کپڑے دھوتا ہے، یا کپڑے واشنگ کمپنی میں جاتے ہیں ۔ روپیہ برباد ۔ صحت برباد ۔ تربیت برباد ۔ خانہ خراب ۔ محبت برباد ۔ اب آرام کہاں؟ راحت کدھر؟ خوش حالی کس مقام میں؟ ایک میرے دوست کہتے تھے کہ یورپ کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی کسی یورپین کو یقین دلا دے کہ اس تعویذ سے تیری بیوی تجھے چاہے گی، تجھ سے محبت رکھے گی، اس کے دل میں تیری ہمدردی پیدا ہوجائے گی تو وہ یورپین اپنی آدھی دولت دینے کو تیار ہوجائے گا ۔ اللہ اکبر! ہم کس زمانہ میں ہیں اور کیا دیکھ رہے ہیں! العیاذ باللہ! یہ لوگ ایک قسم کے جہنم میں رہتے ہیں، اپنے مستقر میں رہتے ہیں ۔ جہنم میں رہنے کی ابتدا ان کے لئے یہیں سے ہوچکی ہے ۔ ہم کو ہمارے بیوی بچوں کو جنت مبارک ۔

صاحبو! اس اُصولی بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو ۔ جس بات کی اور جتنی ضرورت ہے اس کا علم رکھنا چاہیئے ۔ ضرورت سے زیادہ فضول ہے ۔ عورت کو ضرورت ہے کھانے پکانے، دوا دارو کرنے، اولاد کی پرورش کرنے، ابتدائی تعلیم دینے، ضروری لکھنے پڑھنے کی ۔ بے شک اس کا علم حاصل ہونا ضروری ہے ۔ جس طرح ہر مسلمان مرد سپاہی ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے مسلمان عورت کو بھی سپاہ گری سے کچھ حصّہ ملنا چاہیئے جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں ۔ اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ عورتیں بھی چار مردوں سے نکاح کر سکتی ہیں جس طرح کہ مرد چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں ۔ یہ اسلام ہے یہ مسلمان ہیں ۔ پانڈو نہیں ہیں ۔ جہاں مثل کا لفظ آیا ہے وہاں بالمعروف کا بھی لفظ آیا ہے یعنی معلوم و مشہور طریقہ کے مطابق ۔ اس طریقے کے مطابق جو حضرتؐ کے زمانے میں رائج تھا ۔ عرفِ عام بہت بڑا قاضی ہے ۔ اس زمانے میں روز ایک نیا رواج پیدا کرلیں تو اس پر اسلام میں احکام جاری نہیں ہوسکتے ۔ ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ قرآن میں یہ بھی تو ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے ۔ مردوں کو کیا فوقیت ہے؟ مرد پالنے والا ہے، پرورش کرنے والا ہے، مالی بار اُٹھانے والا ہے ۔ اور ہم نے بیان کردیا ہے کہ جو نوکر رکھتا، مالی بار اُٹھتا ہے ۔ وہ حکومت بھی کرے گا ۔ مردوں کی فوقیت ناقابلِ انکار ہے ۔ اس جنگِ عظیم میں کون لڑ رہے ہیں؟ لاکھوں اور کروڑوں کون مر رہے ہیں؟ مرد ۔ ہند اور پاکستان تو کیا یورپ اور امریکہ میں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد ہی ہیں ۔ عورتوں کا دماغ مردوں کے دماغ سے چھوٹا ہوتا ہے، کم وزن ہوتا ہے ۔ اگر عورتیں زیادہ دماغی محنت کریں تو دیوانی ہوجاتی ہیں، ان کا دماغ خراب ہوجاتا ہے ۔ ایک آدھ عورت علمی لیاقت میں ممتاز ہو بھی گئی تو کیا، حکم عمومیت پر ہی دیا جاتا ہے نہ کہ اتفاقی اور خصوصی حالت پر ۔ بعض مرغیاں اذان بھی دیتی ہیں، ایسے اتفاقات پر کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا ۔

عدمِ نکاح کی وجہ سے اولاد، غیر اولاد کی تمیز باقی نہیں رہتی اور پالنا پرورش کرنا جو مردوں کا خاصہ ہے وہ بھی باقی نہیں رہتا ۔ طبعی زندگی غیر طبعی، غیر فطری ہوجاتی ہے ۔ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ ۔

عورت اور مرد کے حقوق

نکاح سے مقصد اولادِ صالح کا پیدا ہونا اور اُمت کی کثرت ہے۔ اگر کثرتِ اُمت کا لحاظ نہ رکھا جائے اور ضبط تولید برتھ کنٹرول پر عمل کیا جائے تو سو سال میں ایک آدمی بھی دنیا میں باقی نہ رہے گا۔ اگر کوئی پیر فرتوت رہ جائے تو رہ جائے۔ عورت کے حمل اور رضاعت کے زمانے میں کثرتِ اُمت نہیں ہوسکتی لہٰذا مردوں کو تعددِ ازدواج کی اجازت دی گئی نہ کہ عورتوں کو۔ اسلام نے تعددِ ازدواج کو پیدا نہیں کیا بلکہ غیر محدود نکاحوں کو چار تک محدود کردیا۔ اس جنگِ عظیم میں لاکھوں کیا، کروڑوں مرد مارے جارہے ہیں اور عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اگر تعددِ ازدوج کی اجازت نہ دی جائے تو یہ بیوہ عورتیں کس طرح بسر کریں گی۔ کون ان کا متکفل ہوگا۔ یہ اسلامی اُصول ہے اور لوگ مجبور ہیں کہ اس پر عمل کریں۔

اسلام نے نکاح کو چار تک محدود کیا

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ‌ؕ وَلَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡـــًٔا اِلَّاۤ اَنۡ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ‌ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ‌ؕ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا ۚ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ؛ طلاقِ رجعی دو ہوتی ہیں۔ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ ؛ پھر روک رکھنا، قاعدۂ معلوم کے مطابق، دستور کے موافق، عرفِ عام کے مطابق۔ مَسَکَ ؛ پکڑا، روکا۔ اَمۡسَکَ ؛ پکڑا، روکا۔ مُمۡسِکٌ ؛ بخیل۔ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ یا چھوڑ دینا حسنِ معاملہ یا خوبی کے ساتھ یعنی تیسری طلاق دے دینا۔ سَرَحَ ۔ یَسۡرَحُ ۔ سَرۡحًا ؛ چرنا، چرانا۔ لازم اور متعدی دونوں ہیں۔ سَرَّحَ ؛ باب تفعیل سے چرنے چھوڑنا، روانہ کردینا۔ وَلَا يَحِلُّ لَـكُمۡ ؛ اور تم کو حلال نہیں، جائز نہیں۔ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا ؛ کہ لے لو۔ یہ فاعل ہے لَا یَحِلُّ کا۔ مِمَّآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ ؛ جو کچھ کہ تم نے ان کو دیا ہے۔ شَيۡـــًٔا کی صفت ہے۔ اِلَّاۤ اَنۡ يَّخَافَا ؛ مگر یہ کہ ڈریں۔ اس سے مراد میاں بیوی کے طرف کے حَکَم ہیں۔ اَلَّا يُقِيۡمَا ؛ کہ قائم نہ رکھ سکیں گے۔ يَخَافَا کا مفعول ہے۔ حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؛ حدودِ خدا کو، احکامِ الٰہی کو۔ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ ؛ اے حکمو! تم کو اگر خوف ہو۔ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؛ کہ میاں بیوی احکامِ الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا ؛ تو میاں بیوی پر کوئی گناہ نہیں۔ فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ ؛ اس مال کے دینے میں جس سے میاں کے ہاتھ سے بیوی کو رہائی ہو اور بیوی فدیہ کے طور پر مہر واپس کردے یا کچھ اور زیادہ دے۔ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؛ یہ اللہ کے حدود ہیں۔ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا ؛ ان سے تجاوز نہ کرو۔ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ ؛ اور جس نے تجاوز کیا۔ حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؛ اللہ کے حدود سے۔ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ؛ سو وہی ظالم ہیں۔

ترجمہ :- طلاق (رجعی) دو ہی ہوتی ہیں (یعنی وہ طلاق جس میں میاں بغیر تجدیدِ نکاح کے رجوع کرسکتا ہے دو ہی ہیں) پھر دستور کے موافق اپنی بیوی کو زوجیت میں باقی رکھے یا حسن و خوبی سے چھوڑ دے ۔ اور تم کو حلال نہیں کہ تمہارے دیئے ہوئے مہر سے کچھ واپس لے لو مگر یہ کہ حکموں کو خوف ہو کہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے (اور احکامِ الٰہی کے پابند نہ رہیں گے) پس اگر تم کو ایسا خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کے حدود کو قایم نہ رکھ سکیں گے تو بیوی (مہر معاف کرکے یا اس کو واپس کرکے) کچھ دے کے اپنی جان چھڑا لے تو ان (میاں بیوی) پر کوئی گناہ نہیں ۔ یہ اللہ کے حدود ہیں (احکامِ الٰہی ہیں) ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کے حدود سے تجاوز کریں گے وہی ظالم ہیں ۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ

وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾

فَإِنْ طَلَّقَهَا ؛ پھر اگر ان دو طلاقوں کے بعد اور ایک طلاق دے دے یعنی تیسری طلاق دے ۔ فَلَا تَحِلُّ لَهُ ؛ تو وہ عورت اس کو حلال نہ ہوگی ۔ یعنی اس سے نکاح نہ ہوگا ۔ مِنْ بَعْدُ ؛ اس کے بعد ۔ بَعْدُ کا مضاف الیہ محذوف ہے ۔ اَیْ مِنْ بَعْدِ هٰذَا ؛ جب مضاف الیہ محذوف ہو تو بَعْد کا لفظ اور دوسرے ظروف ضمہ پر مبنی ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے مِن کی وجہ سے جر نہیں آیا ۔ حَتّٰی تَنْكِحَ ؛ یہاں تک کہ وہ عورت نکاح کر لے ۔ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؛ ایک دوسرے خاوند سے ۔ تین طلاق کے بعد کسی طلاق کا حق باقی نہیں رہتا ۔ تین طلاق کو طلاقِ مغلظہ کہتے ہیں ۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا ؛ اگر دوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دی ۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؛ تو ان مرد اور عورت پر کوئی گناہ نہیں ۔ اَنْ يَّتَرَاجَعَا ؛ کہ دونوں رجوع کرلیں ، پہلے خاوند سے پھر نکاح کیا جائے ۔ اِنْ ظَنَّا ؛ اگر ان دونوں نے گمان کیا ، ظنِ غالب رکھا ۔ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؛ کہ حدود اللہ کو قائم رکھیں گے ۔ نکاح و طلاق بڑی اہمیت رکھتے ہیں ، ان کو کھیل ٹھٹا نہ بنانا چاہئے ۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؛ اور یہ اللہ کے حدود ہیں یہ خدا کی حد بندیاں ہیں ۔ يُبَيِّنُهَا ؛ ان کو اللہ بیان کرتا ہے ۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ؛ اس قوم کے لئے جو علم رکھتی ہے ، ان لوگوں کے لئے جو خیر و شر کو سمجھتے ہیں ، صاحبِ علم و تمیز ہیں ، جن کے دلوں میں احکامِ الٰہی کی وقعت ہے ۔

ترجمہ :- اگر شوہر نے اس عورت کو پھر طلاق دی تو اس کے بعد عورت ہرگز حلال نہ ہوگی (نہ اس سے نکاح ہوسکے گا) اس کے بعد یہاں تک کہ وہ عورت کسی اور شوہر سے نکاح کرلے ۔ پھر اگر وہ دوسرا

شوہر بھی اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ (نئے سرے سے پھر نکاح کی طرف) رجوع کریں ۔ بشرطیکہ ان دونوں کو ظنِ غالب ہو کہ حدودِ الٰہی کی پابندی کریں گے (اور ان کو قائم رکھیں گے) یہ حدود اللہ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ بیان کرتا ہے اہلِ علم قوم کے لئے ۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُۥ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوٓا۟ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ
هُزُوًا ۚ وَٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ وَٱلْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِۦ ۚ
وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٣١﴾ ۲۹ ع ۳ ۱۳

وَاِذَا طَلَّقْتُمْ ؛ اور جب تم نے طلاق دی ۔ النِّسَآءَ ؛ عورتوں کو ۔ فَبَلَغْنَ ؛ پھر وہ پہنچ گئیں ۔ اَجَلَهُنَّ ؛ اپنی عدت کو، مدت کو ۔ فَاَمْسِكُوْهُنَّ ؛ پھر روک لو ان کو ۔ بِمَعْرُوْفٍ ؛ معلوم طریقے سے ، عرفِ عام کے مطابق ، حسبِ دستور ۔ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ ؛ یا چھوڑ دو ان کو ، یا آزاد کردو ان کو ۔ بِمَعْرُوْفٍ ؛ دستور کے موافق ۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ؛ اور نہ روک رکھو ان کو ۔ ضِرَارًا ؛ ضرر پہنچانے کے لئے ۔ لِتَعْتَدُوْا ؛ حدودِ معینہ سے تجاوز کرنے کے لئے ، تعدی اور ایذا رسانی کے لئے ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ؛ اور جس نے ایسا کیا ۔ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؛ پس اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ، اس کا خمیازہ خود اس کو بھگتنا پڑے گا ۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا ؛ اور نہ بنالو ۔ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؛ اللہ کی آیتوں کو ، احکامِ خداوندی کو ۔ هُزُوًا ؛ مسخرا پن ، ٹھٹا ، دل لگی ، ہنسی ۔ وَاذْكُرُوْا ؛ اور یاد کرو ، ذکر کرو ۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ ؛ اللہ کی نعمت کو ، اس کے احسان کو ۔ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر ۔ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ ؛ اور جو اُتارا تم پر ۔ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ ؛ کتاب وحکمت سے ۔ مَا اَنْزَلَ کا بیان ہے ۔ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؛ اس سے تم کو وعظ کرتا ہے ، نصیحت کرتا ہے ، پند دیتا ہے ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے ڈرو ۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور خوب جان لو ۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ اللہ ۔ بِكُلِّ شَيْءٍ ؛ ہر شئے کو ، ہر چیز سے ۔ عَلِيْمٌ ؛ باخبر ہے ، واقف ہے ، علم رکھتا ہے ، تمہارے کرتوتوں کو جانتا ہے ۔

ترجمہ :- اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو ان کو یا تو دستور کے موافق رکھ لو یا دستور کے موافق چھوڑ دو اور ان کو ضرر پہنچانے اور ان پر تعدی کرنے کے لئے نہ روکو اور جس نے ایسا کیا تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا ۔ اور خدا کے احکام سے مسخرا پن نہ کرو ۔ (اس کو دل لگی نہ بناؤ) اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہوئی ہیں ، اور یہ (احسان بھی یاد رکھو) کہ اس نے تم پر

کتاب و حکمت نازل فرمائی ۔ اللہ تم کو سمجھاتا ہے (پند دیتا ہے) اللہ سے ڈرو ۔ اور یہ جان رکھو کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے (اور اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے) ۔

صاحبو ! نکاح اور طلاق بچوں کا کھیل نہیں ہے ۔ تمدن کا دار و مدار شادی بیاہ پر ہے ، ازدواج پر ہے ۔ گاڑی کے دونوں بیل برابر چلیں تو گاڑی چلتی ہے ۔ ایک نے شرارت کی اور اڑیل بن گیا ۔ لاکھ مارو آگے نہیں چلتا تو ظاہر ہے کہ گاڑی چلنا موقوف ہوجائے گی ۔ طلاق کے مسائل بہت اہم ہیں ۔ ان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان کے سمجھنے میں قسم قسم کی غلط فہمیاں ہورہی ہیں ۔ میں چند اُصولوں کی طرف اشارات کرتا جاؤں گا ۔ اللہ اس سے مسلمانوں کو فایدہ عطا کرے ۔

عربوں کے پاس عورتوں پر بڑا ظلم کیا جاتا تھا ۔ نہ انسانیت سے رکھتے نہ آدمیت سے چھوڑتے ۔ طلاق دیتے ، عدت ختم ہونے کو ہوتی رجوع کرلیتے ۔ اسلام نے دو مرتبہ سے زیادہ رجوع کرنے کا حق نہیں دیا ۔ تیسری دفعہ میں یا تو اِدھر یا تو اُدھر ۔ نہ کہ بیچ میں اُدھر ۔

ان مسائل میں چند اصطلاحات آئیں گی ۔ میں پہلے انھیں کو بیان کرنا چاہتا ہوں :-

نکاح میاں بیوی کا ایک معاہدہ ہے جس میں ایک طرف سے سرپرستی و پرورش ہے تو دوسری طرف سے اطاعت و فرماں برداری ۔ نکاح ایک دائمی معاہدہ ہے ۔ بعض دشواریوں کی وجہ سے کبھی ٹوٹ بھی جاتا ہے ۔ اسی کا نام طلاق ہے ۔ چند روز کے لئے ایسے تعلقات کے قایم کرنے کا نام متعہ ہے جس کو اللہ اور رسولؐ نے حرام کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ؛ عورت سے ازدواجی فایدہ اُٹھانے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو بیوی ہو جو وارث ہوتی ہے یا شرعی لونڈی ہو ۔ ممتوعہ نہ بیوی ہے کہ وارث ہو نہ لونڈی ہے کہ جائز ہو ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے حجۃ الوداع میں متعہ کو حرام فرمایا ہے ۔ (ترمذی)

متعہ کا حکم

طلاق کی کئی قسمیں ہیں :-

طلاق کی قسمیں

طلاقِ رجعی وہ طلاق جس میں بغیر نکاحِ جدید کے میاں بیوی کو رجوع کرسکتا ہے ۔ طلاقِ رجعی دو دفعہ ہوسکتی ہے ۔ اس سے زیادہ نہیں ۔

طلاقِ بائن وہ طلاق جس میں میاں بیوی ایک دوسرے سے جُدا ہوجاتے ہیں ۔ اگر پھر ملنا چاہیں اور بیوی بھی ملنے کے لئے راضی ہو تو نکاح جدید اور مہرِ جدید کی ضرورت ہوگی ۔

طلاق بائن میں ایسے لفظ ہوتے ہیں جو طلاق کی شدت و قوت پر دلالت کرتے ہیں ۔ مثلاً جُدا کردینے والا طلاق ۔ پہاڑ برابر طلاق ۔ کنایات میں جب طلاق مراد ہوتی ہے تو بائن ہوتی ہے جیسے تم اپنے میکہ میں چلی جاؤ ۔ آج سے تمہاری مہار تمہاری گردن پر ۔

طلاقِ مغلظہ تیسری طلاق ۔ اس کے بعد عورت بالکل آزاد ہوجاتی ہے ، اگر اس سے دوبارہ نکاح کرنا بھی چاہے تو ہرگز نہیں کرسکتے ۔ ہاں اگر وہ کسی اور سے نکاح کرلے اور وہ طلاق بھی دے دے تو نئے سرے سے پھر سلسلۂ ازدواج شروع ہوگا اور مرد کو تین طلاق کا حق پیدا ہوجائے گا ۔

طلاق دینے کا صحیح طریقہ

شرع شریف میں صحیح طریقہ طلاق دینے کا اس طرح ہے ۔ طہر اور پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دیں ، مہینے بھر میں میاں بیوی کا غصہ نہ اُترا اور باہمی ناخوشی قائم رہی تو دوسرے طہر میں پھر اور ایک طلاق دے گا ۔ اگر اس مہینہ میں بھی غصہ نہ اُترا اور ملاپ کی کوئی صورت نہ پیدا ہوئی تو پھر طہر میں ایک اور طلاق دے گا جو تیسری اور آخری ہوگی ۔ طلاق کے زمانے میں بیوی میاں کے گھر رہے گی اور شوہر اس کا نفقہ اور خرچہ دے گا ۔ اس طرح گزارنے کو عدت کہتے ہیں ۔ عدت میں بہت سے فایدے ہیں ۔ نسل میں خلط نہیں ہوتا ، ایک کا بچہ ایک کی طرف منسوب نہیں ہوتا ۔ طلاق یافتہ عورت اس عرض مدت میں اپنے قرابت داروں کو طلب کرسکتی ہے ۔ عدت تین حیض تک ہے ۔ اگر حیض نہیں آتا تو تین مہینے ۔ لونڈی ہو تو دو حیض ۔ حیض نہیں آتا تو ڈیڑھ مہینہ ۔ خاوند مرگیا ہو تو تقریباً ڈیوڑھی عدت یعنی چار مہینے دس دن ۔ اگر حاملہ ہو تو بچہ کا تولد ہوجانا ۔ عورت کو اگر طلاق دی گئی ہے اور جماع یا خلوت صحیحہ واقع ہوگئی تھی یعنی جماع کا موقعہ دیا گیا تو پورا مہر دینا ہوگا ۔ اور جماع نہ ہوا تو نصف مہر ۔ اگر جماع بھی نہ ہو اور مہر بھی متعین نہ تھا تو دو جوڑے کپڑوں کے دینا چاہئے ۔

کیا دو یا تین طلاقیں ایک وقت میں دی جاسکتی ہے ؟ اگر دی جائیں گی تو پڑ جائیں گی مگر خلاف سنت ہوگا ۔ اگر کسی نے طلاق ۔ طلاق ۔ طلاق تین دفعہ کہا تو اس کا کیا حکم ہے ؟ رسولِ خدا ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں طلاق کا لفظ مکرر سہ کرر تاکیداً کہا جاتا تھا اور مقصود ایک ہی طلاق رہتی مگر حضرت عمرؓ کے زمانے میں محاورہ بدل گیا ۔ آپ نے زبان دانوں سے مشورہ کیا تو سب نے باتفاق فیصلہ کیا کہ اس وقت اس لفظ کی تکرار تاکیداً نہیں ہے بلکہ تجزیۃً ہے یعنی ہر دفعہ ایک مستقل طلاق مقصود ہے لہذا تاکید کی صورت میں ایک طلاق اور تجزیہ کی صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی ۔

اس مقام میں علماء کو بہت غلط فہمیاں ہوئی ہیں ، اور وہ رسولِ خدا ﷺ کے دین کو سمجھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یا کوئی اور منسوخ کرسکتا ہے ۔ یہ ان کی ذاتی کم فہمی ہے جو واجب الاحتراز ہے ۔

خلع کس کو کہتے ہیں ؟ میاں اور بیوی میں ناچاقی اور اختلاف پیدا ہوجائے اور لاکھ سلجھانا چاہیں نہ سلجھے تو اخر العلاج الکی کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا تو داغ دیتے ہیں ۔ وفاق ممکن نہ ہو تو فراق ہے ۔ صحیح قرآنی طریقہ یہ ہے کہ میاں بیوی میں نااتفاقی پیدا ہوجائے تو میاں کے خاندان کا ایک آدمی اور بیوی کے خاندان کا ایک آدمی حکم بنائے جائیں ، اتفاق پیدا ہوجائے تو الحمد للہ ۔ اتفاق پیدا نہ ہوسکے تو وہی الفراق الفراق ۔ ایک عام غلطی یہ ہورہی ہے کہ لوگ ناصح ، مشفق اور حَکَم میں تمیز نہیں کرتے ۔ صرف نصیحت کرنا ناصحِ مشفق کا کام ہے ۔ حَکَم حُکم کرتا ہے ، فیصلہ چاہے کسی کے موافق ہو یا مخالف ، حَکَم کا حکم واجب التعمیل ہوتا ہے ۔ حَکموں کے حکم کے باوجود اگر کوئی طلاق نہ دے تو جہاں قاضی ہے قاضی طلاق دے گا ۔ قاضی بحیثیت وکیل کے طلاق دے گا ۔ دیکھو ! مسئلہ عنین ۔ لعان ۔ ناقابل برداشت مرض میں قاضی طلاق کا حکم دے گا ۔ اگر عدول حکمی

کی جائے تو خود قاضی بحیثیت وکیل کے طلاق دے گا ۔ جہاں قاضی نہ ہو خود حکم حکم کریں گے ۔ حکم کے تقرر کی غرض رفعِ نزاع ہے ۔ جب نزاع مرتفع اور دور نہ ہو تو حکم کا تقرر بے فائدہ اور بے کار ہے ۔

ایک عام غلطی پھیلی ہوئی ہے کہ بیوی کے پاس ایک دفعہ اگر جائیں تو خاوند کا حق ادا ہو گیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا کہ عورت کتنے زمانے تک بغیر شوہر کے صبر کر سکتی ہے ۔ ام المومنین نے چار کا اشارہ کیا یعنی چار مہینے سے زیادہ مدت ہو جائے تو عورت کو تکلیف ہوتی ہے ۔ اسی بناء پر آپ نے فوجوں کو حکم دیا کہ چار مہینے میں ان کی بدلی کی جائے ۔

اُصول فقہ کا ایک مشہور کلیہ ہے کہ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ؛ نہ ضرر اُٹھاؤ نہ ضرر پہنچاؤ ۔ اُصولِ فقہ کا یہ بھی ایک کلیہ ہے کہ حاکم رفعِ نزاع کرے گا ، اس کا فیصلہ کرے گا ۔ نہ مانے تو قوتِ حاکمانہ سے تعمیل کرائے گا یہ نہیں کہ نصیحت کرے گا اور عاجز ہو کر بیٹھ جائے گا ۔

حضرت حبیبِ خدا محمد مصطفٰے ﷺ کے زمانے میں ایک عورت آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں ، اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی ۔ آپ نے تحقیق کی تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا اور نہ اس کے اخلاق و دینداری پر مجھ کو اعتراض ہے لیکن مجھ کو اس سے نفرتِ طبعی ہے ۔ آپ نے عورت سے مہر واپس کرا دیا اور زوج سے طلاق دلوادی ۔

اُصولِ فقہ کا یہ بھی ایک کلیہ ہے کہ حاکم کا حکم ظاہر و باطن میں نافذ ہوتا ہے ۔ چوں کہ وہ اجتہاد کرتا ہے اس لئے اس پر کوئی الزام یا گناہ عائد نہیں ہوتا ۔

بعض نادانوں کو ایک اور غلط فہمی ہو رہی ہے ، قاضی اس کو سمجھ رہے ہیں جو نکاح باندھ دیتا ہے ، ایجاب و قبول کرا دیتا ہے ، ایک عربی خطبہ پڑھ دیتا ہے ۔ نہیں ، قاضی وہ ہے جو رعایا کے مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے ۔ رفعِ نزاع کرتا ہے ۔ سلطنت کی قوت سے اپنے احکام کی تعمیل کرواتا ہے ۔

ایک اور مسئلہ بڑا اہم ہے جس میں لوگ غلطاں و پیچاں ہیں ۔ یہ ظاہر ہے کہ اُستاد شاگردوں کو ، ماں باپ بچوں کو ، بادشاہ رعایا کو ، قاضی اہلِ مقدمات کو اُن کی غلطیوں پر تادیب کرتا ہے ، سزا دیتا ہے مگر وہ تادیب کی حد تک ہو ، ظلم کی حد تک نہ پہنچے ۔ اُصول فقہ کی کلیات میں سے ہے کہ ظلم دور کیا جائے گا ۔ اگر کوئی مرد عورت پر ظلم کر رہا ہو ، تادیب سے تجاوز کر گیا ہو تو قاضی کا پنجہ آہنی ظالم کی گردن پکڑ لے گا ۔ کس فقہ کی کتاب میں ، کونسی تعزیرات ہند میں ، کس تعزیرات دکن میں لکھا ہے کہ عورت پر ظلم وستم کرنا مستثنیاتِ عامہ میں داخل ہے ؟ قانون کے مطابق ، شرع کے مطابق اگر حاکم ظالم شوہر کو سزائیں دیا کرے تو دولھا میاں کا سارا نشہ ہرن ہو جائے گا اور درشت گوئی آزارِ لسانی ، تملّق و خوشامد میں مبدل ہو جائے گی ۔

احناف کے پاس یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ فقہائے حنفی اگر یہ سمجھیں کہ صورتِ حاضرہ میں عورت پر ظلم واقع ہو گا تو اس مقدمہ کو کسی شافعی ، مالکی ، حنبلی قاضی کے پاس بھیج دیں اور اس کا فیصلہ ناطق ہو گا ۔ کوئی دوسرا حنفی قاضی اس کے حکم کو توڑ نہ سکے گا ۔

بعض عورتیں نکاح کے وقت ہی معاہدہ میں ایسی شرائط داخل کر لیتی ہیں اور معاہدہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جائے تو عورت کو طلاق اور وہ آزاد۔

دینِ اسلام میں بڑی سہولتیں ہیں۔ خیر و شر کے تمام پہلوؤں پر اسلام کی نظر ہے۔ تفصیلی مسائل کتبِ فقہ میں ملاحظہ فرمائیں اور ان اشارات و اُصول پر قناعت کریں۔

صاحبو! طلاق اور خلع ان احکام میں سے ہیں جن سے تمام مذاہب کورے ہیں، جن کا کسی کتاب میں پتہ نہیں۔ افسوس الدین یسر۔ یعنی دین آسان ہے کو کیا کر دیا ہے، ناقابلِ عمل بنا دیا ہے اور مخالفین ہمارے اُصول کو لے کر اس پر عمل کر کے اب ہم پر ہنستے ہیں، اسلام کو ظلم بتاتے ہیں۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!۔

صاحبو! خلع کیا ہے؟ بیوی کی طرف سے تحریکِ طلاق۔ پس اگر ناقابلِ برداشت زیادتی مرد کی طرف سے ہے تو حاکم طلاق دینے کا حکم دے گا اور مہر بھی اس کے سر پر آ جائے گا۔ اور اگر نافرمانی اور نشوز عورت کی طرف سے ہے تو اگر مہر واجب الادا ہو تو اس کو معاف کرنا پڑے گا یا مہر کا کچھ حصّہ معاف کرنا پڑے گا اور ممکن ہے کہ حاکم اگر مناسب سمجھے، تو مہر کے سوا کچھ اور زاید مال بھی دینا پڑے گا۔ حضرت نے تو واپسی مہر پر طلاق دینے کا حکم دیا تھا۔ مسلمانوں میں خلع میں کیوں دیر ہوتی ہے؟ عورت مہر معاف کرنا نہیں چاہتی کیوں کہ وہ بہت بڑی مقدار کا ہوتا ہے۔ اسی حیص بیص میں عورتوں کی عمریں تباہ ہو رہی ہیں۔ کیا نکاحِ ثانی ناجائز ہے؟ میاں، بیوی کو برسوں نہیں پوچھتا اور عورت ناگفتنی کام کرنے لگتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

صاحبو! آج کل مردوں کے مظالم کا زمانہ گیا۔ عورتوں کے مظالم شروع ہو چکے ہیں۔ نکاحِ شرعی موجودہ زمانے کے حالات سے شرما کر اپنا منہ کتمِ عدم میں چھپا رہا ہے۔ اب نکاحِ شرعی کے عوض سیول میرج ہو رہی ہے۔ صاحب بہت زور سے خراٹے لیتے ہیں جس سے میری نیند خراب ہوتی ہے۔ حاکم سے درخواست کرتی ہے کہ نکاح فسخ کر دیا جائے۔ بات بات پر فسخِ نکاح! یہ کیا تمدن ہے؟ کیا تہذیب ہے؟ عورت فسخِ نکاح کرواتی ہے اور مرد کی ماہوار نفقہ میں باندھی جاتی ہے۔ توبہ توبہ! اسلام ان سب شرارتوں اور خباثتوں سے پاک ہے۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؛ یہ خدا کی حدبندیاں ہیں ان کے پاس تک نہ جاؤ۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

وَاِذَا طَلَّقْتُمْ ؛ اور جب تم نے طلاق دی۔ اَلنِّسَآءَ ؛ عورتوں کو۔ فَبَلَغْنَ ؛ پھر وہ پہنچ گئیں۔ اَجَلَهُنَّ ؛ اپنی مدت کو یعنی

انتہائی عدت کو یعنی ان کی عدت ختم ہو جائے ۔ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ؛ پھر ان کو نہ روکو ۔ عَضَلَ عَلَيْهِ ۔ يَعْضُلُ عَضْلًا ؛ تنگی کی ۔ وَعَضِلَ بِهِ الْاَمْرُ ؛ کام دشوار ہو گیا ۔ مُعْضِلَه ؛ مشکل مسئلہ ۔ عُضَالٌ ؛ مرض لاعلاج ۔ اَنْ يَّنْكِحْنَ ؛ کہ نکاح کریں ۔ اَزْوَاجَهُنَّ ؛ اپنے شوہروں سے ۔ اِذَا تَرَاضَوْا ؛ جب باہم راضی ہو جائیں ۔ بَيْنَهُمْ ؛ آپس میں ۔ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ عرف عام کے مطابق ، دستور کے موافق ۔ ذٰلِكَ ؛ یہ ۔ يُوْعَظُ بِهٖ ؛ اس کو وعظ کیا جاتا ہے ، نصیحت کی جاتی ہے ، پند دی جاتی ہے ۔ مَنْ كَانَ ؛ جو ہو ۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے ۔ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ؛ اللہ پر ایمان رکھتا ہے ۔ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؛ اور قیامت پر ۔ ذٰلِكُمْ ؛ یہ بات اَزْكٰى لَكُمْ ؛ زیادہ پاک صاف ہے تمہارے لئے ۔ زکی کے معنی میں برکت اور نشو ونما کا خیال غالب ہے ۔ اسی سے زکوٰۃ ہے جس کے دینے کے بعد کمائی ستھری ہو جاتی ہے اور اللہ کے فضل سے روبہ ترقی ہوتی ہے ۔ وَاَطْهَرُ ؛ اور زیادہ طہارت والی ، پاک تر ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ ؛ اور اللہ جانتا ہے ۔ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؛ اور تم نہیں جانتے ۔

ترجمہ :- اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ ختمِ مدت کو پہنچ جائیں تو تم ان کو نہ روکو کہ اپنے شوہر سے نکاح کرلیں ۔ بشرطیکہ ان میں باہمی رضا مندی ہو (اور یہ باہمی رضا مندی بھی) دستور کے موافق ہو ۔ یہ (جو کچھ کہا جا رہا ہے اس سے مقصود) ایسے شخص کو نصیحت کرنا ہے جو اللہ پر اور آخرت (کی جواب دہی) پر ایمان رکھتا ہے ۔ یہ تمہارے حق میں پاک صاف اور اچھی بات ہے ۔ اللہ (تمام مصالح سے) واقف ہے اور تم واقف نہیں ۔

طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہیں :-

(۱) مرد اس سے رجوع کرے اس کو فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ میں بیان فرمایا ۔

(۲) رجوع نہ کرے یہاں تک کہ عدت تمام ہو جائے ۔ اس کو اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ سے بیان فرمایا ۔

(۳) تیسری طلاق دے کر بالکل جدائی ہو جائے اس کو فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ میں بیان فرمایا ہے ۔

یہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ سنت طریقہ ہر ماہ ایک طہر میں ایک طلاق دینے کا ہے ۔ مگر خلاف سنت کسی نے دو یا تین طلاقیں دے دیں تو پڑ ضرور جائیں گی ۔ تین طلاقیں یعنی طلاقِ مغلظہ کے بعد اور عدت گزر جانے پر عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے ۔ پھر اس سے طلاق لینے کے بعد شوہرِ اوّل سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسا نکاح کرنا حلال ہے ۔ اگر کوئی شخص نکاح ہی اس لئے کرے کہ اس عورت کو طلاق دے اور وہ شوہر اوّل کی طرف رجوع کرے تو ایسی عورت حلالہ ہے ۔ حَتّٰى تَنْكِحَ سے مراد جماع ہے ۔ '' نکاح '' عقدِ شرعی اور جماع دونوں کے معنے میں آتا ہے کیوں کہ اس کے اصلی معنے سوراخ کرنے اور کانٹا چھپانے کے ہیں ۔ تحلیل کے خیال سے نکاح کرنا نہایت شرمناک اور مکروہ فعل ہے ۔ حدیث میں ہے ۔ حَتّٰى تَذُوْقِيْ یہاں تک کہ تو اے عورت ! اس کا شہد چکھ لے ۔ اس سے مراد جماع ہے ۔

ہمارے زمانے میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔شوہر نے حماقت سے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پاس پیسہ بھی کچھ زیادہ نہ تھا، نہ زور تھا، نہ زر، مظالم البتہ تھے۔تحلیل کی غرض سے ایک بوڑھے عرب سے شادی کردی گئی۔ وہ زور بھی رکھتا تھا۔ اخلاق و عادات بھی اچھے تھے۔ نہ اس عرب نے عورت کو چھوڑا اور نہ عورت نے عرب کو چھوڑا۔نتیجہ دولھا میاں کی تباہی، دنیا میں رسوائی اور بیوی سے جدائی ہوئی۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَي الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

وَالْوٰلِدٰتُ ؛ اور مائیں۔ يُرْضِعْنَ ؛ دودھ پلائیں۔ اَوْلَادَهُنَّ ؛ اپنی اولاد کو۔ حَوْلَيْنِ ؛ دو سال۔ حَالَ۔ يَحُوْلُ۔ حَوْلًا ــ حُؤْلًا ؛ گردش کرنا، پھرنا۔زمانہ گردش کھا رہا ہے اس واسطے سال کو حول کہا گیا۔ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ؛ پورے دوسال۔ لِمَنْ اَرَادَ ؛ اس شخص کے لئے جو ارادہ کرے۔ اَنْ يُّتِمَّ ؛ کہ تمام کرے، پورا کرے۔ الرَّضَاعَةَ ؛ دودھ پلانے کو رَضِعَ۔ يَرْضَعُ۔ وَرَضَعَ۔ يَرْضِعُ۔ رَضْعًا۔ وَرَضَاعًا وَ رِضَاعًا۔ وَرَضَاعَةً ؛ ماں کا سینہ چوسنا۔ وَعَلَي الْمَوْلُوْدِ لَهٗ ؛ اور وہ شخص جس کا بچہ ہے، جس کی اولاد ہے۔ باپ اور ولی پر واجب ہے۔ رِزْقُهُنَّ ؛ ان کا کھانا۔یعنی مطلقہ عورتوں کا۔ وَكِسْوَتُهُنَّ ؛ اور ان کا کپڑا۔ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ عرف عام اور دستور کے موافق لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ ؛ کسی شخص کو تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ اِلَّا وُسْعَهَا ؛ مگر حسب وسعت و گنجائش، حسب استطاعت۔ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌ ؛ ماں کو ضرر اور تکلیف نہیں دی جائے گی۔ بِوَلَدِھَا ؛ اس کے بچے کی وجہ سے۔ وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ ؛ اور نہ باپ کو۔ بِوَلَدِهٖ ؛ اس کے بچے کی وجہ سے۔ وَعَلَي الْوَارِثِ ؛ اور وارث پر واجب ہے۔ مِثْلُ ذٰلِكَ ؛ ایسے ہی۔ فَاِنْ اَرَادَا ؛ پھر اگر دونوں ارادہ کریں۔ فِصَالًا ؛ دودھ چھڑانے کا۔ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا ؛ ان دونوں کی باہمی رضا مندی سے، باہمی مرضی سے۔ وَتَشَاوُرٍ ؛ اور باہمی مشورے سے یعنی باہمی صلاح و مشورے سے دودھ چھڑا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؛ تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ ؛ اور اگر تم ارادہ کرو، چاہو۔ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا ؛ کہ دودھ پلواؤ۔ اَوْلَادَكُمْ ؛ اپنی اولاد کو۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ؛ تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اِذَا سَلَّمْتُمْ ؛ جب تم دے دو، سپرد کردو، تسلیم کردو۔ مَّآ اٰتَيْتُمْ ؛ جو تم نے دیا، جو تم پر واجب الادا ہے۔ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ عرف عام اور دستور کے موافق۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؛ اور اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور خوب جان لو۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ بے شک اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؛ تم جو عمل کرتے ہو، تمہارے کاموں کو۔ بَصِيْرٌ ؛ دانا بینا ہے، دیکھتا ہے، باخبر ہے۔

ترجمہ :- اور ماؤں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو کامل دو برس تک دودھ پلائیں اس شخص کے لئے جو (تین طلاق کے بعد بھی اس عورت سے) پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہتا ہو، اور باپ پر دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا دستور کے موافق لازم ہے۔ کسی کو تکلیف نہیں دی جائے گی مگر اسی قدر کہ اس کی وسعت (اور گنجایش) ہو۔ نہ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے ضرر دیا جائے گا نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے۔ اسی قدر اس کے وارث پر بھی ہے۔ اگر دونوں اپنی رضا مندی اور مشورے سے اس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دینا چاہیں تو کچھ گناہ نہیں اور اگر (کسی اور یعنی دایہ سے) اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہیں تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جب کہ جو کچھ تم نے دینے کا وعدہ کیا ہو دستور کے موافق دے دو اور اللہ سے ڈرو اور خوب جان رکھو کہ اللہ تمہارے اعمال اور کاموں کو دیکھتا ہے۔

واضح ہو کہ جب عورت کو طلاق ہوجاتی ہے اور رجوع کی صورت باقی نہیں رہتی تو اس کا اثر اولاد کے دودھ پلانے اور تربیت کرنے پر پڑتا ہے اور اس وقت دو صورتیں پیدا ہوں گی :-

(۱) خود بچے کی ماں بچے کو دودھ پلائے۔

(۲) کسی دایہ کو رکھ کر دودھ پلانے کا انتظام کیا جائے۔

ان صورتوں میں بچے کے کھانے پینے کے متعلق اور دودھ پلانے والی کے کھانے کپڑے کے متعلق اختلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ قرآن پاک نے حکم دیا کہ عرف عام اور دستور کے موافق کھانے کپڑے وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ نہ بچے کے باپ کو تکلیف ہو نہ ماں کو۔ اگر باپ مرگیا ہو اور دوسرا اس کا وارث ہوگیا ہو تو اس کو بھی باپ کی طرح اس عورت کے کھانے کپڑے کا انتظام کرنا پڑے گا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ بچہ باپ کا ہوتا ہے اور سلسلہ نسب باپ کی طرف سے جاری ہوتا ہے۔ اب رہی یہ بحث کہ دودھ کتنی مدت تک پلایا جائے ؟ پورے دو سال دودھ پلوانے کا حق باپ پر ہے۔ بشرطیکہ تراضی طرفین سے دو سال سے کم مدت پر اتفاق نہ ہوجائے۔ اور اگر دو سال سے کم مدت میں دودھ چھڑانا ہو اور اس پر اتفاق ہوجائے تو وہ بھی جائز ہے اور نفقہ لازمہ رضاعت ہوگا۔ مگر کسی صورت میں دو سال سے زائد مدت تک باپ کو

کھانے کپڑے کا بار اُٹھانا نہ پڑے گا۔ اور اگر تیس مہینہ یعنی ڈھائی سال تک عورت دودھ پلائے تو حرمتِ رضاعت ثابت ہوسکتی ہے مگر دو سال سے زائد ان چھ مہینوں میں کھانے کپڑے کا بار واجب نہ ہوگا۔ پس حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ کے معنی یہ ہوں گے کہ وجوب نفقہ اور کھانے کپڑے کے لئے دو سال ہیں۔ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کے معنے بھی معلوم ہوگئے کہ بغیر طلب نفقہ کے اگر کوئی عورت ڈھائی سال دودھ پلائے تو پلاسکتی ہے اور دو سال سے زائد مہینوں میں بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوسکتی ہے۔ یہی مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا ہے۔ دوسرے ائمہ کے پاس انتہائے مدتِ رضاعت حولین کاملین یعنی دو سال ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

وَالَّذِيْنَ ؛ اور جو لوگ۔ يُتَوَفَّوْنَ ؛ وفات دیئے جاتے ہیں۔ وَفٰی ؛ مادہ۔ اس کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کا تمام وکمال لینا اور اس پر پورا پورا قبضہ ہونا۔ مرنے والے کو مُتَوَفّٰی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی عمرِ مقدر پوری پالیتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس کی روح پر فرشتے قبضہ کرتے ہیں۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے۔ وَيَذَرُوْنَ ؛ اور چھوڑ جاتے ہیں۔ اس فعل کے مضارع اور امر کے سوائے دوسرے صیغے مستعمل نہیں۔ اَزْوَاجًا ؛ جوڑوں کو، بیویوں کو۔ عربی میں زوج کا لفظ مذکر و مونث دونوں پر مستعمل ہوتا ہے۔ زَوْجَةٌ صحیح عربی نہیں۔ يَتَرَبَّصْنَ ؛ روک رکھیں۔ بِاَنْفُسِهِنَّ ؛ اپنے آپ کو۔ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ؛ چار مہینے اور دس دن یعنی جس کا شوہر مرگیا ہو اس کی مدتِ عدت عام عدت سے ڈیوڑھی ہے۔ یعنی چار ماہ دس دن۔ فَاِذَا بَلَغْنَ ؛ پس جب وہ عورتیں پہنچ جائیں۔ اَجَلَهُنَّ ؛ اپنے وقتِ معین کو یعنی آخری مدتِ عدت کو۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؛ تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ فِيْمَا فَعَلْنَ ؛ اس کام میں کہ انھوں نے کیا۔ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ ؛ اپنی ذات اور نفس کے متعلق۔ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ دستور کے موافق یعنی نکاح ثانی کی تمہید کے طور پر زیب و زینت وغیرہ جائز طریقہ سے جو کچھ کریں تو اس میں تم پر کسی طرح کا گناہ نہیں۔

کسی کو حق نہیں کہ زمانہ عدت سے زیادہ عورت کو سوگوار رہنے پر مجبور کرے۔ ہندوؤں کی صحبت کا ایک اثر اب تک مسلمانوں میں باقی ہے کہ جب تک پورا سال نہ گزرے اور ان کے خیال کے مطابق برسی کر کے مُردے کو مُردوں میں شریک نہ کردے اس وقت تک عورت سوگوار رکھی جاتی ہے۔ افسوس! یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ جورو مرنے کے بعد خود دوسری شادی کرلیں اور غریب بیوہ کو دوسری شادی کرنے نہ دیں، اس کا سر منڈا ڈالیں اور اس کو کھانے پینے میں اتنی تکلیف دیں کہ چند روز میں آغوشِ موت میں جالیٹے۔ اسی لئے اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ؛

وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؛ ان کاموں کو کہ تم کرتے ہو، تمہارے اعمال سے خَبِيْرٌ ؛ خبردار ہے، باخبر ہے، واقف ہے۔

ترجمہ:- اور جو لوگ تم میں سے مرجاتے ہیں (وفات پاتے ہیں) اور بیویوں کو چھوڑ جاتے ہیں ان بیویوں کو چاہئے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھیں (اِدھر اُدھر بے ضرورت نہ جائیں) پھر جب اپنی پوری عدّت کو پہنچ جائیں (اور عدت پوری گزار دیں) تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو عورتیں اپنے لئے دستور کے موافق کریں (کیونکہ خلافِ شرع نہیں۔ نکاح ثانی سے عورت کو ہرگز نہ روکنا چاہئے۔ شریعت کا دستور ہی اس طرح ہے۔ اگر عورتوں پر زبردستی کروگے، ناحق و ناروا جائز کاموں سے روکو گے) تو اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے (تم کو اس کی سزا دے گا)۔

خاوند کا مرجانا ایک امرِ عظیم ہے۔ اس لئے اس کی عدت عام عدتوں سے زیادہ ہے اور حفظِ نسل کے لئے زیادہ نگرانی کی ضرورت ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ع ۳۰ ۱۴

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؛ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ فِيْمَا ؛ اس میں۔ عَرَّضْتُمْ بِهٖ ؛ اس تعریض میں کہ تم نے کی ہے، اس اشارہ میں کہ تم نے کیا ہے۔ عَرْضٌ ؛ مادّہ۔ تعریض ضد ہے تصریح کی اور اس کے معنٰی ہیں اپنے مقصود کو ایسے الفاظ میں ادا کرنا جو مقصود کے لئے نہ تو حقیقۃً وضع کئے گئے ہوں اور نہ مجازاً ہی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایک بات کا ایسے انداز سے ذکر کرنا جو مقصود اور غیر مقصود دونوں کا احتمال رکھتی ہو مگر قرائنِ احوال اس کو مقصود پر محمول کرنے کے لئے زیادہ موئد ہوں، تعریض ہے۔ یہ عرض بہ معنی جانب لے لیا گیا ہے۔ عَرْضُ الشَّيْءِ جَانِبُهٗ ؛ چونکہ تعریض کرنے والا بھی اپنے مقصود کے اِرد گرد پھرتا اور اسے ظاہر نہیں کرتا ہے اس لئے اسے تعریض کہتے ہیں۔ ایک لفظ ہے تَلْوِيْح اور یہ بھی تعریض کا مرادف ہے بمعنی کنایہ، اشارہ۔ کنایہ اور تعریض میں فرق یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کے لوازم کے ساتھ ذکر کرنا، مثلاً میزبان کے لئے كَثِيْرُ

تعریض اور کنایہ کا فرق

الرَّمَادُ ؛ اور قدر آور آدمی کے لئے طَوِیْلُ النِّجَادُ کنایہ ہے ۔اور اپنے مقصود کو ایسے مبہم اور گول لفظوں میں ادا کرنا جو مقصود پر بھی دلالت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور غیر مقصود پر بھی مگر مقصود کی طرف ان کا میلان اکثر اور اتم ہو، تعریض ہے ۔ اس مقام پر اس لفظ سے مطلب یہ ہے کہ ظاہر لفظوں میں پیغام نہ دے کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں البتہ ایسا لفظ کہہ دے کہ تم جمیلہ ہو یا مرغوب ہو یا تم سے بھلا کون شادی نہ کرے گا یا خوش قسمت ہے وہ شخص جس سے شادی کرنے پر تم راضی ہو جاؤ ۔غرض ایسے الفاظ ہوں جس سے اشارہ پایا جاتا ہو تو کوئی ہرج نہیں ۔

اصل یہ ہے کہ عدت کا زمانہ عورت کے سوگ کا زمانہ ہے، اس زمانے میں شادی بیاہ کی باتیں کرنا انسانی تہذیب اور مروت کے خلاف ہے ۔ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ ؛ عورتوں کی منگنی سے، نسبت ٹھہرانے سے ۔ خَطَبَ ۔ یَخْطُبُ ۔ خُطْبَةٌ ؛ یا تو خطاب سے ماخوذ ہے جو بمعنی کلام ہے یا خَطْبٌ بمعنی امر اور شان سے مشتق ہے جیسے مَاخَطْبُکَ ، اَیْ شَاْنُکَ ؛ تمہارا کیا حال ہے، کیا واقعہ ہے ۔ اَوْاَکْنَنْتُمْ ؛ یا تم نے چھپایا ۔ کِنٌّ ؛ جھاڑی ، پردہ ، وہ چیز جس میں کوئی چیز حفاظت سے رکھی جاسکے اَکْنَان ۔اور ۔ اَکِنَّةٌ ؛ جمع کِنَان ؛ پردہ ۔ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؛ اپنے دلوں میں ۔ عَلِمَ اللّٰهُ ؛ اللہ نے جان لیا، اللہ کو اس کا علم ہے ۔ اَنَّکُمْ ؛ کہ تم ۔ سَتَذْکُرُوْنَهُنَّ ؛ قریب میں تم ان عورتوں کو یاد کرو گے، ان عورتوں کا تم کو خیال آئے گا ۔ وَلٰکِنْ لَّاتُوَاعِدُوْهُنَّ ؛ اور لیکن ان سے باہمی وعدہ تو نہ کرو ۔ سِرًّا ؛ خفیہ طور پر، پوشیدہ طور پر ۔ اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا ؛ مگر یہ کہ کہو ۔ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؛ دستور کے موافق بات، اچھی بات ۔ وَلَا تَعْزِمُوْا ؛ اور عزم نہ کرو، پختہ ارادہ نہ کرو ۔ عَزْمٌ ؛ مادہ ۔ کسی کام پر دل کے ٹھیراؤ کو عزم کہتے ہیں ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؛ بعضے کہتے ہیں عزم کے معنٰی ایجاب کے ہیں بولا کرتے ہیں عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَیْ اَوْجَبْتُ عَلَیْکُمْ ؛ اور اسی سے ہے ۔ هٰذَا مِنْ بَابِ الْعَزَآئِمِ لَامِنَ الرُّخَصِ ۔ عُقْدَةَ النِّکَاحِ ؛ عقدِ نکاح کا، نکاح کی گرہ کو پختہ نہ کرو ۔ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتٰبُ ؛ یہاں تک کہ نوشتہ الٰہی ، خدا کا مقرر کیا ہوا پہنچ جائے ، میعاد مقرر ۔ یعنی عدت ۔ اَجَلَهٗ ؛ اپنی انتہا کو، اپنی مدت کو ۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور جان لو ۔ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ ؛ کہ اللہ جانتا ہے، علم رکھتا ہے ۔ مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؛ جو تمہارے دلوں میں ہے ۔ فَاحْذَرُوْهُ ؛ اس سے ڈرو، ہشیار رہو ۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور جان لو ۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ بے شک اللہ ۔ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ؛ غفور و حلیم ہے، مغفرت اور حلم والا ہے، گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور سزا دینے میں جلد بازی بھی نہیں کرتا ۔

ترجمہ :- اور نہ تم پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ تم ان عورتوں سے اشارے کے طور پر نکاح کا پیام بھیجو یا اس کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھو ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تم کو ان عورتوں کا خیال پیدا ہوگا مگر مخفی طور سے نکاح کا وعدہ تو نہ کرو ۔ اگر تم دستور کے موافق کوئی بات کہو تو کوئی ہرج نہیں اور نکاح کی گرہ کو پختہ نہ کرو یہاں تک کہ خدا کا نوشتہ (یعنی عدت) اپنی مدت کو پہنچ جائے ۔ یہ بھی جان رکھو کہ خدا تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اس سے ہشیار رہو (ڈرو) اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ مغفرت اور حلم والا ہے ۔

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؛ تم پر کوئی گناہ نہیں ۔ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ؛ اگر تم نے عورتوں کو طلاق دے دی ۔ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اس زمانے میں کہ تم نے ان عورتوں کو چھوا نہیں ، ہاتھ نہیں لگایا ۔ کنایہ جماع سے ہے ۔ اس تقدیر پر زمانہ محذوف ہے یعنی اس زمانے میں کہ تم نے جماع نہیں کیا ۔ اَوْتَفْرِضُوْا ؛ یا معین کرو ، مقرر کرو ۔ لَهُنَّ ؛ ان عورتوں کے لئے ۔ فَرِيْضَةً ؛ واجب الادا مہر یعنی مہر بھی مقرر نہیں کیا ۔ وَمَتِّعُوْهُنَّ ؛ اور ان عورتوں کے لئے متاع یعنی کچھ سامان دینا ۔ اس سے مراد کپڑوں کا جوڑا ہے جس کی قیمت نصف مہر سے زیادہ نہ ہو ۔ عَلَى الْمُوْسِعِ ؛ وسعت والے کے لئے ، زیادہ مال والے کے لئے ۔ قَدَرُهٗ ؛ اس کے مقدور کے موافق ، اس کے حسبِ حیثیت ۔ وَعَلَى الْمُقْتِرِ ؛ اور تنگ دست پر ۔ قَتَرَ عَلٰى عِيَالِهٖ ۔ يَقْتُرُ وَيَقْتِرُ قَتْرًا وَقُتُوْرًا ؛ خرچ میں تنگی کی ۔ اَقْتَرَ بمعنی قَتَرَ ۔ مُقْتِرٌ ، مُوْسِعٌ کے مقابل ہے لہذا جس طرح مُوْسِعٌ کے معنی کشادہ دست کے ہیں ، مستطیع کے ہیں مُقْتِرٌ کے معنی تنگ دست کے ہیں ۔ قَدَرُهٗ ؛ اس کے مقدور کے موافق ۔ مَتَاعًا ؛ سامان ، اصل میں تَمَتَّعَ مَتَاعًا ؛ ہے ۔ مفعولِ مطلق ہے فعلِ محذوف کا ۔ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ معروف طریقہ کے مطابق ، عرفِ عام اور دستور کے موافق ۔ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۔ حَقَّ ۔ يَحِقُّ ۔ حَقًّا ؛ ثابت ہونا ۔ حق ، وہ بات جو واقعہ کے مطابق ہو ، وہ چیز جس کی ادائی واجب ہو ۔ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ؛ کے معنی ہیں ، یہ چیز نیکو کاروں پر واجب ہے ۔

ترجمہ :- تم پر اس بات میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کے لئے مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو اور ۔ (اس صورت میں) ان کو کچھ سامان دینا چاہئیے ۔ وسعت والا اپنی حسبِ حیثیت اور تنگ دست اپنے حسبِ استطاعت ۔ دستور کے مطابق نیک لوگوں پر یہ ایک لازمی حق ہے ۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ ؛ اور اگر تم نے ان عورتوں کو طلاق دی ۔ مِنْ قَبْلِ ؛ اس سے پہلے ۔ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ ؛ کہ تم ان کو چھوؤ ، ان کو ہاتھ لگاؤ ، ان سے جماع کرو ۔ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ ؛ اور تم نے ان کے لئے مقرر کر دیا تھا ۔ فَرِيْضَةً ؛ مہرِ معین ۔ یہ بمعنے

مَفْرُوْضَۃً کے ہے۔ فَرَضَ کے معنیٰ قطع کے ہیں اور فرض کو اسی واسطے فرض کہتے ہیں کہ وہ خدا کا حکمِ قطعی ہے۔ فَرَضْتُمْ کا مفعول بہ ہے کیونکہ یہاں اس سے مہر مراد ہے۔ فَنِصْفُ مَافَرَضْتُمْ ؛ پس آدھا اس کا جو تم نے مقرر کیا تھا۔ یعنی نصف مہر۔ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ ؛ مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کردیں۔ اَوْیَعْفُوَا ؛ یا عفو کردے، معاف کردے، بخش دے۔ اَلَّذِیْ ؛ وہ شخص۔ بِیَدِہٖ ؛ جس کے ہاتھ میں۔ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ ؛ نکاح کی گرہ ہے، اس کا منعقد کرنا ہے، اس کا باندھنا ہے۔ اس سے مراد باندی کا آقا ہے۔ لونڈی، غلام کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے۔ ان کا آقا ہی مالک ہوتا ہے۔ نصف مہر واجب الادا ہونے کی صورت میں خود منکوحہ آزاد بیوی مہر معاف کرسکتی ہے یا اگر لونڈی ہے تو اس کا آقا معاف کرسکتا ہے، کیوں کہ اولاد ماں کے تابع ہوتی ہے، آزاد عورت اگر غلام سے نکاح کرے تو بچہ آزاد اور لونڈی اگر آزاد سے نکاح کرے تو بچہ غلام۔ یا اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ سے مراد عورت کا وکیل ہے۔ وَاَنْ تَعْفُوْآ ؛ اور یہ کہ عفو کردو۔ مہر معاف کردو۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ؛ تقویٰ سے قریب تر ہے۔ پرہیزگاری کا اقتضا ہے کہ مہر معاف کردے کیوں کہ اس عورت پر تصرف ہی نہیں ہوا ہے۔ وَلَا تَنْسَوُا ؛ اور نہ بھولو، تم کو نسیان نہ ہو، تم فراموش نہ کردو۔ اگر کوئی ایسا بھول جائے کہ لاکھ کوششوں کے بعد بھی یاد نہ آئے تو وہ نسیان نہیں، ذہول ہے۔ اَلْفَضْلَ ؛ بڑائی کو، فضل کو، حسنِ سلوک کو۔ بَیْنَکُمْ ؛ آپس میں۔ اِنَّ اللّٰہَ ؛ کہ بے شک اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؛ تم جو کچھ کرتے ہو، تمہارے اعمال کو، تمہارے کاموں کو۔ بَصِیْرٌ ؛ دیکھتا ہے، دانا بینا ہے۔

ترجمہ:- اگر تم نے ان عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے۔ اور ان کے لئے مہر بھی مقرر کیا تھا تو نصف مہر معین دینا پڑے گا مگر یہ کہ وہ عورتیں خود معاف کردیں یا وہ شخص جس کے ہاتھ نکاح باندھنے یا رکھنے کا اختیار تھا۔ اور اس صورت میں مہر معاف کردینا تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ اور آپس کے حسنِ سلوک کو کسی حال میں نہ بھولو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

طلاق کے بعد مہر کی چار صورتیں

عورت کو طلاق دینے کے بعد شوہروں سے بہت سی ناحق شناسیاں ہوتی ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ان سب کا انتظام فرماتا ہے۔ اس کی چار صورتیں ہیں:-

(۱) مہر معین ہو اور خلوتِ صحیحہ بھی ہو تو پورا مہر دینا پڑے گا۔

(۲) مہر معین ہو اور عورت کو قبلِ خلوتِ صحیحہ طلاق دے دی جائے تو نصف مہر واجب الادا ہے۔

(۳) مہر معین نہ ہو اور خلوتِ صحیحہ ہو جائے تو مہرِ مثل دینا پڑے گا یعنی اس عورت کے خاندان میں عموماً دوسری عورتوں کا جتنا مہر باندھا جاتا ہے اتنا ہی واجب الادا ہوگا۔

(۴) نہ مہر معین ہو اور نہ خلوتِ صحیحہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کو حسبِ استطاعت کچھ نہ کچھ دینا چاہئے اور اس سے مراد کپڑوں کا جوڑا ہے۔

اس آیت کو اگلی پچھلی آیتوں سے اس طرح ربط ہے کہ حقوقِ ازدواجی اسی وقت ادا ہوسکتے ہیں جب کہ خدا کا خوف دل میں ہو خدا کی اطاعت و بندگی آدمی اختیار کرے۔ اس میں اصلِ اُصول نماز و دُعا ہے۔ نماز عماد الدین ہے یعنی دین کا ستون ہے

جس پر تمام اعمال کا ڈیرا قائم ہے ۔ اور دُعا مخ العبادت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تمام قرآنِ شریف نماز اور دُعا کی تاکید سے بھرا ہوا ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

حٰفِظُوْا ؛ محافظت کرو، پابندی کرو ۔ عَلَى الصَّلَوٰتِ ؛ نمازوں پر، نمازوں کی ۔ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ؛ اور درمیانی نماز کی ۔ وُسْطٰى ـــ اَوْسَطُ کا مونث ہے جس میں افراط وتفریط نہیں ۔ عربی میں اعلیٰ کے معنی میں مستعمل ہے ۔ صَلٰوةِ وُسْطٰى کیا ہے؟ اکثر علماء کی رائے ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے کیوں کہ اس وقت کام کاج اور تجارت کی مصروفیت رہتی ہے ۔ صَلٰوة کے معنی نماز کے بھی ہیں اور دُعا کے بھی ۔ چونکہ معطوف اور معطوف علیہ جُدا ہوتے ہیں لہذا صلوٰۃِ وسطیٰ کے معنے دُعا کے لینا بہتر ہے ۔ درود شریف بھی دُعا میں شامل ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؛ یعنی خدا بھی دُعا یعنی رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے بھی دُعا کرتے ہیں ۔ اے مسلمانو! اس نبی پر تم بھی صلوٰۃ و سلام بھیجو ۔ بندوں کے لئے دُعا اس لئے مخ العبادت ہے کہ اس سے عاجزی اور مفلسی ظاہر ہوتی ہے جو رازِ بندگی ہے، سرِ عبدیت ہے ۔

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ ؛ اور اللہ کے سامنے کھڑے رہو ۔ قٰنِتِيْنَ ؛ عاجزی، خاموشی، نیاز مندی اور خشوع وخضوع کے ساتھ ۔ وہ نماز ہی کیا ہے جس میں حضورِ قلب نہ ہو اور اظہارِ نیاز مندی نہ ہو ۔

ترجمہ :- نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بہتر (طریقہ سے) صلوٰۃ کی پابندی کرو ۔ اللہ کے سامنے ادب اور نیازمندی سے کھڑے رہو ۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

فَاِنْ خِفْتُمْ ؛ اگر تم کو خوف ہو، دشمنوں کا ڈر ہو ۔ فَرِجَالًا ؛ تو پیادہ ہی پڑھ لو ۔ رِجَالٌ جمع رَاجِلٌ ؛ اَوْ رُكْبَانًا یا شتر سوار ہو تو شتر ہی پر نماز پڑھ لو ۔ عربی میں راکب شتر سوار کو اور فـــارس اسپ سوار کو کہتے ہیں یعنی جنگ کے وقت اگر جماعت نہ ہو سکے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ جو جس حال میں ہے نماز پڑھ لے ۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ؛ پھر جب تم کو امن ہو جائے ۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ؛ تو اللہ کا ذکر کرو، اس کی یاد کرو، نماز پڑھو ۔ كَمَا عَلَّمَكُمْ ؛ اسی طرح سے کہ اللہ نے تم کو تعلیم دی، تم کو سکھایا ۔ مَالَمْ تَكُوْنُوْا ؛ جس طرح سے کہ تم نہ تھے ۔ تَعْلَمُوْنَ ؛ جانتے، علم رکھتے ۔

ترجمہ :- پس اگر تم کو (دشمنوں کا) خوف ہو تو پیادہ یا سوار ہی نماز پڑھ لو ۔ پھر جب تم کو امن ہو جائے تو

اس طرح اللہ کا ذکر کرو (یعنی نماز پڑھو) جس طرح کہ اس نے تم کو تعلیم دی ہے اور جس کو تم جانتے نہ تھے (اور جس کا تم کو علم نہ تھا)۔

اس آیت سے نماز باجماعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ خوف و جنگ کی حالت میں بھی نماز سے غفلت جائز نہیں۔ جس طرح بھی بن پڑے نماز بروقت ادا کرلینی چاہیئے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

وَالَّذِيْنَ ؛ اور وہ لوگ جو۔ يُتَوَفَّوْنَ ؛ وفات کرجاتے ہیں، مرجاتے ہیں۔ مِنْكُمْ ؛ تم میں سے۔ وَيَذَرُوْنَ ؛ اور چھوڑ جاتے ہیں۔ اَزْوَاجًا ؛ بیوہ بیویوں کو۔ وَصِيَّةً ؛ وصیت کرجاتے ہیں۔ لِّاَزْوَاجِهِمْ ؛ اپنی بیویوں کے لئے۔ مَتَاعًا ؛ کچھ امداد کی۔ اِلَى الْحَوْلِ ؛ سال بھر تک۔ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ؛ گھر سے نہ نکالنے کی۔ یہ ایک اخلاقی وصیت ہے جو مردوں نے کی ہے۔ یہ قانونی اور شرعی حکم نہیں ہے۔ اگر میت کے قرابت دار بیوہ سے ایسا سلوک کریں تو اس کی ممانعت نہیں، لہذا یہ حکم منسوخ بھی نہیں۔ فَاِنْ خَرَجْنَ ؛ اگر وہ گھر سے نکل کھڑی ہوں۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؛ تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ فِيْ مَا فَعَلْنَ ؛ اس کام میں کہ ان عورتوں نے کیا۔ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوْفٍ ؛ اپنے لئے یا خود سے عرف عام اور دستور کے موافق۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؛ اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ :- اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ مریں اور اپنی بیویوں کے لئے وصیت کریں کہ سال بھر تک ان کی امداد کریں اور بے گھر نہ کریں۔ پھر اگر وہ عورتیں خود گھر سے نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اس کام میں کہ دستور کے موافق ان عورتوں نے اپنے لئے کیا اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝۲۴۱

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ ؛ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے۔ مَتَاعٌ ؛ امداد دینا ہے، سامان دینا ہے، نفقہ دینا ہے۔ بِالْمَعْرُوْفِ دستور کے موافق، عرف عام کے مطابق، اس طریقہ کے موافق جس کو لوگ جانتے ہیں۔ حَقًّا۔ حَقَّ حَقًّا ؛ مفعول مطلق ہے حَقَّ فعل محذوف کا۔ یہ بات ثابت اور لازم ہے۔ عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؛ متقیوں پر، پرہیزگاروں پر۔

ترجمہ :- اور ان عورتوں کو کہ طلاق دی گئی ہو (زمانہ عدت میں) دستور کے موافق نفقہ دینا چاہیئے۔ متقیوں پر یہ حکم لازم ہے۔

۳۱
ع ۷
۱۵

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾

کَذٰلِکَ ؛ ایسے ہی ۔ یُبَیِّنُ اللّٰہُ ؛ اللہ بیان کرتا ہے ۔ لَکُمْ ؛ تم کو، تمہارے لئے ۔ اٰیٰتِہٖ ؛ اپنی آیتوں اور احکام کو ۔ لَعَلَّکُمْ ؛ تا کہ تم سمجھو، عقل سے کام لو ۔

ترجمہ :- ایسے ہی اللہ اپنے احکام کو تم سے بیان کرتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو (اور سمجھو) ۔

شروع میں جہاد کے احکام اور اس کے مصالح کی طرف توجہ کی گئی تھی ۔ بیچ میں نکاح اور طلاق کا بیان آ گیا تھا ۔ اب پھر جہاد وغیرہ کی طرف عود کیا جاتا ہے اور بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی عبرت انگیز سرگزشت بیان کی جاتی ہے جس نے باوجود کثرتِ تعداد کے جہاد سے اعراض کیا تھا ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

اَلَمْ تَرَ ؛ کیا تم نے نہیں دیکھا ؟ اصل میں تَرٰی تھا لَمْ کی وجہ سے ی گر گئی ۔ رویت کئی قسم کی ہوتی ہے ۔ آنکھ سے، تخیل سے، فکر سے، عقل سے ۔ اور یہاں عبرت کے لئے غور و فکر پر توجہ دلائی گئی ہے ۔ اِلَی الَّذِیْنَ ؛ ان لوگوں کی طرف نظر نہیں ڈالی ان کو نہیں دیکھا ۔ خَرَجُوْا ؛ نکلے ۔ مِنْ دِیَارِھِمْ ؛ اپنے گھروں سے ۔ وَھُمْ اُلُوْف ؛ اور وہ ہزاروں تھے ۔ حَذَرَ الْمَوْتِ ؛ موت سے ڈر کر ۔ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ ؛ پھر ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ مُوْتُوْا ؛ تم مرجاؤ ۔ ثُمَّ اَحْیَاھُمْ ؛ پھر ان کو زندہ کیا ۔

ہمارے پاس تو احیاءِ موتٰی یعنی مُردوں کو جلانا اللہ پر کچھ دشوار نہیں ۔ نطفہ بے جان رہتا ہے، اس کو حیات عطا کرتا ہے اگر مُردوں کو خدا جلائے تو ہمارے پاس کوئی بعید نہیں، اس پر بھی بعض لوگوں نے موت سے مراد ذِلّت و خواری اور مُردہ دِلی اور حیات سے مُراد زندہ دِلی اور جوش لیا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ ؛ بے شک اللہ ۔ لَذُوْفَضْلٍ ؛ بڑا فضل کرنے والا ہے ۔ عَلَی النَّاسِ ؛ لوگوں پر ۔ وَلٰکِنَّ ؛ اور لیکن، اور مگر ۔ اَکْثَرَ النَّاسِ ؛ اکثر لوگ ۔ لَا یَشْکُرُوْنَ ؛ شکر نہیں کرتے، قدر نہیں کرتے ۔

ترجمہ :- کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا ؟ (ان لوگوں کے حال پر غور و فکر نہیں کیا) جو موت سے ڈر کر باوجودیکہ ہزاروں تھے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے (اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے رُک گئے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا ۔ تم مرجاؤ ۔ پھر اُن کو زندہ بھی کر دیا ۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑا ہی فضل کرنے

جہاد کی اہمیت

والا ہے۔ مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

صاحبو! جو قوم جہاد نہیں کرتی وہ ذلیل و خوار رہتی ہے۔ اکثر ماری بھی جاتی ہے۔ پھر جب قوم میں زندہ دِلی اور بہادری پیدا ہوتی ہے تو عزت بھی آتی ہے اور آبرو بھی۔ قومیں زندہ بھی ہوتی ہیں اور مر بھی جاتی ہیں، اور ایک زمانہ کے بعد پھر قوموں میں حیات پیدا ہوتی ہے۔

زندگی زندہ دلی کا ہے نام ÷ مُردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں "جو قوم راہِ خدا میں جہاد چھوڑ دیتی ہے، خدا ان پر ذلّت بھیجتا ہے"۔

صاحبو! ذرا اپنے حال پر غور کرو کہ تم زندہ ہو یا مُردہ۔ زندہ اور مُردہ میں یہی فرق ہے کہ زندہ حرکت کرتا ہے اور مُردہ حرکت نہیں کرتا۔ اگر تم جمود کی حالت میں ہو تو تم مُردہ ہو، تمہاری زندگی بے کار ہے اور اگر تم حرکت کی حالت میں ہو، دوڑ دھوپ کرتے ہو تو تم زندہ ہو، تمہارا جینا کام کا اور تمہاری حیات فائدے کی۔ یاد رکھو کہ خدا مُردوں کو دنیا میں نہیں رکھتا۔

وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾

وَقَاتِلُوْا ؛ اور دشمنوں سے جنگ کرو، باہمی مقاتلہ کرو۔ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور جان لو۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ اللہ۔ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؛ تمہاری سنتا اور تمہارا علم رکھتا ہے۔

ترجمہ:- اور اللہ کی راہ میں جنگ کرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

جنگ کی تیاری، بغیر روپیہ کے ہو نہیں سکتی۔ اس واسطے جنگ کے ذکر کے ساتھ قرضہ حسنہ کا بھی ذکر ہے۔ جنگ کے چندے کو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھے دیا جاتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِىْ ؛ کیا کوئی ہے؟ ایسا شخص کون ہے؟ يُقْرِضُ اللّٰهَ ؛ خدا کو قرض دے۔ قَرْضًا حَسَنًا ؛ قرضِ بے سود، وہ قرض جس میں سخت تقاضہ نہ ہو۔ قَرَضَ - يَقْرِضُ - قَرْضًا ؛ کاٹنا۔ مِقْرَاض ؛ قینچی، کترنی۔ قرض یا اُدھار، مال کا وہ حصّہ جو کسی کو عاریۃً دیا جائے اور جو پھر واپس ہوگا۔ فَيُضٰعِفَهٗ ؛ تاکہ اس کو کئی گنا کرے۔ لَهٗ ؛ اس کے فائدہ کے لئے۔ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؛ کئی گنا، کئی چند۔ مثل مشہور ہے، دہ در دنیا ستر در آخرت۔

بعض مقامات میں خیر کا بدلہ دہ چند اور سات سو گنا تک آیا ہے۔ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؛ خیر کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک دانہ بویا، اس میں سے نکلے سات بھٹے۔ ہر بھٹے میں ہیں سو سو دانے۔

وَاللّٰہُ یَقْبِضُ ؛ اور اللہ تنگی کرتا ہے ۔ وَیَبْصُطُ ؛ کتابت میں صاد ہے ۔ مگر حفص کی قرات جس کو سب لوگ روایت کرتے ہیں، سین ہے ۔ اسی واسطے صاد پر ایک چھوٹی سی سین لکھ دی جاتی ہے ۔ وَیَبْصُطُ ؛ اور کشادگی عطا کرتا ہے، فراخی دیتا ہے ۔ وَاِلَیْہِ ؛ اور اسی کی طرف ۔ تُرْجَعُوْنَ ؛ تم واپس کئے جا رہے ہو، تم رجوع کئے جا رہے ہو، وہی تمہارا مرجع و مآب ہے ۔ رَجَعَ ۔ یَرْجِعُ ۔ رَجْعًا ؛ واپس کرنا ۔ رُجُوْعًا ؛ واپس ہونا ۔

ترجمہ :- کوئی ہے کہ اللہ کو قرضہ حسنہ دے (خوش دلی سے دے) تاکہ خدا اس کو کئی چند کر دے اور اللہ ہی تنگی اور فراخی دیتا ہے اور تمہاری بازگشت اُسی کی طرف ہے (تم کو پھر خدا کے پاس جانا ہے، خیر کرو گے تو خیر پاؤ گے ۔ شر کرو گے تو اس کا انجامِ بد بھی دیکھو گے) ۔

صاحبو ! خدائے تعالےٰ کی یہ عادتِ شریفہ ہے کہ قومی کاموں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے ۔ دشمنوں سے جنگ سے کون سا ضروری اور اہم کام ہوگا ۔ اس کے لئے چندوں کی ضرورت ہو تو خوش دلی سے ادا کرنا چاہیئے مگر یاد رکھو کہ اس کو مصرفِ صحیح پر صَرف کرو اور مستحق کو پہنچاؤ، نیت پاک رکھو، اللہ کو حاضر ناظر سمجھو اور خیال رکھو کہ ہم خدا کے پاس جب پہنچیں گے تو وہ ہم کو ہماری اُمیدوں سے زیادہ دے گا ۔

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾

اَلَمْ تَرَ ؛ کیا تم نے نہیں دیکھا ؟ کیا تم کو خبر نہیں ؟ اِلَی الْمَلَاِ ؛ اس جماعت کی طرف ۔ مَلَاٌ ؛ بھرا ۔ مِلْءُ الْاَرْضِ زمین بھر ۔ مَلَاٌ ؛ وہ جماعت جو ایک نقطہ پر مجتمع ہو، ایک جگہ کے باشندے ۔ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ ؛ جو بنی اسرائیل کے سردار تھے ۔ مِنْ ؛ بیانیہ ہے اور یہ بیان ہے مَلَاٌ کا ۔ بنی اسرائیل اولادِ یعقوب علیہ السلام کو کہتے ہیں ۔ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی ؛ موسیٰ کے بعد ۔ اِذْقَالُوْا ؛ جب کہ انھوں نے کہا ۔ لِنَبِیٍّ ؛ اسی پیغمبر کو ۔ لَهُمْ ؛ ان کے لئے، ان کے واسطے ۔ لِنَبِیٍّ لَّهُمْ ؛ اپنے پیغمبر کو ۔ لام اضافت کا کام دیتا ہے ۔ غُلَامُ زَیْدٍ ؛ اور غُلَامٌ لِزَیْدٍ میں یہ فرق ہے کہ غُلَامُ زَیْدٍ ؛ ایک معین شخص پر دلالت کرتا ہے ۔ اور غُلَامٌ لِزَیْدٍ کے معنے یہ ہیں کہ زید کے غلاموں میں سے کوئی غلام ۔ اِبْعَثْ ، بَعَثَ کے اصل معنے کسی چیز کا اُٹھانا اور سامنے لانا ہیں ۔ مُردوں کے اُٹھنے، نیند سے اُٹھنے، نبیوں کے بھیجے جانے، کسی کے کسی کام پر مقرر کئے جانے پر

یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اِبۡعَثۡ لَنَا ؛ ہمارے لئے مقرر کرو، متعین کرو۔ مَلِكًا ؛ ایک بادشاہ کو۔ نُقَاتِلۡ ؛ تاکہ ہم جنگ کریں۔ اِبۡعَثۡ ؛ امر کے جواب میں ہے اس واسطے نُقَاتِلۡ مجزوم ہے۔ فِی سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں۔

اس آیت سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ جنگ کے لئے بادشاہ کے انتخاب کی اہمیت۔ یہ نہیں کہ ایک آدمی نکلے اور ناحق ناروا دوسرے مذہب والے کو قتل کر ڈالے اور سمجھے کہ میں جہاد کر رہا ہوں۔ قَالَ ؛ اسی نبی نے کہا۔ هَلۡ عَسَیۡتُمۡ ؛ افعالِ مقاربہ سے ہے۔ امرِ محبوب میں اُمید دلانے کے لئے اور امرِ مکروہ میں ڈرانے کے لئے آتا ہے۔ کیا ایسا تو نہ ہوگا، کیا تم ایسا تو نہ کرو گے؟ اِنۡ كُتِبَ عَلَیۡكُمۡ ؛ اگر تم پر فرض کر دیا جائے۔ اَلۡقِتَالُ ؛ جنگ۔ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؛ کہ تم جنگ نہ کرو۔ قَالُوۡا ؛ انھوں نے کہا۔ وَمَا لَنَا ؛ اور ہم کو کیا ہوا ہے، ہم کو کون چیز مانع ہے؟ اَلَّا نُقَاتِلَ ؛ کہ جنگ نہ کریں۔ فِی سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؛ راہِ حق میں۔ وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا ؛ اور حالانکہ ہم نکال دیئے گئے ہیں۔ مِنۡ دِیَارِنَا ؛ اپنے گھروں سے، اپنے وطن سے۔ یہ خیال رکھو کہ دَارَ اس بڑے گھر کو کہتے ہیں جو کئی چھوٹے چھوٹے گھروں کو گھیر لے۔ اور چھوٹے گھروں کو بُیوت کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ماخوذ ہے۔ دَارَ ۔ یَدُوۡرُ ۔ دَوۡرًا ؛ پھرنا، احاطہ کرنا سے۔ وَاَبۡنَآئِنَا ؛ اور اپنے بچوں سے۔ فَلَمَّا ؛ پھر جب۔ كُتِبَ عَلَیۡهِمُ ؛ اُن پر فرض کر دیا گیا۔ اَلۡقِتَالُ ؛ جنگ۔ تَوَلَّوۡا ؛ پیٹھ پھیر دی، بھاگ کھڑے ہوئے۔ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡهُمۡ ؛ مگر ان میں سے چند کہ وہ ثابت قدم رہے۔ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ بِالظّٰلِمِیۡنَ ؛ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

ترجمہ:- کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی طرف توجہ نہیں کی جو موسٰی کے بعد تھے۔ انھوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کیجئے کہ راہِ خدا میں جنگ کریں۔ پیغمبر نے کہا۔ کیا ایسا تو نہ ہوگا کہ جب تم پر جنگ فرض کر دی جائے تو تم نہ لڑو۔ انھوں نے کہا ہمارے لئے کیا سبب ہے (کون باعث ہے) کہ راہِ خدا میں جنگ نہ کریں حالانکہ ہم وطن سے بھی چھوٹے، بال بچوں سے بھی چھوٹے۔ جب ان پر جنگ فرض کر دی گئی تو (ان بزدلوں نے) پیٹھ پھیر لی (اور بھاگ کھڑے ہوئے) مگر ان میں سے تھوڑے سے (کہ وہ ثابت قدم رہے) اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمۡ نَبِیُّهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ بَعَثَ لَكُمۡ طَالُوۡتَ مَلِكًا ؕ قَالُوۡۤا اَنّٰی یَكُوۡنُ لَهُ الۡمُلۡكُ عَلَیۡنَا وَنَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡكِ مِنۡهُ وَلَمۡ یُؤۡتَ سَعَةً مِّنَ الۡمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰىهُ عَلَیۡكُمۡ وَزَادَهٗ بَسۡطَةً فِی الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤۡتِیۡ مُلۡكَهٗ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۷﴾

وَقَالَ لَهُمْ ؛ اور ان سے کہا ۔ نَبِيُّهُمْ ؛ ان کے نبی نے ۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ ۔ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ ؛ تم پر مقرر کیا ، تمہارے لئے بھیجا ۔ طَالُوْتَ ؛ طالوت کو ۔ طَالُوْتَ طول سے ماخوذ ہے یعنی طَوِيْلُ الْقَامَةِ ؛ ان کا نام ساؤل تھا ۔ مَلِكًا ؛ بادشاہ بنا کر ۔ قَالُوْا ؛ لوگوں نے کہا ۔ اَنّٰى يَكُوْنُ ؛ کیونکر ہوگا ۔ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا ؛ ان کے لئے ہم پر ملک ، وہ ہمارا کیونکر بادشاہ ہوسکتا ہے ۔ وَنَحْنُ ؛ اور ہم ۔ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ ؛ زیادہ حقدار بادشاہی ہیں ، سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں ۔ مِنْهُ ؛ طالوت سے ۔ وَلَمْ يُؤْتَ ؛ اور نہیں دیا گیا ۔ سَعَةً ؛ وسعت ، فراخ دستی ۔ مِنَ الْمَالِ ؛ مال سے ۔ یعنی وہ زیادہ مالدار نہیں ۔ ان کے خیال میں استحقاقِ سلطنت اسی شخص کو ہے جو مالدار ہو ، دھن دولت رکھتا ہو ۔ قَالَ ؛ اس پیغمبر نے فرمایا ۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ نے ۔ اِصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ ؛ تمہارے لئے منتخب کیا ، تم میں سے زیادہ پسند کیا ۔ وَزَادَهٗ ؛ اور طالوت کو زیادہ دیا ہے ، فوقیت دی ہے ۔ بَسْطَةً ؛ کشادگی ۔ فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؛ علم اور جسم میں یعنی طالوت علم اور زور وقوت میں تم سے زیادہ ہے ۔ عامتہ الناس مال کو وجہ ترجیح سمجھتے ہیں اور پیغمبر علم وقوت کو ۔ علمی قوت مالی قوت سے بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ مال کے برموقع صَرف کرنے کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے ۔ جسمانی زور وقوت کو بھی حکومت اور کامیابی میں بڑا دخل ہے ۔

وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ ؛ اور اللہ دیتا ہے ۔ مُلْكَهٗ ؛ اپنے ملک اور سلطنت کو ۔ مَنْ يَّشَآءُ ؛ جس کو چاہتا ہے ۔ اگر تقدیر یاور نہیں ہے تو نہ مال کام آتا ہے اور نہ علم و جسمانی قوت ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؛ اور اللہ کی قوت بڑی وسیع ہے ، اس کے علم کی کچھ انتہا نہیں ۔

بعض لوگ اس آیت سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ استحقاقِ سلطنت باعتبار خاندان یا میراث کے نہ ہونا چاہئے بلکہ علم و ہنر ، زور وقوت جس میں زیادہ ہو وہی سلطنت کا مستحق ہے ۔

ترجمہ :- اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ نے طویل القامت (ساؤل) کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے (بنی اسرائیل نے اپنی قدیم کج بحثی کو کام میں لایا اور) کہا وہ ہم پر کس طرح بادشاہ ہوسکتا ہے ؟ حالانکہ ہم اس سے زیادہ مستحقِ سلطنت ہیں اور اس کے پاس زیادہ مال بھی نہیں ۔ پیغمبر نے کہا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تم پر ترجیح دی ہے اور اس کو علم اور جسمانی قوت میں بھی فوقیت دی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے سلطنت بخشتا ہے ۔ اور اللہ کی قوت بڑی وسیع ہے ، اس کے علم کی کچھ انتہا نہیں ۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ
۳۲ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع ۱۶

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ ؛ اور ان کو ، بنی اسرائیل کو ان کے پیغمبر نے فرمایا ۔ نبی کا لفظ قرآن شریف میں بار بار آتا ہے ۔ نبی نبوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنے ہوئے عالی مرتبت ۔ یہ اصل میں نَبِيْءٌ تھا جو نَبَاءٌ بمعنی خبر سے ماخوذ ہے ۔ یعنی وہ شخص جو

علمی قوت مالی قوت سے زیادہ اہم ہے

کلامِ الٰہی سے خبر دیتا ہے، احکامِ الٰہی پہنچاتا ہے۔ اِنَّ اٰیَۃَ مُلْکِہٖ ؛ اس کے مستحق سلطنت ہونے کی علامت یہ ہے۔ اَنْ یَّاْتِیَکُمْ ؛ کہ تمہارے پاس آئے گا۔ اَلتَّابُوْتُ ؛ صندوق۔ توب سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں رجوع کرنا، واپس ہونا، صندوق میں کپڑے بار بار رکھے جاتے ہیں اور نکالے جاتے ہیں۔ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ ؛ اس میں سکونِ خاطر ہے۔ اطمینانِ قلبی ہے، راحتِ دلی ہے۔ مِنْ رَّبِّکُمْ ؛ تمہارے رب کی طرف سے۔ وَبَقِیَّۃٌ ؛ اور جو باقی رہ گیا ہے۔ مِمَّا تَرَکَ ؛ جو چھوڑ گئے ہیں۔ اٰلُ مُوْسٰی وَ اٰلُ ھٰرُوْنَ ؛ متعلقین موسٰے و متعلقینِ ہارون۔ یہ ہم نے پہلے کہیں بیان کردیا ہے کہ اٰل ، اٰلَ ۔ یَؤُلُ ۔ اَوْلًا سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنٰی ہیں رجوع کرنا، متعلق ہونا۔ تمام اُمّتِ محمدی آلِ محمدؐ ہے۔ متقی، پرہیزگار لوگ خصوصیت سے آلِ محمدؐ ہیں۔ ان سے زیادہ خصوصیت سے بنی ہاشم، ان سے زیادہ خصوصیت سے اہلِ عبا۔ ان سے زیادہ خصوصیت سے ازواج مطہرات اور قرآن شریف میں اَھْلُ الْبَیْتِ سے وہی مراد ہیں۔ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ؛ اس صندوق کو فرشتے اُٹھا لیتے ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ ؛ بے شک اس میں۔ لَاٰیَۃً لَّکُمْ ؛ البتہ تمہارے لئے نشانی ہے، استحقاقِ سلطنت کی دلیل ہے، طالوت کے مستحق ہونے پر دال ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ؛ اگر تم ایماندار ہو۔

ترجمہ :- اور ان سے (بنی اسرائیل سے) ان کے نبی نے کہا کہ طالوت کے مستحقِ سلطنت ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس (تمہارا کھویا ہوا) صندوق آئے گا۔ جس سے تم کو خدا کی طرف سے سکونِ خاطر حاصل ہوگا (اور اطمینانِ دلی پیدا ہوگا) اس میں آلِ موسٰی اور آلِ ہارون کے کچھ آثار اور تبرکات ہیں جس کو فرشتے اُٹھا کر لائیں گے۔ اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں تابوت سے مراد طالوت کا دل ہے۔ اور سَکِیْنَۃٌ سے مراد اطمینانِ قلبی ہے اور مِمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ سے وہ بچی کچھی تعلیم مراد ہے جو پیروانِ موسٰی و ہارون نے دی تھی اور جس کے محافظ ملائکہ یا دوسرے برگزیدہ لوگ تھے۔

مگر یہ معنی بجائے تفسیر کے اعتبار کہنے کے لائق ہیں۔ اعتبار کیا ہے؟ کسی نے اپنے خاص مقصد کے لئے کچھ کہا اور اسے عبرت و نصیحت لینے والے نے اپنے حال پر ڈھال لیا۔ دیکھو! دیوانِ حافظ میں شراب اور لیلٰی مجنوں کا ذکر ہے۔ صوفی اس کو اپنے حال پر منطبق کرتا ہے۔ شراب سے مراد لیتا ہے جوشِ محبت۔ لیلٰی سے محبوبِ حقیقی اور مجنوں سے عاشقِ برگشتہ۔ ایسے معنٰے کو اعتبار کی حد تک رکھنا ہی بہتر ہے۔

قرآنِ شریف کے الفاظ سے جو نکل رہا ہے وہ حقیقی معنٰی و مطلب ہیں اور غیر موضوع لہ یا اعتباری معنٰی اس کا اصلی معنٰی نہیں ہوسکتا۔ عبرت لینے کے لئے بڑا میدان سامنے ہے۔ آپ ایک طریقہ سے عبرت لیتے ہیں اور دوسرا آدمی ایک دوسرے طریقہ سے۔ اصلی معنٰی اہم ہیں۔ اعتبارات کے لئے اصلی معنٰی کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ صاحبو! میں اس آیت سے کیا استنباط کررہا ہوں؟ وہ عنقریب آئے گا۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي

وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ

فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ

قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ

غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۲۴۹﴾

فَلَمَّا فَصَلَ ؛ پھر جب جُدا ہوا ، جب روانہ ہوا ۔ طَالُوتُ بِالْجُنُوْدِ ؛ طویل القامت ساؤل لشکروں کے ساتھ جُنُوْد جمع جُنْدٌ ؛ لشکر ۔ یہ جند سے ماخوذ ہے جس کے معنٰی ہیں سخت زمین جس میں پتھر ہوں ۔ اس کے مادہ میں جمع کے معنٰے ملحوظ ہیں ۔ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ ؛ طالوت نے کہا ۔ بے شک اللہ ، یقیناً اللہ ۔ مُبْتَلِيْكُمْ ؛ تم کو مبتلا کرے گا ، تمہارا امتحان لے گا ، تمہارے صبر و استقلال کی آزمائش ہوگی ۔ بِنَهَرٍ ؛ ایک نہر کے ذریعہ سے ۔ نَهَرٌ کے معنی کشادگی کے ہیں عربی میں نہر دریا اور ندی کو کہتے ہیں ۔ اُردو میں جس کو نہر کہتے ہیں اس کو عربی میں جدول کہتے ہیں ۔ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ ؛ پھر جس نے پی لیا اس نہر سے ۔ فَلَيْسَ مِنِّيْ ؛ تو وہ میرا نہیں ، میرے مقصد کا نہیں ، میرے کام کا نہیں ۔ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ ؛ اور جس نے اس کو چکھا نہیں ۔ یہاں يَطْعَمْهُ سے مراد پیٹ بھر کر پینا ہے ۔ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ؛ تو وہ میرے غرض کا ہے ، وہ سختی کو برداشت کرسکتا ہے ، وہ دشمنوں سے لڑسکتا ہے ۔ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ؛ مگر جو چلو بھر لے اور پی لے تو کچھ مضایقہ نہیں ۔ غَرْفَةً ۔ غُرْفَةً ؛ دونوں صحیح ہیں ۔ ایک ہاتھ میں جتنا پانی آئے ۔ بِيَدِهٖ ؛ اپنے ہاتھ سے ۔ فَشَرِبُوْا مِنْهُ ؛ بے صبروں نے اس نہر سے پانی پی لیا ۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؛ مگر اِن میں کے تھوڑے سے صبر کرنے والوں نے زیادہ نہیں پیا ، پیٹ بھر کر نہ پیا ۔ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ ؛ پھر جب اس نے نہر سے تجاوز کیا ، پار اُترا ، گزر گیا ، عبور کر گیا ۔ هُوَ ؛ وہ ، طالوت ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ؛ اور وہ لوگ جنھوں نے طالوت کے ساتھ ایمان لایا تھا ۔ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا ؛ انھوں نے کہا ہم کو طاقت نہیں ، قوت نہیں ۔ طَاقَةٌ کی اصل طَوْقَةٌ ہے ۔ یہ خیال رکھو کہ حروف اصلی میں الف کہیں اصلی نہیں بلکہ واؤ ، یا (ی) سے بدلا ہوا ہے جیسے قَالَ اور بَاعَ ۔ اَلْيَوْمَ ؛ آج ۔ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؛ جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی ۔ قَالَ ؛ کہا ۔ اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ ؛ وہ لوگ جن کا ظن تھا ، جن کو گمان تھا ۔ بعض دفعہ ظن یقین کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی جن لوگوں کو یقین تھا ۔ اَنَّهُمْ ؛ کہ وہ لوگ ۔ مُلٰقُوا اللّٰهِ ؛ اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں ، انھیں خدا کو منہ دکھانا ہے ۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ ؛ کتنی جماعت ہے ؟ قَلِيْلَةٍ ؛ تھوڑی سی ۔ غَلَبَتْ ؛ غالب ہوگئی ۔ فِئَةً كَثِيْرَةً ؛ بڑی جماعت پر ، بہت سے لوگوں پر ۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؛ بحکم خدا ، خدا کی اجازت سے ۔ وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ ۔

مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؛ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ترجمہ :- پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر روانہ ہوگیا تو اس نے (اپنے ہمراہیوں سے) کہا کہ (راستے میں ایک نہر پڑے گی) اللہ ایک نہر سے تمہارا (تمہارے صبر کا) امتحان لے گا۔ جو (پیٹ بھر کر) اس کا پانی پیئے گا وہ ہمارے کام کا نہیں، جو نہیں پیئے گا وہ ہمارے مقصد کا ہے۔ مگر ہاں اپنے ہاتھ سے کوئی ایک آدھ چُلّو بھر لے (تو کوئی مضایقہ نہیں) پس لوگوں میں سے بجز چند لوگوں کے سب نے پیٹ بھر کر پانی پی لیا۔ جب طالوت اور دیگر ایماندار لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہوگئے تو (جن لوگوں نے پانی پینے میں طالوت کی اطاعت نہیں کی تھی) کہنے لگے کہ جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ جن لوگوں کو یقین تھا کہ انھیں خدا کو منہ بتانا ہے تو انھوں نے کہا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے (صابرین کو معیتِ خدا ہے)۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۞

وَلَمَّا بَرَزُوْا ؛ اور جب ایماندار اور صابر بنی اسرائیل مقابل ہوئے، لڑنے کے لئے نکلے، مبارزت کے لئے تیار ہوئے لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؛ جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے۔ قَالُوْا ؛ دُعا کی، کہا۔ رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب! اَفْرِغْ عَلَيْنَا ؛ ہم پر ڈال دے، ہم پر بہادے، انڈیل دے۔ صَبْرًا ؛ صبر کو۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ؛ اور ہم کو ثابت قدم کردے، ہمارے پیر جمادے۔ وَانْصُرْنَا ؛ اور ہم کو فتح و نصرت دے، ہم کو غالب کردے۔ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؛ کافر قوم پر۔

ترجمہ :- اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل آئے تو دُعا کرنے لگے۔ یارب! ہم کو صبر (واستقلال) عطا فرما۔ ہم کو ثابت قدم بنا اور کافر قوم پر ہم کو فتح و نصرت دے۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۞

فَهَزَمُوهُمْ ؛ پھر بنی اسرائیل نے جالوت کے لشکر کو ہزیمت دی، شکست دی ۔ هَزْمٌ ؛ مادہ بمعنی توڑنا ۔ هَزِيْم ؛ ابر ۔ کیونکہ بادل پھٹ کر اس میں سے مینہ نکلتا ہے ۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؛ بحکمِ خدا ۔ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ ؛ اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا مارڈالا ۔ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ ؛ اور داؤد کو اللہ نے عطا کیا ۔ اَلْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ ؛ سلطنت اور حکمت ۔ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؛ اور ان کو تعلیم دی اور سکھایا، علم دیا جو کچھ وہ چاہتا تھا یا حسبِ منشا ۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ ؛ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا دفع کرنا ۔ اَلنَّاسَ ؛ لوگوں کو ۔ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ؛ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے ۔ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ ؛ تو دنیا فاسد ہوجاتی، تباہ و برباد ہوجاتی، اس کا انتظام خراب ہوجاتا، بگڑ جاتا، درہم برہم ہوجاتا ۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ؛ اور مگر اللہ، اور لیکن اللہ ۔ ذُوْفَضْلٍ ؛ بڑے فضل والا ہے ۔ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ؛ تمام عالموں پر، سب مخلوق پر ۔

ترجمہ :- پھر انھوں نے اللہ کے حکم سے دشمنوں کو شکست دے دی (ان کو پارہ پارہ کردیا) اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ نے داؤد کو سلطنت و حکمت عطا کی اور حسبِ منشاء علم سے سرفراز کیا ۔ اور اگر اللہ بعض کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین کا سارا انتظام بگڑ جاتا (درہم برہم ہوجاتا) مگر اللہ تمام عالموں (مخلوقات) پر بڑا ہی فضل و کرم کرنے والا ہے ۔

مورخین کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد کچھ عرصہ تک بنی اسرائیل کا کام درست رہا ۔ جب ان کے اخلاق و عادات بگڑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کافر بادشاہ جالوت نامی کو ان پر غالب کردیا اور بنی اسرائیل نے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی ۔ سموئیل یا اسماعیل علیہ السلام اس وقت پیغمبر تھے ۔ بنی اسرائیل نے ان سے درخواست کی کہ ان پر کوئی بادشاہ مقرر کیا جائے تاکہ وہ جہاد کرسکیں ۔ پیغمبر نے طویل القامت ساؤل کو بادشاہ مقرر فرمایا ۔ وہ مالدار نہ تھے مگر اللہ نے ان کو علم و ہنر اور زور و قوت عطا کی تھی ۔ ناداری کی وجہ سے بنی اسرائیل کی آنکھوں میں نہ جچے، لیکن پیغمبر نے فرمایا کہ معیارِ سلطنت علم و قوت ہے نہ کہ دھن دولت ۔ کج بحث بنی اسرائیل کو پیغمبر کے کہنے پر بھی تشفی نہ ہوئی اور واضح دلیل کی استدعا کی ۔ پیغمبر کی دُعا سے وہ صندوق جس میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام وغیرہ کے تبرکات تھے پھر مل گیا ۔ طالوت نے جالوت پر فوج کشی کی ۔ موسم بہت گرم تھا ۔ طالوت نے بنی اسرائیل کے صبر کو آزمانا چاہا ۔ راستہ میں ایک نہر پڑتی تھی ۔ فرمایا جو پیٹ بھر اس کا پانی پیے گا وہ ہمارے کام کا نہیں، ہاں چلّو بھر پانی لینے میں کوئی مضایقہ نہیں ۔ بجز تین سو تیرہ کے سب نے پیٹ بھر پانی پیا، اور کہنے لگے کہ جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی ہم میں قوت نہیں ۔ طالوت کے لشکر میں داؤد علیہ السلام کے والد اور ان کے چھ بھائی تھے ۔ داؤد علیہ السلام چھوٹے قد کے تھے اور بکریاں چراتے تھے ۔ طویل القامت سپاہیوں کی آنکھوں میں وہ نہ جچے ۔ مگر طالوت نے ان میں بہادری کے آثار دیکھ کر جالوت کے مقابلہ کے لئے بھیجا ۔ جالوت زرہ بکتر، خود، چار آئینہ سے آراستہ تھا، وہ بالکل غرقِ آہن تھا، صرف اس کی پیشانی خالی تھی ۔ داؤد علیہ السلام نے فلاخن یا گوپھن میں پتھر رکھ کر اس کی پیشانی ہی پر تاک کر مارا، نشانہ کارگر تھا ۔ اور جالوت نقشِ زمین ہوا ۔ اس کے بعد داؤد علیہ السلام کی شادی

جالوت اور طالوت کی لڑائی کا مختصر قصہ

طالوت بادشاہ کی بیٹی سے ہوگئی اور طالوت کے بعد داؤد علیہ السلام بادشاہ بھی ہوئے اور پیغمبر بھی ۔ یہ خدا کا انتظام ہے ۔ ظالموں کو برباد کرنا صرف خدا کا کام ہے ۔ خدا کا فضل نہ ہو تو دنیا تباہ ہو اور سارا نظام درہم برہم ۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰهِ ؛ یہ اللہ کی آیتیں ہیں ، اس کے احکام ہیں ، اس کی نشانیاں ہیں ۔ نَتْلُوْهَا ؛ ہم ان کی تلاوت کرتے ہیں ۔ ہم ان کو سناتے ہیں ۔ تِلْوٌ ؛ کے معنے پیچھے کے ہیں ۔ لفظ کے ساتھ ساتھ معنی پر بھی غور وفکر ہے تو یہ تلاوت ہے ۔ الفاظ پڑھنا ، معنی و مقصد سے غرض نہیں تو ہرگز وہ تلاوت نہیں ۔ عَلَیْکَ ؛ تجھ پر ۔ بِالْحَقِّ ؛ حق حق ۔ بالکل صحیح صحیح ۔ وَاِنَّکَ ؛ اور بے شک تو ۔ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؛ رسولوں سے ہے ۔ تم کو بھی وہی کام کرنے پڑیں گے جو دوسرے پیغمبروں نے کیئے اور وہی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں گی جو دوسرے پیغمبروں نے اُٹھائیں ۔

ترجمہ :- (اے پیغمبر!) یہ اللہ کی برحق آیتیں ہیں ، جو ہم تم کو صحیح صحیح پڑھ کر سناتے ہیں اور بے شک تم بھی رسولوں میں سے ہو ۔

(آیات ماسبق سے ہم کو کیا کیا سبق ملے)

(۱) استحقاقِ سلطنت وحکومت صرف توریث پر مبنی نہیں ۔ اگر پہلے سے کوئی سلطان ہو اور کوئی اس کو بدل کر بدنظمی اور بدامنی پھیلانا چاہتا ہے تو اقتلوا الفرد کائنًا مَن کَانَ ؛ فرد کو تلوار کے گھاٹ اُتار دو چاہے کوئی ہو ۔ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ؛ بدامنی پھیلانا قتل سے بھی بدتر ہے ۔

(۲) استحقاقِ سلطنت صرف بر بناء مال ہی نہیں ۔ گویا مال بھی ایک ضروری چیز ہے ۔

(۳) بزدل ، بھوک پیاس کے کچے ، جنگ میں کام نہیں دیتے ۔

(۴) فتح وشکست کثرت وقلت پر مبنی نہیں ۔ چھوٹی منظم باساز وساماں شجاع جماعت بڑی بھیڑ بھاڑ کو شکست دے سکتی ہے

(۵) فتح ونصرت ، قوت اور علم وحکمت پر مبنی ہے ۔

(۶) احکامِ رسول کی خلاف ورزی ، تباہی کا باعث ہوتی ہے ۔

(۷) اسلحہ کا تیار کرنا اور ان کے استعمال کی مشق پیدا کرنا ۔ رسولوں کی سنت ہے ۔ یہ زمانہ فلاخن اور تزویر کا نہیں ، طیاروں ، دبابوں اور توپ و بندوق کا ہے ۔ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ کا ہے ، ہر طرح کی تیاری کا ہے تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ کا ہے ۔ دشمنوں میں خوف پیدا کرنے کا ہے ، ظالموں کو روکنے کا ہے ۔

(۸) اصلِ اُصول اعتماد علی اللہ ہے ۔ اللہ کی تائید نہ ہو تو سب کچھ ، ہیچ ہے ، لاطائل ہے ، بے کار ہے ، تدبیر کے پَر کٹتے ہیں تقدیر کے آگے ۔ تم اس کو اتفاقیہ کہو یا کسی اور نام سے موسوم کرو ۔

(۹) بزرگانِ دین کے آثار اور تبرکات سے سکونِ خاطر واطمینانِ قلبی وفتح ونصرت حاصل ہوتی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کذلک نفصل الآیات لقوم یتفکرون

۳

تلک الرسل

تفسیر صدیقی

از

شمس المفسرین بحر العلوم خادم القرآن

حضرت محمد عبد القدیر صدیقی قادری حسرت رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

[illegible] محمد [illegible] صدیقی

ناشر: حسرت اکیڈمی پبلیکیشنز صدیق گلشن بہادر پورہ حیدرآباد اے پی

ھدیہ: (   )

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ
الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ
وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۲۵۳

وقف لازم

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ وَاِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؛ یعنی تم بھی پیغمبروں میں سے ہو، اسی کے سلسلے میں آنحضرتؐ اور دوسرے پیغمبروں کے متعلق فرماتا ہے :-

تِلْکَ الرُّسُلُ ؛ یہ پیغمبر۔ تِلْکَ الرُّسُلُ مبتدأ۔ اور فَضَّلْنَا الخ خبر۔ یا تِلْکَ مبتدأ اور اَلرُّسُلُ خبر۔ فَضَّلْنَا ؛ ہم نے فضیلت دی، بزرگی عطا کی۔ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؛ بعض کو بعض پر۔ اس کے فردِ اعلیٰ، اس سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ ؛ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام تین طرح کا ہوتا ہے :-

(۱) ایک قسم کی بے خودی چھا جاتی ہے اور تن بدن میں سنسنیاں چھوٹتی ہیں جس کو حضرتؐ نے صَلْصَلَۃُ الْجَرَسِ سے تعبیر کیا ہے۔ اس حالت میں آپ کا سانس تیز چلتا اور آپ پسینہ پسینہ ہوجاتے، یہ حالت حضرتؐ پر بہت سخت گزرتی۔

(۲) وحی، قطعی الہام، پردہ کی آڑ سے کلام۔

(۳) فرشتہ کا انسانی شکل میں ظاہر ہونا۔ بعض وقت جبرئیلِ امین اعرابی کی شکل میں آتے اور صحابہ کو بھی محسوس ہوتے۔

وَرَفَعَ ؛ اور بلند کیا۔ بَعْضَھُمْ ؛ ان میں سے بعض کو۔ دَرَجٰتٍ ؛ درجے، سیڑھی کے ایک ایک حصہ کو درجہ کہتے ہیں۔ دَرَجٰتٍ حال ہے بَعْضَھُمْ سے۔

رسولِ خدا ﷺ کی فضیلت مسلّم ہے مگر اس بات کا خیال رکھو کہ پیغمبروں کی تعظیم میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو، ایک پیغمبر کو دوسرے پیغمبر پر ایسی فضیلت نہ دو کہ دوسرے پیغمبر کی تحقیر ہو۔ اسی واسطے رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰی ؛ یعنی مجھے یونسؑ پر فضیلت نہ دو۔ مقصد یہ ہے کہ دوسرے پیغمبر کی تحقیر نہ ہو۔

آج کل جُہال کے کلام میں جناب عیسیٰ علیہ السلام، یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی کافی تحقیر کی جاتی ہے، خود کو اُن پیغمبروں پر فضیلت دی جاتی ہے۔ یاد رکھو کہ پیغمبروں کی شان نہایت عالی ہے جن کی تحقیر سے ایمان چلا جاتا ہے۔

وَاٰتَیْنَا ؛ اور ہم نے دیا۔ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ؛ عیسیٰ ابن مریم کو۔ اَلْبَیِّنٰتِ ؛ کھلے معجزے، واضح آثار۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بحکمِ خدا مُردوں کو زندہ کیا، لادوا بیماروں کو اچھا کیا، پیش گوئیاں کیں۔

وَاَیَّدْنٰہُ ؛ اور ہم نے اُن کی تائید کی ، اُن کو قوی کیا ، اُن کو تقویت دی ۔ بِرُوْحِ الْقُدُسِ پاک روح سے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے جبرئیلؑ مراد ہیں ۔

عیسائیوں کے پاس تین اُقنوم ہیں ۔ ان کو اقانیمِ ثلاثہ کہتے ہیں ۔ اور اس مسئلہ کے سمجھنے کو ’’ تثلیث ‘‘ اور ’’ ٹرینٹی ‘‘ (Trinity) کہتے ہیں ۔ ان کے پاس اصلِ کائنات باپ ۔ بیٹا ۔ روح القدس ہیں ۔ یہ تینوں کو قدیم اور ایک کو مستقل اور پھر ان تینوں کو ایک بھی سمجھتے ہیں ۔ غالباً باپ سے مراد اصلِ وجود ذاتِ حق ہے اور بیٹے سے مراد عینِ ثابتہ ، حقائقِ اشیاء اور روح القدس سے مراد تجلی اَسماء وصفات ہے ۔ صوفیہ صافیہ کے پاس خدائے تعالیٰ نے ہر شئے کو جان کر پیدا کیا ہے ۔ یہ نہیں کہ پیدا کرنے کے بعد جانا ہو کہ میں نے اس چیز کو پیدا کیا ۔ پس علم کا مرتبہ قدرت سے پہلے ہے ۔ اور علمِ الٰہی قدیم ہے نہ کہ بالعرض وحادث ۔ کسی چیز کے معلوم ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ چیز موجود ہوجائے ۔ خدائے تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے مگر سب چیزیں پیدا نہیں ہوچکیں ۔ چیزیں کب پیدا ہوں گی ؟ معلوماتِ الٰہی کب خارج میں نمایاں ہوں گے ؟ اعیانِ ثابتہ کب عالمِ خلق میں آجائیں گے ؟ جب اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تجلی ، اعیانِ ثابتہ حقائقِ اشیاء اور معلوماتِ الٰہیہ پر پڑے ۔ اسماء وصفات کی تجلی ہوتے ہی وہ چیز موجود فی الخارج ہوجاتی ہے ۔

ہندوؤں کے پاس بھی تثلیث پرستی ہے ۔ وہ کہتے ہیں خدا ، مادّہ ، جیو ۔ مادّہ سے غالباً اعیانِ ثابتہ اور جیو سے تجلیٔ اسماء وصفات مراد لیتے ہیں جو روح القدس ہے ۔ ان مسائل کو ہم نے ’’ حکمتِ اسلامیہ ‘‘ اور ’’ شرحِ فصوص الحکم ‘‘ میں تفصیل سے بیان کیا ہے ۔

وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ ؛ اور اگر خدا چاہتا ۔ مَا اقْتَتَلَ ؛ باہم نہ لڑتے ۔ اَلَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِھِمْ ؛ وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد تھے ۔ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ ؛ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلائل پہنچ چکے تھے ، آچکے تھے وَلٰکِنِ اخْتَلَفُوْا ؛ مگر اُنھوں نے اختلاف کیا ۔ فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ ؛ پھر اُن میں سے بعض تو وہ ہوئے جو ایمان لائے ۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ کَفَرَ ؛ اور اُن میں سے بعض وہ ہوئے جنھوں نے کفر کیا ، انکار کیا ، حق پوشی کی ۔ وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ ؛ اور اگر خدا چاہتا ۔ مَا اقْتَتَلُوْا ؛ یہ آپس میں نہ لڑتے ۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ ؛ مگر اللہ ۔ یَفْعَلُ مَایُرِیْدُ ؛ کرتا ہے جو چاہتا ہے ، جس کا ارادہ کرتا ہے ۔ مگر خدا سب کی فطرتوں کو ، سب کی حقیقتوں کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور ہر ایک کو حکمتِ بالغہ سے اس کے حسبِ حیثیت دیتا ہے ۔

ترجمہ :- یہ پیغمبر ہیں ۔ ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی (ممتاز بنایا) بعض سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کئے ۔ ہم نے عیسیٰؑ ابنِ مریم کو واضح معجزے دیئے اور روح القدس سے ان کی تائید کی اگر خدا چاہتا تو وہ لوگ جو پیغمبروں کے بعد آئے ہیں واضح نشانیوں کے اُن کو پہنچ چکنے کے بعد آپس میں نہ لڑ مرتے مگر اُنھوں نے اس میں اختلاف کیا ، اُن میں سے کچھ تو مومن ہیں اور کچھ کافر اور اگر خدا چاہتا تو یہ آپس میں قتل وکشت نہ کرتے ، مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (مگر کرتا وہی ہے جو مقتضائے حکمتِ بالغہ ہو ۔ ہر شئے ، ہر شخص کی فطرت کے اقتضا کے موافق ہو) ۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ ۗ وَٱلْكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿۲۵۴﴾

خدائے تعالیٰ نے پہلے جہاد کا حکم دیا، پھر طالوت کا قصہ بیان کر کے عملی صورت پیش کر دی۔ پھر قومی چندے کی طرف توجہ دلائی۔ پھر یہ بتایا کہ پیغمبروں پر دنیا میں کیا کیا مشکلات پڑتی ہیں اور کس طرح وہ دلی قوت کے ساتھ اس کو برداشت کرتے ہیں۔ اب یہ فرماتا ہے کہ تم کو جو کچھ کرنا ہو یہیں کر لو آئندہ غفلت کرو گے تو کچھ نہ کر سکو گے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اے ایماندارو! اے مسلمانو! اَنْفِقُوْا ؛ اِنفاق کرو، خرچ کرو، صرف کرو۔ اس کا مفعول شَيْئًا محذوف ہے۔ مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ ؛ اس مال سے کہ ہم نے تم کو دیا، ہمارے عطیہ سے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ہمارا ہے، ہمارا مال، ہمارے نام پر اور خود تمہارے فائدے کے لئے دینے میں کیوں پیچھے ہٹتے ہو، کیوں تاخیر کرتے ہو؟ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ ؛ قبل اس کے کہ آ جائے، اس دن سے پہلے۔ يَوْمٌ ؛ یوم، دن۔ وہ دن۔ مراد روزِ قیامت ہے۔ يَوْمٌ موصوف ہے اور مابعد کا کلام اس کی صفت ہے۔ لَا بَيْعٌ فِيْهِ ؛ اس میں لین دین نہیں ہے، بیع و شراء نہیں ہے، کوئی کچھ دے دلا کر نہیں چھوٹ سکتا، نہ کسی قسم کا فائدہ کما سکتا ہے۔ وَلَا خُلَّةٌ ؛ اور نہ وہ دوستی جو دل میں گھس جائے۔ خَلَلٌ ؛ دو چیزوں کی درمیانی کشادگی۔ خُلَّةٌ ؛ محبت جو دل میں جائے گیر ہو۔ روزِ قیامت نہ کوئی دوست آشنا ہوگا کہ کچھ مدد دے۔ وَلَا شَفَاعَةٌ ؛ اور نہ سفارش۔ وِتْرٌ ؛ طاق۔ شَفْعٌ ؛ جفت۔ شَفَعَ ؛ ملایا۔ شَفِيْعٌ ؛ سفارشی۔ کیوں کہ وہ جس کی سفارش کرتا ہے اُس کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ بظاہر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کچھ کام نہ آئے گی مگر اس کے بعد کی آیت میں اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؛ مگر اس کے حکم سے ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شفاعت بھی حق ہے۔ تفصیل آئندہ آیت میں آئے گی۔ وَالْكٰفِرُوْنَ ؛ اور کفر کرنے والے، حق پوشی کرنے والے، کفار، بے ایمان۔ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؛ وہی ہیں ظلم کرنے والے، مستحق کو اس کا حق ادا نہ کرنے والے۔

ایمان ہر انسان کا فرض ہے۔ ایمان نہ لانا، احکامِ خداوندی سے اعراض کرنا، ان پر عمل نہ کرنا مستحق کو اُس کا حق نہ دینا ہے جو ظلم ہے۔ ظلم ظلمت ہے جو مانعِ انکشافِ حقیقت ہے اور باعثِ عذاب و آفت۔

ترجمہ :- اے ایمان والو! اس دن کے آنے سے پہلے کچھ ہمارے دیئے ہوئے سے خیر خیرات کر لو۔ اس دن نہ خرید و فروخت ہوگی (نہ بیع و شراء) نہ کسی کی دوستی (کام آئے گی نہ یار و مددگار رکھنا) اور اس دن سفارش کا نام نہ ہوگا (کوئی زبان ہلانے والا نہ ملے گا) اور کافروں نے کفر کر کے خود ہی ظلم کیا۔ (تم پر کس نے ظلم کیا؟ خود تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ تمہارے کفر نے ظلم کیا، تمہارا انکار تمہارے لئے ہی وبالِ جان ہوا)۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝۲۵۵

اللہ تعالیٰ کی صفات

اَللّٰهُ ؛ ذاتِ واجب الوجود، جس کا وجود بالذات ہے اور سب وجود میں اُس کے محتاج ہیں، مجمع صفاتِ کمالیہ، تمام خوبیوں کا سرچشمہ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؛ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی محبوب نہیں، کوئی مقصود نہیں، کوئی موجود نہیں۔ هُوَ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم اس کی حقیقت کچھ نہیں جانتے، صرف اتنا جانتے ہیں کہ اُن عارضی موجودات کے سوا ایک حقیقی موجود بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ کی صفات خدائے تعالیٰ سے الگ نہیں ہیں، کسی طور مستقل نہیں ہیں۔ یعنی خدائے تعالیٰ کی صفات انضمامی نہیں۔ ایسا نہیں جیسے دیوار پر رنگ ہے، پھول میں خوشبو ہے، بلکہ انتزاعی ہیں۔ اصل حقیقت ایک ہے اور مفہوم اور سمجھنے میں ہر صفت دوسری صفت سے جدا ہے یعنی صفاتِ الٰہی لاعین و لاغیر ہیں یعنی منشا کے اعتبار سے غیرِ ذات نہیں اور مفہوم کے لحاظ سے عینِ ذات نہیں۔ ہر نام کا ایک جدا کام ہے، جدا معنی ہے، جدا اثر ہے۔ بہر حال صفاتِ الٰہی انتزاعی ہیں نہ عینِ ذات نہ غیرِ ذات۔

اسمائے الٰہی میں بعض بعض سے مرتبہ میں مقدم ہیں۔ مثلاً علم کا مرتبہ قدرت سے مقدم ہے اور تمام صفات سے مقدم ترین حیات ہے۔ اس کے اوپر صرف ذات ہے۔

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؛ وہ زندہ ہے، وہ عینِ حیات ہے۔ سب کا قیام اسی پر ہے۔ سب کا دار و مدار اسی اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پر ہے۔ وہ محتاج الیہ ہے، سب اُس کے محتاج ہیں۔ القیوم کی اصل قَیْوُوْمٌ ہے۔ جس پر سب کا قیام ہے۔ واؤ کو یا بنا کر ادغام کیا گیا۔

لَا تَاْخُذُهٗ ؛ اس کو نہیں پکڑتی، اس کو اَخذ نہیں کرتی، اس پر اثر نہیں کرتی، اس پر غالب نہیں آتی۔ سِنَةٌ ؛ غنودگی، اُونگھ غنودگی کا مقام آنکھ ہے۔ اس کی اصل وِسْنٌ ہے جیسے عِدَةٌ کی اصل وِعْدٌ ہے۔ وَعَد اور وَسَن مستعمل ہیں اور وِسْن اور وِعْد استعمال نہیں ہوتے بلکہ ان کا تغیر یافتہ صیغہ سِنَةٌ اور عِدَةٌ مستعمل ہیں۔

وَلَا نَـوْمٌ ؛ اور نہ خواب، نیند۔ اس کا مقام دماغ ہے۔ کیوں کہ غنودگی اور خواب میں غفلت پیدا ہوتی ہے اور غفلت موجبِ درہمی برہمی نظام و انتظام ہے لہذا خدا اس سے پاک ہے۔ اس پر جہل اور غفلت کبھی طاری نہیں ہوتی، خدا غافل ہو تو دنیا تباہ ہو۔ ساری دنیا علمِ الٰہی پر قائم ہے۔ جب علم ہی نہ رہے تو معلومات کا وجود کدھر؟ جاہل ہے وہ جو خدا پر غفلت کو جائز

سمجھے ۔ کسی نے ایک بزرگ کے ہاتھ میں دو شیشے دیئے اور تاکید کی کہ اُن کو آپس میں ٹکرانے نہ دیں ، آدمی تھے نیند آ گئی اور دونوں شیشے ٹکرا کر چور چور ہو گئے ۔ اس واقعہ سے وہ بزرگ متنبہ کئے گئے کہ غفلت خدا پر جائز نہیں ۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ؛ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے ، اسی سے قائم ہے جو کچھ عوالمِ علوی میں ہے ۔ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؛ اور جو کچھ زمین میں اور عوالمِ سفلی میں ہے ۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ ؛ وہ کون ہے جو ۔ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ ؛ اس کے پاس شفاعت کرے ، سفارش کرے ۔ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؛ مگر اس کے حکم سے ، اس کی اجازت سے ، اس کے اذن سے ۔

خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا ۔ خدا کا رحم مختلف صورتوں میں نمودار ہوتا ہے ۔ وہی اچھے کام کرواتا ہے ، وہی اچھوں سے محبت پیدا کرواتا ہے ، وہی اچھوں کو شفیع بنا کر سامنے لا کھڑا کرتا ہے ۔

شفاعت اور کفارہ کا فرق

کیا فرق ہے شفاعت اور نام نہاد کفارۂ مسیح میں ؟ کفارۂ مسیح میں حضرت عیسٰی علیہ السلام سب کے گناہوں کی گٹھڑی اپنے سر پر دھر کر دوزخ میں چلے گئے ۔ خود عذاب اُٹھایا اور دوسروں کو بچایا ۔ اب عیسائی چاہیں جتنے گناہ کریں ، جس قدر غریبوں پر ظلم و ستم کریں ، غیر مذہب والوں کو تکلیف اور ایذا پہنچائیں کوئی گناہ نہیں ۔ مذہب بری باتوں اور گناہوں سے روکنے کے لئے ہے نہ کہ اُن پر جرأت دلانے کے لئے ۔ اسلام میں لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ہے ۔ کسی کا گناہ کوئی نہیں اُٹھاتا ۔ اسلام میں ہرگز درست نہیں کہ گناہ کرے کوئی اور عذاب ہو کسی اور پر ۔ سفارش ایک قسم کی التجا ہے ، دعا ہے ۔ خدا کو اپنے دوستوں کا اعزاز کروانا ہوتا ہے تو سفارش قبول کر لیتا ہے ۔ یہ خوب یاد رکھو کہ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ یعنی خدا کے واسطے محبت یہ بھی عمل ہے اور بہترین عمل ہے ۔ کوئی عمل ضائع نہیں جاتا تو یہ عمل کیوں کر ضائع ہو جائے گا ؟ خدا اپنے دوستوں کی ضرور سنے گا اور اُن کے اعزاز کو ساری دنیا پر ظاہر اور نمایاں کرے گا ۔ اس سے نہ خدا کی مجبوری ثابت ہوتی ہے نہ ایک کے گناہ میں دوسرے کا عذاب میں گرفتار ہونا ۔

یہ قاعدہ یاد رکھو کہ ایک جگہ مطلق ہو اور دوسری جگہ مقید تو مطلق کو مقید پر محمول کرنا چاہئے ۔ پس لَا شَفَاعَةَ کو اِلَّا بِاِذْنِهٖ پر محمول کرنا چاہیئے ۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ؛ عربی میں بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کے معنے ہیں اَمَامَهُمْ ؛ یعنی اُن کے سامنے ، یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ اُن کے سامنے ہے ۔ وَمَا خَلْفَهُمْ ؛ اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے ۔ جب ضدین بیان کئے جاتے ہیں تو اس کے معنے ہوتے ہیں تمام ۔ کالا گورا ، چھوٹا بڑا ، اچھا بُرا کے معنے ہیں تمام ۔ اور ہو سکتا ہے کہ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کے معنے دنیا ہو جو سامنے ہے اور وَمَا خَلْفَهُمْ سے مُراد آخرت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے اگلے پچھلے تمام واقعات مُراد ہوں ۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ ؛ اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے ۔ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ ؛ اس کے کسی علم کا ۔ اِلَّا بِمَا شَآءَ ؛ مگر جس قدر وہ چاہے ، جتنا اُس کی مشیت میں ہو ۔

ایک بزرگ منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ کسی نے آ کر ایک مسئلہ پوچھا ۔ آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں ۔ سائل نے کہا ۔ آپ منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر بھی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں ، منبر پر تو اُس کو بیٹھنا چاہیئے جو عالم ہو ۔ اُن بزرگ نے فرمایا ۔ میرا علم مختصر ہے اور یہ منبر بھی مختصر ہے ۔ اگر میں اپنے جہل کے مطابق بلندی پر بیٹھتا تو عرش سے بھی اُونچی جگہ بیٹھتا ۔

[سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؛ تو پاک ہے اے پاک پروردگار! ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہم کو دیا۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ؛ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم کو محدود علم دیا گیا، تھوڑا علم دیا گیا۔ اسی لئے بزرگوں کے بزرگ نے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کہا۔ خدایا! میرے پروردگار! میرے علم کو اور بڑھا۔]

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ؛ کرسی چھوٹے تخت کو کہتے ہیں اور عرش بڑے تخت کو۔ نظامِ کلی کو عرش سے تعبیر کرتے ہیں اور جزئی نظامات و انتظامات کو کرسی سے۔ دیکھو! ہم رات دن کہتے ہیں بادشاہ کی تخت نشینی ہوئی، صدرِ یونین کی کرسی نشینی ہوئی اور میرِ مجلسِ انجمن کی کرسی نشینی عمل میں آئی۔

خدا کی کرسیِ انتظام آسمانوں اور زمین کو حاوی ہے، اُس کی حکومت بہت وسیع ہے۔ وَلَا یَـُٔوْدُہٗ ؛ اور اُسے تھکا نہیں دیتا۔ حِفْظُھُمَا ؛ آسمانوں اور زمین کی حکومت کی حفاظت کرنا یعنی اللہ تعالیٰ باوجودیکہ عوالمِ علوی و سفلی کا انتظام کرتا ہے اور رات دن کرتا ہے مگر کبھی تھکتا نہیں، اُس کو تعب و تکان نہیں ہوتا۔ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ؛ اور وہ بلند مرتبہ، عالیشان، بڑی عظمت و جلال والا ہے۔

ترجمہ:- اللہ۔ کوئی معبود نہیں (کوئی مستحقِ عبادت نہیں) مگر وہ۔ وہ حیاتِ جاودانی رکھتا ہے۔ سب کا اس پر قیام ہے (دارومدار ہے) نہ اُس کی آنکھوں میں غنودگی آتی ہے اور نہ اُس (کے دماغ) پر (خواب) نیند غلبہ کرتی ہے۔ آسمانوں اور زمین، (عوالم علوی و سفلی) میں جو کچھ ہے سب اُس کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے پاس سفارش کرے؟ وہ (دنیا و آخرت) اگلے پچھلے سب (واقعات) کو جانتا ہے۔ اُس کے (بے پایاں) علم کو کوئی احاطہ نہیں کرسکتا مگر اتنا ہی جتنا وہ خود دینا چاہے۔ اُس کی کرسیِ سلطنت آسمانوں اور زمین کی (عوالمِ علوی و سفلی کی) وسعت رکھتی ہے (آسمانوں اور زمین کو احاطہ کرتی ہے) اُن کی حفاظت کر کے بھی (اُن کا انتظام رکھ کر بھی) ذرا نہیں تھکتا۔ (اور نہ اُس کو تعب و تکان ہوتا ہے) وہ عالی شان، عظمت نشان ہے۔

آیۃ الکرسی کا ماحصل

آیۃ الکرسی توحید کی اعلیٰ تعلیم پر مشتمل ہے۔ بالاختصار اس سے حسبِ ذیل اُصول معلوم ہوتے ہیں:-

(۱) اللہ بالذات حی اور قیوم ہے۔ جو بذاتہ مردہ ہو، سراپا احتیاج ہو، وہ کیونکر معبود ہوسکتا ہے؟

(۲) جزئی کلی انتظام سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو بے چارہ ہو، بے قدرت ہو، وہ ہرگز معبود نہیں ہوسکتا۔

(۳) کوئی اُس کے خلافِ مرضی انتظام میں تو کیا دخل دے گا، کسی کے لئے زبان تک نہیں ہلا سکتا، پھر کسی اور کی خدائی کا دعویٰ کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟

(۴) انتظام کرنا تو کجا، قدرت میں دخل دینا کیسا؟ بذاتہ کسی کو علم تک نہیں۔ ہر ایک کو اتنا ہی علم ہے جتنا خدا نے چاہا۔ جو ایسا جاہل ہو، بے علم ہو بھلا وہ خدائی کیا کرے گا؟

(۵) خدا کا علم تو ماضی و مستقبل، کلی و جزئی، علویات و سفلیات، سب پر حاوی اور سب کو شامل ہے۔ نہ کوئی ایسا ہے نہ کوئی اُس کے مقابل ہوسکتا ہے۔

(۶) علویات اور سفلیات، مادیات اور غیر مادیات سب کا انتظام کرنا، اور رات دن بے انتظامی نہ ہونے دینا اور پھر نہ تھکنا، نہ سونا، نہ غفلت، اس کا نہ خدا کے سوا کوئی دعویٰ کرسکتا ہے نہ خدائی کا استحقاق جتا سکتا ہے۔

(۷) یہ تمام دلائل خدا کے عالی مرتبت اور باعظمت ہونے پر دال ہیں۔

اس سے پہلے بیان کردیا گیا ہے کہ اگر خدا بعض کو بعض سے دفع نہ کرتا تو دنیا تباہ ہوتی، امن چین باقی نہیں رہتا۔ اب یہ فرماتا ہے کہ انتظام برقرار رکھنا ایک دوسری چیز ہے اور اعتقاد پیدا کرنا ایک جُدا بات ہے۔ اعتقاد دل کی کیفیت کا نام ہے وہ زبردستی سے کیوں کر پیدا کی جاسکتی ہے؟ لہذا فرماتا ہے :-

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۵۶

لَا اِكْرَاهَ ؛ جبر و اکراہ نہیں۔ کَرِہَ ۔ یَکْرَہُ ۔ کَرَاھَۃً ؛ کراہت کرنا، برا ماننا، ناخوش ہونا۔ اَکْرَہَ ۔ یُکْرِہُ ۔ اِکْرَاھًا ؛ مجبور کرنا، مکروہ بات پر عمل کروانا۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ؛ دین میں کچھ زبردستی نہیں، کسی قسم کی مجبوری نہیں، دین زبردستی نہیں منوایا جاسکتا۔ قَدْ تَّبَیَّنَ ؛ ظاہر ہوگیا، واضح ہوچکا، بیان ہو چکا، تمیز ہوچکا۔ بَیْن ؛ مادہ ہے بَانَ ۔ اِسْتَبَانَ ۔ تَبَیَّنَ ؛ تینوں کے ایک معنی ہیں۔ ظاہر ہوچکا، بیان کردیا گیا اَلرُّشْدُ ؛ کامیابی، ہدایت ۔ اِرْشَاد ؛ ہدایت کرنا۔ رَشِیْدٌ۔ ہدایت یافتہ ۔ مِنَ الْغَیِّ ؛ سرکشی سے، گمراہی سے۔ غَوٰی ۔ یَغْوِی ۔ غَیًّا وَغَوَایَۃً۔ سرکش ہونا، نہ ماننا۔ راہِ رشد و ہدایت، راہِ گمراہی و ضلالت سے ممتاز ہوچکی۔ فَمَنْ یَّکْفُرْ ؛ پھر جو انکار کرے۔ بِالطَّاغُوْتِ ۔ طَغٰی ۔ یَطْغٰی ۔ طُغْیَانًا ؛ حد سے بڑھ جانا، تعدی، گمراہی۔ طَاغُوْت ۔ باطل، باطل پرست، سرکش۔ کفر، شیطان، سرکش جن، بُت، ساحر، کاہن۔ غرض کہ سب میں باطل کے معنے ملحوظ ہیں۔ بِالطَّاغُوْتِ ؛ سرکشی سے۔ کفر و شرک میں پھنسے ہوئے آدمی کو چاہئیے کہ اوّل اپنے باطل خیالات سے انکار کرے۔ باطل کو باطل سمجھے۔ اُس کے بعد ایمان کا درجہ ہے۔ جس گھر میں شیطان بستا ہے اُس میں فرشتے کیوں کر آئیں گے۔ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ ؛ اور اللہ پر ایمان رکھے، خدا کو مان لے۔ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ ؛ تو اس نے پکڑ لیا۔ مَسَکَ ۔ اَمْسَکَ ۔ اِسْتَمْسَکَ ۔ مضبوط پکڑا، سہارا لیا۔ بِالْعُرْوَۃِ ؛ دستہ کو۔ عُرْوَۃٌ ؛ حلقہ، بٹن کا کاج، گنڈی کا تکمہ وہ چیز جو پکڑنے میں سہارا دے۔ عُریٰ جمع۔ اَلْوُثْقٰی ؛ مضبوط۔ اَوْثَقْ کا مونث ہے، بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ؛ عُروۂ وُثقٰی یعنی مضبوط رسی کا حلقہ جس کے سہارے آدمی بلندی پر چڑھتا ہے۔ لَا انْفِصَامَ لَھَا ؛ اس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے، یعنی خوب مضبوط ہے۔ فَصْم ۔ توڑنا۔ اِنْفِصَامُ ٹوٹنا۔ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ؛ اللہ سب کی باتیں سنتا ہے، سب کے خیالات کا علم رکھتا ہے۔

ترجمہ :- دین میں زبردستی نہیں (جبر و زیادتی نہیں) ہدایت کا راستہ ضلالت کے راستے سے ممتاز ہوچکا ہے۔

پھر جو باطل پرستی چھوڑ دے (سرکشوں کی گمراہی سے انکار کرے، خدا کو دل سے مان لے۔) اللہ پر ایمان لائے تو اُس نے (نجات کا) مضبوط حلقہ پکڑ لیا (وہ اس قابل ہوگیا کہ خدا کی رسی پکڑ کر ترقی کرسکتا ہے) (خدا کی یہ رسی بڑی مضبوط ہے) کبھی نہ ٹوٹے گی (اور نہ تم نیچے گروگے) اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ
وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ
اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع ۳۴ ۲

وَلِیٌّ ؛ سرپرست، مددگار، حامی، والی۔ وَلَاءٌ ؛ اَلْوَلِیُ ؛ قرب خواہ بلحاظ مکان ہو یا دین کے ہو، یا صداقت کے ہو، یا آخرت کے یا اعتقاد کے ہو۔ وَلَایَۃ ؛ کسی معاملہ کا متولی ہونا، حاکم ہونا۔ مَوْلٰی ؛ ولایت کرنے والا اور جس کی ولایت کی گئی بمعنی فاعل ومفعول دونوں آتا ہے۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؛ اللہ ایمان داروں کا والی ہے، ان کے کاموں کا متولی ہے ان کا یار و مددگار ہے، ان سے محبت رکھنے والا ہے۔ یُخْرِجُهُمْ ؛ ان کو نکالتا ہے۔ مِنَ الظُّلُمٰتِ ؛ظلمتوں سے، تاریکیوں سے، سخت اندھیرے سے، قسم قسم کی جہالتوں سے۔ اِلَى النُّوْرِ ؛ نور کی طرف، ہدایت کی طرف۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؛ اور جو کافر ہیں، انکار کرتے ہیں، نہیں مانتے۔ اَوْلِیٰٓـُٔهُمْ ؛ان کے والی، مددگار، تائید کرنے والے۔ اَوْلِیَآءُ جمع وَلِیٌّ۔ اَلطَّاغُوْتُ سرکش، طغیان پیدا کرنے والا، شیطان اور شیطان صفت۔ یُخْرِجُوْنَهُمْ ؛ ان کو نکالتے ہیں۔ مِنَ النُّوْرِ ؛ نور سے۔ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۔ظلمتوں اور تاریکیوں کی طرف، ضلالت وگمراہی کی طرف۔ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؛ یہ لوگ دوزخی ہیں، نارِ جہنم کے ساتھی ہیں، آتش غضبِ الٰہی کے ایندھن ہیں۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ؛ یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ خُلُوْد ؛ ہمیشگی، بہت زمانہ تک کسی مقام میں رہنا۔

علم نور ہے۔ جہل ظلمت ہے۔ جس کو ایمان نہیں اس کو علم کہاں؟ اور آتشِ غضبِ الٰہی سے نجات کدھر؟ دنیا میں علم صحیح نہ تھا۔ اور اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ پر صحیح اعتقاد نہ رکھا تو آخرت میں نجات کیونکر ہوگی؟ دوزخ کفر کی ایک صورت ہے جو غضبِ الٰہی کی موجب ہے۔ امان چاہتے ہو تو ایمان پیدا کرو۔ گناہوں کی سزا چند روز دوزخ میں رہنا ہے۔ کفر اور بغاوت کی سزا حبسِ دوام اور خلود فی النار ہے۔ یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔

ترجمہ :- اللہ ایمان والوں کا والی ہے۔ وہ انھیں ظلمتِ (کفر) سے نکالتا ہے اور نورِ (ہدایت) کی طرف پہنچاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے والی (اور ولی) شیطان اور شیطان صفت ہیں جو انھیں نور سے نکالتے ہیں اور ظلمت کی طرف پہنچاتے ہیں۔ یہ لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ ہی میں ہمیشہ

رہیں گے ۔

صاحبو ! دشمنانِ اسلام نے ایک غلط فہمی پھیلا رکھی ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہے ۔ وہ غلط پروپگنڈے کے عادی ہیں ، وہ سفید جھوٹ کہنے سے نہیں ڈرتے ، ان کے ضمیر پر تعصب کے گھٹا ٹوپ ابر چھا گئے ہیں ، حق و باطل میں اُن کو تمیز نہیں ، وہ اپنی طرح دوسروں کو بھی بدتمیز بنانا چاہتے ہیں ۔کوئی ذرا قرآن کی آیتوں پر غور کرے ، وہ تو فرماتا ہے ۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ؛ دین میں کوئی جبر و زبردستی نہیں ۔ وہ فرماتا ہے ۔ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ؛ کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کروگے ، نہیں ، ہرگز نہیں ۔ جو لوگ امن و امان اختیار کرکے باوجود کفر و شرک کے مسلمانوں کے دامنِ عطوفت میں پناہ لیتے ہیں اُن کی حفاظت کا ذمہ مسلمان لیتے ہیں ، اُن کے حقوق کی حفاظت مسلمان کرتے ہیں ۔ وہ لوگ ذمی کہلاتے ہیں ۔ جو حربی (مسلمانوں سے جنگ کرنے والے) بھی چند روز کے لئے امن لے کر مسلمانوں کے ملک میں آتے ہیں تو ان کو امن دینے کا حکم ہے ۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ ؛ اور اگر کوئی مشرک تمہاری پناہ لینا چاہے تو تم اُس کو پناہ دو ۔

کیا اس رحمۃ للعالمین نے اپنے دین کو بزورِ شمشیر پھیلایا ؟ جو فرماتا ہے ۔'' جس نے ابوسفیان کے گھر میں پناہ لی ، اُس کو امن ہے ۔ جس نے مسجد حرام میں پناہ لی ، اُس کو امن ہے ، جس نے اپنے گھر کے دروازے بند کرلئے اُس کو امن ہے ''۔ کیا اُس رحمۃ للعالمین نے زبردستی دین پھیلایا کہ جن کی تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کی طرف سے کل تقریباً ڈھائی سو آدمی ، اور کافروں کے تین چار سو آدمی مارے گئے ۔ رحمۃ للعالمین نے حکم دیا ۔'' عورتوں کو نہ مارو ، بچوں کو نہ مارو ، بوڑھوں کو نہ مارو ، گرجوں اور مندروں میں رہنے والوں کو نہ مارو ۔ جو لڑنے جھگڑنے والے نہیں ، کشت و خون کرنے والے نہیں ، اُن پر رحم کرو ، اُن کو چھوڑ دو ''۔ قرآن میں کوئی غور کرے کہ اس میں جابجا قَاتِلُوْا ہے ۔ باب مُفَاعلة شرکت پر دلالت کرتا ہے ۔یعنی اُن کو مارو جو تم کو مارنا چاہتے ہیں ۔بعض جگہ فَاقْتُلُوْا بھی ہے مگر کن کو ؟ جو تم کو مارتے ہیں ۔مسلمانوں سے زیادہ روادار ، صلح جو کوئی قوم نہیں ۔

ذرا اس زمانہ کی موجودہ حالت پر غور کرو ۔ لاکھوں کروڑوں پر بم باری ہورہی ہے ۔قسم قسم کے آتشیں اسلحہ استعمال کئے جارہے ہیں ۔ رحم کا نام نہیں ۔ نہ بچوں پر ، نہ عورتوں پر ، نہ بوڑھوں پر ، نہ گرجوں میں بیٹھنے والے پادریوں پر ، غرض کسی پر رحم نہیں آتا ۔ اس زمانہ میں نہ مسجدوں کی کوئی حرمت ہے نہ گرجوں کی ، نہ مندروں کی ۔ ہزار ہزار ، دو دو ہزار برس کے گرجے مسمار ہورہے ہیں ، شہر کے شہر تباہ و برباد ہورہے ہیں ۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؛ خشکی اور تری دونوں میں فساد پھیل گیا ہے ۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔تاریخ کے صفحے پلٹو '' کروسیڈ '' کی لڑائیوں میں کیا کیا مظالم مسلمانوں پر نہیں توڑے گئے ؟ صلیبی جنگوں میں کفار جو اپنے کو مجاہد کہتے تھے ، اُن کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں تیرتے تھے ۔مگر اُس زمانے کے نامور سلطان صلاح الدین اعظم نے ان ظالموں سے کیسا نیک سلوک کیا ، زمانہ جانتا ہے ، تاریخ شہادت دیتی ہے ۔ اگر ان پروپگنڈہ کرنے والوں کے دلوں میں ذرا بھی نورِ صداقت ہوتو ایسے جھوٹے الزام لگانے پر جرأت نہ کریں ۔ مگر افسوس

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُـهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۔ اُن کے دل میں صداقت ہی نہیں ہے تو اُن کی زبان سے سچی بات کیونکر نکلے گی ۔ اب وقت آ گیا ہے ۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ؛ قریب میں یہ ظالم جان لیں گے کہ اُن کا انجام کیا ہوگا ؟

جہاد کی حقیقت

اچھا یہ جہاد کیا چیز ہے ؟ کیا یہ زبردستی جنگ کرنا نہیں ہے ؟ سنو ! دشمنانِ دین نے جہاد کے لفظ کو ایک ہوّا بنا دیا ہے ۔ جَهَدَ ۔ يَجْهَدُ ۔ جَهْدًا ؛ کوشش کرنا ۔ جَاهَدَ ۔ يُجَاهِدُ ۔ مُجَاهَدَةً وَجِهَادًا ؛ باہم مل کر کوشش کرنا ۔ قوم کی تعلیم میں کوشش کرنا بھی جہاد ہے ، اصلاحِ اخلاق و عادات کرنا بھی جہاد ہے ۔ تہذیبِ نفس کرنا اور نفس کو بری باتوں سے روکنا بھی جہاد ہے بلکہ جہادِ اکبر ہے ۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ؛ ہم نے جہادِ اصغر سے واپس ہوکر جہادِ اکبر کی طرف رجوع کیا ۔ اسلامی جنگ تہذیب اور امن کے قایم کرنے کے لئے ہوتی ہے اس واسطے وہ بھی جہاد ہے ۔ کیونکہ وہ بہت بڑی کوشش ہے ۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ ؛ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ امن پسند یا حق پرست لوگوں کے ہاتھ سے ، شریروں اور مفسدوں کو دفع نہ کیا جاتا تو رُوئے زمین تباہ ہوجاتی ۔ ایک دوسری جگہ ہے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۔ اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں راہبوں کی ، گرجے نصرانیوں کے اور کلیسے یہودیوں کے ، اور مسجدیں مسلمانوں کی جن میں بکثرت نامِ خدا لیا جاتا ہے ۔ ان آیتوں سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) جنگ یا جہاد ، امن کے برقرار رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے ۔

(۲) معابد میں اور یادِ خدا کرنے میں کسی قسم کا نقصان اور خلل نہ پیدا ہو ۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ اسلام دوسرے مذاہب اور عبادت گاہوں کو برقرار رکھنا چاہتا ہے ۔

جزیہ کس لئے لیا جاتا ہے

اچھا ! غیر مسلموں سے کیوں جزیہ لیا جاتا ہے اور مسلموں سے کیوں نہیں لیا جاتا ؟

اس کا صاف جواب ہے کہ مسلموں سے زکوٰۃ لی جاتی ہے اور غیر مسلموں سے جزیہ ۔ یہ جزیہ ہے کیا ؟ ٹیکسِ حفاظت یا وار فنڈ ۔ جو لوگ جنگی خدمات نہیں ادا کرتے ، امن و امان قایم رکھنے کی کوشش نہیں کرتے ، ان سے یہ ٹیکس لیا جاتا ہے ۔ حضرت ابوعبیدۃ ابنِ جراحؓ نے ان ذمیوں کا جزیہ واپس کردیا جن کی حفاظت کر نہیں سکتے تھے ۔ نیز وہ غیر مسلم جو بحیثیت حلیف کے مسلمانوں کے ساتھ ہوکر لڑیں ، اُن سے ہرگز جزیہ نہیں لیا جائے گا ۔ بعض اسلامی ممالک میں ، جو جنگی تعلیم میں شریک نہیں ہوتے اُن سے ایسا ٹیکس لیا جاتا ہے ۔ جزیہ کے لفظ میں کراہت کی کیا بات ہے اور وار فنڈ کے لفظ میں کیا خوبی ہے کہ جزیہ کے لفظ سے چراغ پا ہوتے ہیں اور وار فنڈ کے لفظ سے نہایت خوش ، حالانکہ دونوں کا مقصد ایک ہے ، غرض متحد ہے ۔ اصل یہ ہے کہ ان دشمنانِ دین کو مسلمانوں کی عداوت نے ان بدگوئیوں پر برانگیختہ کیا ہے ۔

اچھا ! غیر مسلموں کو غلام بنا لینے کی کیا وجہ ہے جب کہ اسلام حریت اور مساوات کا علم بردار ہے ؟

لوگوں کو غلامی کے لفظ سے دھوکا ہوتا ہے ۔ اُن کا خیال روما کے غلاموں اور افریقہ کے غلاموں کی طرف جاتا ہے ۔ اسلام ان مظالم سے پاک ہے ، اسلام میں غیر تعلیم یافتہ و غیر تربیت یافتہ لوگ ، تربیت یافتہ لوگوں کے زیرِ نگرانی دیئے

جاتے ہیں ، اس زمانہ میں حکم ہے کہ ان غلاموں یا غیر تربیت یافتہ یا اَن کلچرڈ اور اَن سیوی لائیزڈ کو بھی وہی کھلائیں جو خود کھائیں ، وہی پہنائیں جو خود پہنیں ، کام لیں تو خود بھی ہاتھ بٹائیں ۔ رسولِ خدا ﷺ نے آخری وقت بھی یہی وصیت کی کہ باندی غلاموں یا غیر تعلیم یافتہ اشخاص کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے ۔ اسلام کا حکم ہے ۔ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّ اٰتُوْهُمْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىْٓ اٰتٰكُمْ کچھ لے کر ان کو نوشتۂ آزادی لکھ دو ، اگر ان میں خیر کے آثار پاؤ یعنی اگر یہ تعلیم و تربیت یافتہ اور خوش کردار ہو جائیں تو اُن کو خدا کے دیئے ہوئے مال سے تم بھی تو کچھ دو ۔

ذرا کَاتِبُوْهُمْ اور اٰتُوْهُمْ کے امر کو دیکھو ۔ کیا وہ وجوب پر دلالت نہیں کرتا ہے ، کیا غلامی نتیجہ بے خیر ہونے کا اور آزادی اثرِ تہذیب و تمدن نہیں ! عامتہ الناس کو صرف لفظِ غلام کے مشترک ہونے سے دھوکا ہو رہا ہے ۔ اسلامی غلامی اور چیز ہے اور غیر مسلموں کی غلامی الگ بات ۔ اسلامی غلام بادشاہ بھی ہوئے ہیں ۔ اِس زمانے کے غلام آزاد ہو کر بھی ہیں وہی غلام کے غلام ۔

ذرا خدا کو حاضر و ناظر جان کر وہ لوگ جو اسلام کے بزورِ شمشیر پھیلنے کا دعویٰ کرتے ہیں ، فرمائیں کہ کیا غلاموں میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کے غلام نہ تھے ؟ اگر اسلام میں ایسی زبردستی ہوتی تو کوئی کافر غلام زندہ نہ رہتا یا کوئی اپنے مذہب پر برقرار نہ رہتا ۔ حقائق الگ چیز ہیں اور جھوٹے پروپگنڈے الگ بات ۔ چاند کے منہ پر خاک ڈالنے سے وہ چھپ نہیں سکتا ۔ اسلامی غلامی کافروں کی رعیت بننے سے بدر جہا بہتر ۔ غیر اقوام کے غلام یا رعایا کو کون سا آرام ہے ، کونسی خوش حالی ہے ؟ کیا حقوق حاصل ہیں ؟ کچھ نہیں ۔ امریکہ میں اور دوسرے مقاموں میں غلام آزاد کرادیئے گئے اور زبردستی آزاد کرادیئے گئے ۔ مگر غور کر کے دیکھو ! تو ڈھاک کے وہی تین پات ، وہی ذِلت و خواری ، آزادی سے کوئی کام کر نہیں سکتا ۔

اس تہذیب کے زمانہ میں بھی غریب حبشیوں پر وہ ظلم و ستم کیئے جاتے ہیں کہ الامان والحفیظ میں ان مسائل کی تفصیلی تحقیق مستقل مضامین میں کروں گا ۔ اس وقت اس ماحضر پر اکتفا فرمائیے ۔

اب تک مخالفینِ اسلام کا بیان کلیۃً و اجمالاً تھا ۔ آئندہ کی آیتوں میں دو تین مخالفین اسلام کے شخصی حالات بطورِ مثال کے بیان کیئے گئے ہیں ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ ۲۵۸

اَلَمْ تَرَ ؛ کیا تم نے نہیں دیکھا ؟ کیا تمہیں نہیں معلوم ؟ اِلَى الَّذِىْ ؛ اس شخص کی طرف ، اس شخص کو ، اس سے مراد نمرود بن کوش ہے جو شاہِ بابل تھا ۔ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ ؛ ابراہیمؑ سے حجت کی ، بحث کی ۔ حَجَّ ۔ يَحِجُّ ۔ حَجًّا کے معنی غالب

اسلامی غلامی کی خوبیاں

وقف لازم

ہونے کے ہیں ۔ دلیل و حجت سے غلبہ حاصل ہوتا ہے ۔ حَآجَّ ۔ یُحَآجُّ ۔ مُحَآجَّۃً ؛ باہم حجت کرنا ، بحث و تکرار کرنا ۔ فِیْ رَبِّہٖ ؛ اس کے ربّ کے متعلق ، خدا کے بارے میں ۔ اَنْ اٰتٰـہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ ؛ منصوب بحذفِ حرفِ جر ہے ۔ لِاَنْ اٰتٰـہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ ؛ اس وجہ سے کہ اللہ نے اس کو سلطنت دے رکھی ہے ۔ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ ؛ جب ابراہیمؑ نے کہا ۔ رَبِّیَ الَّذِیْ ؛ میرا رب ، میرا پروردگار وہ ہے جو یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؛ جلاتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے ۔ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؛ نمرود نے کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں ۔ اُس نے ایک مستحقِ قتل کو آزاد کر دیا اور خواہ مخواہ ایک کو قتل کرا دیا ۔ اور سمجھ لیا کہ میں مارتا بھی ہوں ، اور جلاتا بھی ہوں ۔ کہاں حیاتِ حقیقی کا دینا اور کدھر مستحقِ قتل کو چھوڑ دینا ۔ بلا توسطِ اسبابِ ظاہری موت کا دینا اور چیز ہے اور اسبابِ ظاہری کو استعمال کر کے موت دینا ایک دوسری چیز ۔ یہ ڈل ، مہمل اس نزاکت کو سمجھ نہیں سکتا تھا تو ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے بھی زیادہ عاجز کر دینے والی دلیل پیش کی جس کے سامنے حیل و حجت نہیں چل سکتی تھی ۔

قَالَ اِبْرٰھٖمُ ؛ ابراہیمؑ نے فرمایا ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ ؛ کہ اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ ؛ تو بھلا تو اس آفتاب کو مغرب کی طرف سے تو نکال ۔ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ؛ پس مبہوت و حیران ہو گیا جس نے خدا سے انکار کیا تھا ، پھر وہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا ۔ بَھَتَ ۔ یَبْھَتُ ۔ بُھْتَانًا ؛ مبہوت و حیران کر دینا ، بہتان ، ایسا جھوٹ جو سننے والے کو حیران و پریشان کر دے ۔ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِیْ ؛ اور اللہ ہدایت نہیں کرتا ۔ اَلْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ؛ ظالم قوم کو ۔

خدا وہی کرتا ہے جو حکمتِ الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ حسبِ استعداد عطا فرمائے ۔ جس کی فطرت کا تقاضہ کفر تھا اُس سے کفر نمایاں کیا اور جس کی قابلیت ایمان کی تھی اُس کو ایمان سے سرفراز فرمایا ۔ گھوڑے کو سونڈ نہیں دیتا ، ہاتھی کو سُم نہیں دیتا ۔ خدائے تعالیٰ کو عاجز نہ سمجھنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ خلافِ حکمت کام کرتا ہے ۔ اُس کی قدرت تابعِ حکمت ہے اور حکمت علم کی ایک صورت ہے ۔ جو نادان ہوتے ہیں ، بدعقل ہوتے ہیں ، اُن کی قدرت تابعِ حکمت نہیں رہتی ۔ وہ ایک کام کرتے ہیں اور بعد سمجھتے ہیں کہ یہ کام کرنے کے لائق تھا یا نہیں ۔ حماقت کا کام کر کے افسوس کرتے ہیں ، پچھتاتے ہیں ۔ خدا ان تمام نقصانات سے پاک ہے ۔ جو اس کے خلاف سمجھے ، وہ بے باک ہے ۔ اُس کے خیالات شرمناک ہیں ۔

اس مباحثہ پر ذرا غور کرو کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ نمرود کا دماغ میری دلیل کے سمجھنے سے عاجز ہے اور تاویلِ بے جا کرتا ہے تو آپ نے دوسری واضح تر دلیل پیش کی ۔ ایک ہی دلیل کو لے کر بیٹھ نہیں گئے ۔ علماء کو اُن کی تقلید کرنی چاہیئے اور فوراً تبدیلِ دلیل کرنا چاہیئے ۔ علمِ مناظرہ و کلام کا ماخذ ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے بحث کرنا ہے ۔

مناظرہ کا ماخذ ابراہیم علیہ السلام سے ہے

صاحبو ! مناظرہ کا شوق تو سب کو ہے ، مگر کس طرح مناظرہ کرنا چاہیئے اُس سے واقف نہیں ۔ تمہارا مسلمان بھائی فرعون سے بدتر نہیں ، اور تم موسٰی علیہ السلام سے زیادہ اللہ کے پاس عزیز نہیں ۔ دیکھو حکم ہوتا ہے : فَقُوْلَا لَـہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا ؛ اے موسٰی و ہارون ! فرعون سے نرمی سے بات کرو ۔

اس کے برخلاف آج کل کے علماء کے مناظرات ہوتے ہیں ۔ بات بات پر تکفیر ، ہر وقت سب و شتم ، گالی گفتار ، اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے بڑی حمیت کا کام کیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ

حَوْلِکَ ؛ اگر تم درشت مزاج، سخت دل ہوتے تو یہ سب لوگ تمہارے پاس سے چھٹ جاتے، تمہارے پاس حاضر نہ ہوتے، نہ تمہاری خدمت میں ٹک سکتے ۔

ترجمہ :- کیا تم نے اُس کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رَب کے متعلق حجت کی تھی (اس گھمنڈ میں) کہ اُس کو خدا نے سلطنت دی تھی ۔ جب ابراہیم نے کہا، میرا رب جلاتا بھی ہے، مارتا بھی ہے تو (نادان نمرود نے) کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں ۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے (اگر تجھ سے ہو سکے) تو ذرا اُس کو مغرب سے نکال دے (نمرود) جو (انکار کر رہا تھا) کفر میں مبتلا تھا، مبہوت و حیران ہو گیا (ہکا بکا رہ گیا) اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا، (ہٹ دھرموں کو حق تک نہیں پہنچاتا) ۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾

اَوْ كَالَّذِىْ ؛ یا تم ایسے شخص کو بھی جانتے ہو ۔ اگر کاف زاید ہے تو کیا تم اس کو بھی جانتے ہو ۔ مَرَّ ؛ گزرا مَرَّ ۔ یَمُرُّ ۔ مُرُوْرًا گزرنا، عبور و مرور کرنا ۔ عَلٰى قَرْيَةٍ ؛ قریہ پر ایک بڑے قصبہ پر، گاؤں پر، بستی پر ۔ قَرْيَة ۔ بہت سے گھروں کا مجموعہ ۔ قَرْیٌ ۔ جمع کرنا ۔ وَهِىَ خَاوِيَةٌ ؛ اور وہ قریہ یا بستی گری ہوئی ہے ۔ خَوىٰ ؛ کھوکھلا ہونا اور اس کو لازم ہے گر جانا اور خالی ہونا ۔ عَلٰى عُرُوْشِهَا ؛ اپنے چھتوں سمیت، عُرُوْش ؛ جمع عرش، منڈوا ۔ چھت ۔ چھتوں کے گرنے کے بعد ان عمارتوں کی دیواریں ان پر آ پڑی تھیں ۔ قَالَ ؛ کہا ۔ اَنّٰى ؛ کیسا، کب ۔ يُحْيِىْ هٰذِهِ اللّٰهُ ۔ خدا اس کو زندہ کرے گا، یا، آباد کرے گا ۔ بَعْدَ مَوْتِهَا ؛ اس کے مرنے کے بعد، اس کے ویران ہونے کے بعد ۔ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ ؛ پھر اس کو خدا نے موت دے دی ۔ یہ ضمیر اَلَّذِىْ مَرَّ کی طرف پھرتی ہے ۔ قَرْيَة کی طرف اس لئے نہیں پھرتی کہ وہ مؤنث ہے ۔ مِائَةَ عَامٍ ؛ سو برس، یکصدی ۔ عَام ۔ سال ۔ عَوَامْ ۔ جمع ۔ عَامَ يَعُوْمُ ۔ عَوْمًا ؛ تیرنا ۔ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؛ پھر اس کو اُٹھایا، زندہ کر دیا، جلایا ۔ قَالَ

كَمْ لَبِثْتَ ؛ خدائے تعالیٰ نے پوچھا۔ تم کب تک پڑے رہے؟ ٹھہرے رہے؟ قَالَ لَبِثْتُ ؛ عرض کیا، میں رہا۔ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۔ ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصّہ۔ بَعَضَ ۔ يَبْعَضُ ۔ بَعْضًا ۔ کاٹنا۔ بَعْض کچھ حصّہ، چند لوگ۔ بَعُوْضَة ؛ مچھر۔ کیوں کہ وہ چھوٹا ہوتا ہے قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ؛ فرمایا۔ تم تو سو سال تک پڑے ہوئے تھے۔ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ ؛ پھر تم اپنے کھانے کو دیکھو۔ وَشَرَابِكَ ؛ اور تمہارے پانی کو دیکھو۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ ؛ متعفن نہیں ہوا، نہیں بُسا، نہیں سڑا۔ سنه سے ماخوذ ہے۔ سَنَةٌ ؛ سال۔ سَنِهَ الطَّعَامُ ؛ گیہوں اور کھانے کا متغیر ہونا، بگڑنا۔ وَانْظُرْ ؛ اور دیکھو۔ اِلٰى حِمَارِكَ ؛ تمہارے دراز گوش کی طرف وَلِنَجْعَلَكَ ؛ اور تا کہ ہم تم کو کردیں۔ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لئے نمونۂ قدرتِ الٰہی۔ نشانِ اعجازِ حق۔ ہم نے تم کو یہ سب معجزے دکھائے اور خود تم کو بھی اپنے اعجاز کا ایک نمونہ بنا دیا۔ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ ؛ ذرا ان ہڈیوں کو بھی دیکھ لو یعنی دراز گوش کی كَيْفَ نُنْشِزُهَا ؛ ہم ان کو کس طرح جوڑتے ہیں۔ نَشَزَ يَنْشُزُ نَشْزًا ؛ بلند ہونا، بلند جگہ جانا۔ نُشُوْز ؛ نافرمانی، اپنے کو بلند مرتبہ سمجھ کر اطاعت نہ کرنا۔ ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؛ پھر ان پر گوشت پہناتے ہیں۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ؛ جب ان کو صاف صاف معلوم ہوگیا، جب ظاہر ہوگیا۔ قَالَ ۔ عرض کیا۔ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؛ میں جانتا ہوں، مجھے عین الیقین کا علم حاصل ہو چکا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یقین کے درجات

یقین تین طرح کا ہوتا ہے :-

(۱) علم الیقین، معتبر آدمی سے سُن کر یقین کرنا۔

(۲) عین الیقین، آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنا۔

(۳) حق الیقین، خود اپنے پر بیتنے کے بعد یقین کرنا۔

ترجمہ :- (اے پیغمبر) کیا اس شخص کے متعلق بھی کچھ علم ہے جو ایک قریہ (یعنی بیت المقدس) پر سے گزرا جو چھتوں سمیت گر پڑا تھا۔ عرض کیا۔ خدا اس کو مرنے (اور ویران ہونے) کے بعد کس طرح زندہ (اور آباد) کرے گا؟ خدا نے ان کو سو برس تک موت دی پھر ان کو اُٹھایا۔ پوچھا۔ تم کب تک پڑے رہے؟ عرض کیا۔ ایک دن یا دن کے کچھ حصّہ تک۔ فرمایا: تم تو سو برس تک پڑے رہے تھے پھر تم اپنے کھانے پینے کو تو دیکھو کہ نہ بُسا ہے (نہ سڑا ہے) اور تمہارے گدھے کو بھی دیکھ لو (تمہارے اس مارنے اور جلانے کا مقصد یہ ہے) کہ تم کو لوگوں کے سامنے (اعجازِ قدرت کا) نمونہ بنائیں اور ہڈیوں کو بھی دیکھ لو کہ ہم ان کو کس طرح جوڑتے اور ان پر کس طرح گوشت چڑھا دیتے ہیں جب وہ ان سب باتوں سے واقف ہوئے تو عرض کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بعض منکرینِ معجزہ وخرقِ عادت جان چھڑانے کے لئے یہ تاویل کرتے ہیں یہ ایک خواب کا واقعہ ہے اور بعض لوگ موت سے مراد ویرانی اور مُردہ کو زندہ کردینے سے مُراد آبادی بیت المقدس لیتے ہیں جو بعض پیغمبروں کی قبولِ دعا کا اثر تھا۔

کہتے ہیں کہ بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر اور آبادی ٹھیک ایک سو برس کے بعد ہوئی تھی مگر اس قسم کے واقعات تفسیر کے طور پر نہیں بلکہ اعتبار کے طور پر لئے جائیں تو مناسب ہے۔

ع ۳۵ ۳

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ ؛اور جب کہ کہا ابراہیمؑ نے ۔ اُذْکُرْ مقدر کا ظرف ہے یعنی اُس واقعہ کو بھی یاد کرو جب کہ ابراہیمؑ نے کہا ۔ رَبِّ ؛ اے میرے رب ! اے میرے پروردگار ، اے میرے پالنے والے ، پرورش کرنے والے ۔ اصل میں رَبِّیْ تھا (ی) تخفیفًا حذف کردی گئی جس پر کسرہ دَلالت کرتا ہے ۔ اَرِنِیْ مجھے دکھا دے ۔ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؛تو مُردوں کو کس طرح حیات دیتا ہے، جلاتا ہے ۔ مَوْتٰی جمع مَیِّتٌ ۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؛ فرمایا کیا تم کو یقین نہیں ، ایمان نہیں ؟ قَالَ بَلٰی ؛ عرض کیا کیوں نہیں ۔ بَلٰی اثبات کی نفی کے لئے آتا ہے ۔ وَلٰـکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؛ اور لیکن تاکہ مجھے اطمینانِ قلبی ہوجائے ، میرے دل کو سکون ہوجائے ۔ یعنی میں اِحیاءِ موتٰی کو دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو اور علم الیقین ، عین الیقین کی طرف ترقی کرے ۔ جو جانتا ہوں اُس کو آنکھوں سے بھی دیکھ لوں ۔ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ ؛فرمایا تو چار پرندے لے لو ۔ طَارَ ۔ یَطِیْرُ ۔ طَیْرًا ؛ اُڑنا ۔ طَائِر ۔ پرندہ ۔ طَیْرٌ و طُیُوْرٌ ؛ جمع ۔ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ؛ ان کو ہلالو، ان کو منگواؤ، ان کو خود سے مانوس کرو ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو بوٹی بوٹی کرڈالو ۔ صَوْرٌ مادہ ۔ ہلانا ، جُھکانا ۔ ثُمَّ اجْعَلْ ؛ پھر کردو ، پھر رکھ دو ۔ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ ؛ ہر پہاڑ پر ۔ مِنْهُنَّ جُزْءًا ؛ ان پرندوں میں سے ایک حصّہ کو، یا ایک عدد کو ۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ پھر ان پرندوں کو بلاؤ ۔ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ۔تمہارے پاس آئیں گے دوڑتے ہوئے یعنی زندہ ہوکر ۔ جیسا کہ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اور جُزْءًا سے ظاہر ہے یعنی حکم دیا گیا کہ چار پرندوں کو لے کر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کرو اور اُن ٹکڑوں کو ایک پہاڑ پر رکھ دو ۔ اور پھر ان پرندوں کو بلاؤ ۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے ۔ اس سے اِحْیَاءِ مَوْتٰی کا عینی مشاہدہ ہوجائے گا ۔

بعض کہتے ہیں کہ اِحْیَـاءِ مَـوْتٰی سے مراد مُردہ قوموں کا زندہ ہونا ہے اور ان کا خیال ہے کہ چار پرندوں کو لو جو ہلے ہوئے نہ ہوں ، پھر اُن کو ہلالو ، ان کو تعلیم دو اور ایک ایک پرندے کو جدا جدا پہاڑ پر رکھو ۔ پھر ان کو بلاؤ ۔ دیکھو تعلیم و تربیت کا اثر یہ ہوگا کہ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے ۔ اسی طرح جو قومیں جہل کی موت مرچکی ہوں تعلیم کے بعد وہ زندہ دل ہوجائیں گی ، تمہاری طرف دوڑتی ہوئی آجائیں گی ، تمہارے احکام کی اطاعت کریں گی ۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ ؛ اور معلوم رکھو جان لو کہ اللہ ۔ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ؛عزت وقوت اور حکمت والا ہے ۔

احیاءِ موتٰی کی غرض و غایت

ترجمہ :- اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو کہ) جب ابراہیمؑ نے اللہ سے درخواست کی ۔ اے میرے پروردگار ! مجھ کو تو دکھادے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا ؟ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ تم کو یقین نہیں ؟ عرض کیا کیوں نہیں ۔ مگر (میں آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں) تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے ۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لو ۔ اُن کو (اپنے پاس منگواؤ) اپنے سے ہلالو ، پھر ایک ایک پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو ، پھر اُن کو بلاؤ ۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے ۔ اور جان لو کہ اللہ (قوت اور حکمت والا ہے) عزیز حکیم ہے ۔

خدائے تعالیٰ نے اس سے پہلی آیتوں میں عالمِ آخرت کا ثبوت اور اپنی قدرتِ کاملہ کا دلائلِ قطعیہ سے یقین دلادیا ۔ اب عالمِ آخرت کے ساز و سامان حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ جس طرح میں مُردوں کو زندہ کرسکتا ہوں تمہارے نیک اعمال کو عالمِ مثال یا آخرت میں دس سے لے کر سات سو تک ترقی دیتا ہوں ۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۱

مَثَلُ الَّذِيْنَ ؛ ان لوگوں کی مثال ۔ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ ؛ جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ، صرف کرتے ہیں ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں ۔ سَبِيْل ؛ راستہ ۔ سُبُلٌ جمع ۔ كَمَثَلِ حَبَّةٍ ؛ اس دانہ کے مثل ہے ، مانند ہے ۔ حَبَّةٌ ۔ دانہ ، گولی حُبُوْب ۔ جمع ۔ اَنْۢبَتَتْ ؛ اُگایا ۔ نَبَتَ ۔ يَنْبُتُ ۔ نَبَاتًا ؛ اُگنا ۔ اَنْبَتَ يُنْبِتُ ۔ اِنْبَاتًا ؛ اُگانا ۔ نباتات اسی سے ہے ۔ سَبْعَ سَنَابِلَ ؛ سات بالیں ، سات بھٹے ، سات خوشے ۔ سَنَابِلَ جمع سُنْبُلَةٌ ۔ اس کی اصل سُنبل بمعنی خوشہ ہے ۔ سُبل ؛ مونچھ ۔ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ ؛ ہر بھٹے میں ، بالی میں ۔ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؛ (۱۰۰) سو دانے ۔ ایک دانے سے سات بھٹے نکلے اور ہر بھٹے میں سو سو دانے یعنی ایک دانہ کے سات سو دانے ۔ اسی پر بس نہیں کرتا ۔ فرماتا ہے ۔ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ ؛ اور اللہ کئی چند ، کئی گنا کرتا ہے ، اور بڑھاتا ہے ۔ ضِعْفٌ ۔ دو چند ۔ اصل میں اس کے معنی زیادتی کے ہیں ۔ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ؛ اس شخص کے لئے کہ چاہتا ہے یعنی خدا جس کے لئے چاہتا ہے سات سو سے زیادہ بھی برکت عطا کرتا ہے ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؛ اور اللہ وسعت و کشادگی والا ہے ، علم والا ہے ۔

ترجمہ :- ان لوگوں کی مثال جو اپنے (قسم قسم کے) مالوں کو راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں (دیتے ہیں) مثل اس دانہ کے ہے جس میں سے سات بھٹے نکلے اور ہر بھٹے میں سو دانے ہیں ۔ اور اللہ جس

کے لئے چاہتا ہے کئی گنا کر دیتا ہے (اُس کی سخاوت کشادہ ہے) اُس کی عطا وسیع ہے وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے (اور بہت ہی باخبر ہے) ۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ ؛ جو لوگ اپنے مال صرف کرتے ہیں ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں ۔ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ ؛ پھر پیچھے نہیں لگاتے ۔ مَآ اَنْفَقُوْا ؛ اس چیز کے کہ خرچ کیا ہے ۔ مَنًّا ؛ احسان جتانا ۔ مَنَّ ۔ يَمُنُّ ۔ مَنًّا ؛ کاٹنا ، احسان دھرنا ، احسان کرنا ۔ وَلَآ اَذًى ؛ اور نہ تکلیف دینا ، ایذا رسانی یعنی مال دینے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں نہ کسی قسم کی ایذا پہنچاتے ہیں ۔ لَهُمْ اَجْرُهُمْ ؛ ان کے لئے ہے ان کا اجر ۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؛ ان کے رَب کے پاس یعنی خدا ان کو ان کی سخاوت کا بدلہ عطا کرے گا ۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ؛ اور ان پر کسی کا خوف نہیں ، ڈر نہیں ۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؛ اور نہ وہ غمگین اور رنجیدہ ہوں گے ، نہ ان کو حزن و ملال ہوگا یعنی دین و دنیا میں ان کے کئے ، ان کے دیئے کے ضائع ہونے کا خوف نہیں اور نہ کسی اور طرح سے ان کو غم و حزن پہنچے گا ۔

یاد رکھو ! وہ سخاوت کوئی چیز نہیں جس میں احسان جتلایا جائے یا کسی قسم کی تکلیف و ایذا دی جائے ۔ بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ فقیر کو پیسہ دیتے ہیں اور ساتھ ہی دو چار صلواتیں بھی سنا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے ناک میں دم کر دیا ہے ۔ ایک کو دیں ، دو کو دیں ۔ خیرات کریں ، چندے دیں ، آخر کن کن کو دیں ، ہٹے کٹے ہو ، دس کو پالنے کے قابل ہو تم خود کماؤ ، کھاؤ اور کھلاؤ ۔

ترجمہ :- جو لوگ راہِ خدا میں اپنے مال صرف کرتے ہیں اور اس کے بعد نہ احسان دھرتے ہیں نہ ایذا پہنچاتے ہیں خدا کے پاس اُن کو اُن کے دیئے کا بدلہ ملے گا ۔ نہ اُن کو کسی قسم کا خوف ہوگا نہ حزن و ملال ۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ؛ اچھی بات ۔ جس طرح سب گفتگو کرتے ہیں ویسے ہی گفتگو کرنا ۔ وَمَغْفِرَةٌ ؛ اور مغفرت ، خطاپوشی ۔ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ ۔ ایسے صدقے اور خیرات سے بہتر ہے ۔ يَّتْبَعُهَآ اَذًى جس کے پیچھے ایذا ہو ، جس کے بعد تکلیف ہو ، سخت کلامی ہو ، درشت گوئی ہو ، دل شکنی ہو ۔ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ؛ اور اللہ غنی ہے ، بے نیاز ہے ۔ تمہاری خیرات کی اُس کو ضرورت نہیں مگر بردبار ہے ، حلیم ہے ، سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا ۔

ترجمہ :- اچھی بات کہنا اور مغفرت و خطا پوشی کرنا ایسے صدقے (اور خیرات) سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا (اور درشت گوئی) ہو۔ اور اللہ غنی ہے، حلیم ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۖ فَمَثَلُهُۥ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُۥ وَابِلٌ فَتَرَكَهُۥ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ ۝٢٦٤

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے ایمان والو۔ لَا تُبْطِلُوْا ؛ باطل نہ کرو، برباد نہ کرو، اکارت جانے نہ دو۔ مفعولِ مطلق ہے اَیْ لَا تُبْطِلُوْا اِبْطَالًا کَاِبْطَالِ الَّذِیْ۔ بَاطِلٌ ؛ باطل، نقیضِ حق، جس کو ثبات نہ ہو، قیام نہ ہو۔ اِبْطَالٌ ؛ کسی چیز کو بگاڑ دینا یا نیست و نابود کر دینا۔ صَدَقٰتِکُمْ ؛ اپنے صدقوں کو، خیرات کو۔ صَدَقَۃٌ ؛ ہر ایک نیک کام۔ خواہ زکوۃ ہو یا کوئی دوسرا فعل۔ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ؛ احسان دھرنے سے اور ایذا رسانی سے۔ کَالَّذِیْ ؛ اس کی مثال تو ایسی ہے، مثل اس شخص کے ہے جو یُنْفِقُ مَالَهٗ ؛ اپنا مال خرچ کرتا ہے، صرف کرتا ہے، دیتا ہے۔ مَالٌ ؛ ہر وہ چیز جس کی طرف انسان کا دل مائل ہو۔ رِئَآءَ النَّاسِ ؛ لوگوں کے دکھانے کو۔ رَاءَ ی۔ یُرَائِیْ۔ مُرَاءَاۃً۔ وَرِئَآءً ؛ دکھاوا کرنا۔ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ ؛ اور وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا۔ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؛ اور روزِ قیامت پر۔ وہ تو نہ خدا کو ثواب دینے والا سمجھتا ہے اور نہ آخرت میں بدلہ ملنے کا اُس کو یقین ہے۔ فَمَثَلُهٗ ؛ اس کی مثال تو ایسی ہے۔ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ ؛ جیسے ایک چکنی چٹان۔ چکنا پتھر۔ عَلَیْهِ تُرَابٌ ؛ اُس پر کچھ مٹی ہے۔ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ ؛ پھر اس پر ایک زور دار بارش ہوگئی، پس پہنچی اس کو موسلا دھار بارش۔ فَتَرَکَهٗ صَلْدًا ؛ پھر کر چھوڑا اُس کو، پھر کر دیا اُس کو صاف، اور رہی سہی مٹی نکل گئی۔ بھلا ایسی حالت میں کیا زراعت ہوگی؟ اور اُس کو کیا نفع پہنچے گا؟ صَلْدٌ ؛ وہ سخت پتھر جس پر کوئی چیز نہ اُگے۔ رَاْسٌ صَلْدٌ ؛ ایسا سر جس پر بال نہ اُگیں۔ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ ؛ اُن کو کسی چیز پر قدرت نہ ہوگی، اُنھیں کچھ نہ ملے گا، اُن کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ مِمَّا کَسَبُوْا ؛ اُس چیز سے کہ انھوں نے کمایا، وہ اپنی کمائی سے کچھ فائدہ نہ اُٹھائیں گے۔ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِیْ ؛ اور اللہ ہدایت نہیں کرتا۔ کامیاب نہیں کرتا۔ اَلْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ؛ کافر قوم کو، منکرین کو، حق پوشوں کو۔

ترجمہ :- اے ایمان والو! تم اپنی نیکیوں کو برباد نہ کرو (اکارت جانے نہ دو) احسان دھر کر، ایذا پہنچا کر۔ جیسے کسی نے دکھاوے کو خیرات کی۔ نہ اُس کو خدا پر ایمان نہ آخرت کا یقین۔ اُس کی مثال تو

ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر اُس پر ہے تھوڑی مٹی اور اُس پر پڑ گئی موسلا دھار بارش پھر وہ جیسے پہلے چکنا پتھر تھا پھر چکنا ہو گیا۔ اپنی کمائی سے اُن کو کچھ نہ ملا۔ اللہ (ازلی) کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ ؛ اور اُن لوگوں کی مثال جو۔ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ ؛ اپنے مال صرف کرتے ہیں۔ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اللہ کی رضا جوئی کے لئے، چاہتے ہوئے اللہ کی رضا مندی کو۔ ابْتِغَآءَ مفعول لہ ہے يُنْفِقُوْنَ کا۔ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ؛ اور کچھ اپنے کو ثابت اور مضبوط کرنے کے لئے، اور اپنا دلی اعتقاد برقرار رکھنے کے لئے۔ كَمَثَلِ جَنَّةٍ ؛ ان کی مثال ایسے باغ کی ہے۔ جَنَّةٌ۔ گھنا باغ۔ اس مادہ میں ڈھانکنا اور چھپانا ہے۔ جِنٌّ ؛ نظر نہ آنے والی مخلوق۔ جَنِيْنٌ ؛ پیٹ میں کا بچہ بِرَبْوَةٍ۔ رَبْوَةٌ۔ رِبْوَةٌ ؛ بلند اور نرم زمین۔ رَبَا۔ يَرْبُوْ۔ رِبَآءً ؛ بلند ہونا، زائد ہونا، اچھا ہونا۔ اَصَابَهَا ؛ اس باغ کو پہنچا وَابِلٌ ؛ موسلا دھار بارش، زور کا مینھ۔ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ؛ پھر دیا اُس نے اپنے دو چند پھلوں کو۔ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ ؛ پھر اگر اس کو موسلا دھار بارش نہ پہنچے۔ فَطَلٌّ۔ تو شبنم کافی ہے، اوس بس ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ؛ اور اللہ تم جو کچھ کرتے ہو اُس سے باخبر ہے، اُس کو دیکھتا ہے۔

ترجمہ:- اور اُن لوگوں کی مثال جو خدا کی رضا جوئی اور اپنا اعتقاد اور نیت برقرار رکھنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی ہے جو نرم اور بلند زمین پر واقع ہے۔ اُس پر زور دار بارش پڑی تو اُس نے دو چند پھل دیئے اور پھر اگر زوردار بارش نہ بھی پڑے تو اوس ہی کافی ہے اور اللہ تم جو کچھ کر رہے ہو اُس کو دیکھ رہا ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع

اَیَوَدُّ ؛ کیا چاہتا ہے، خواہش کرتا ہے، دوست رکھتا ہے۔ وَدَّ ۔ یَوَدُّ ۔ وُدًّا ؛ محبت کرنا۔ وَدُوْدٌ ؛ بہت محبت کرنے والا۔ اَحَدُکُمْ ؛ تم میں کا ایک۔ اَنْ تَکُوْنَ ؛ کہ ہو۔ لَـهٗ جَنَّةٌ ؛ اُس کے لئے ہے ایک باغ، اس کا باغ۔ مِنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ؛ کھجوروں اور انگوروں کا۔ نَخِیْل ؛ نخل کی جمع ہے۔ کھجور کا درخت۔ اَعْنَابٌ جمع عِنَبٌ ؛ انگور، انگور کی بیل، دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؛ اس باغ کے ماتحت نہریں یعنی ندیاں بہتی ہیں۔ لَـهٗ فِیْهَا ؛ اس شخص کے لئے اس باغ میں۔ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؛ ہر قسم کے میوے بھی ہیں۔ جہاں رات دن نہریں بہتی ہوں بھلا وہ باغ کیونکر سرسبز نہ رہے گا؟ وَاَصَابَهُ الْکِبَرُ ؛ اور اسے بڑھاپا بھی پہنچ گیا ہو، وہ بڈھا ہوگیا ہو۔ وَلَـهٗ ذُرِّیَّةٌ ؛ اور اُس کی اولاد بھی ہے، بال بچے بھی ہیں، اُس کی ذریت بھی ہے۔ تنِ تنہا نہیں کہ کسی طرح تکلیف اپنی جان پر برداشت کرے۔ ذَرَّ ۔ یَذُرُّ ذَرًّا ؛ بھاگنا، پھیلانا، منتشر کرنا۔ اسی سے ذرہ ہے۔ ذَرَّةٌ ؛ چھوٹی چیونٹی کو بھی کہتے ہیں۔ ذُرِّیَّـةٌ ؛ آدمی کی اولاد۔ اس کی جمع ذَرَارِیْ ہے۔ جملہ اَصَابَهُ الْکِبَرُ بحذفِ قَدْ حال ہے۔ ذُرِّیَّةٌ حال ہے اَصَابَـهٗ کی ضمیر سے۔ ضُعَفَآءُ ؛ کمزور ہیں، ضعیف ہیں، ناتواں ہیں۔ دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں۔ دوسروں کی ایسی ضرورت کے وقت فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ ؛ اس باغ کو بگولا پہنچا۔ مادّہ۔ عَصْرٌ ؛ نچوڑنا۔ بگولا چونکہ گردش کھاتا ہے اس لئے اعصار کہا گیا ہے۔ فِیْهِ نَارٌ ؛ اس میں آگ ہے۔ فَاحْتَرَقَتْ ؛ پھر وہ باغ جل گیا۔

خیال کرو! کیسا اچھا باغ ہمیشہ نہروں سے شاداب، اس میں کھجور کے درخت، انگور کی بیلیں، ہر قسم کا میوہ ہو۔ وہ شخص بوڑھا بھی ہو۔ اس کے ضعیف و ناتواں بچے بھی ہوں۔ ایک بگولا آئے سارے باغ کو جلا کر خاکِ سیاہ کردے۔ غور کرو کہ اس شخص کی پریشانی کی کیا حالت ہوگی؟ یہی حالت ہے احسان کرکے احسان دھرنے والے کی کہ کیا کرایا سب برباد۔ احسان جتانے والے کی مثال

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ ؛ ایسے ہی اللہ بیان فرماتا ہے۔ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؛ تمہارے لئے اپنی نشانیاں، اپنے احکام۔ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ تاکہ تم غور وفکر کرو، سوچو، سمجھو۔

ترجمہ:- کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اُس کے لئے ایک باغ ہو جس میں کھجور کے درخت اور انگور کی بیلیں ہوں۔ نیچے سے نہریں بہتی ہوں، اُس (باغ) میں اُس کے لئے ہر قسم کا میوہ ہو۔ اسے بڑھاپے نے آ گھیرا ہو۔ اس کے (چھوٹے چھوٹے) ضعیف و ناتواں بچے ہوں پھر ایک بگولہ آئے جس میں آگ بھی ہو اور وہ باغ جل جائے۔ خدائے تعالیٰ تمہارے لئے ایسے ہی نشانیاں بیان فرماتا ہے تاکہ تم کچھ غور وفکر کرو (اور سوچو سمجھو)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪

وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ؛ اے ایمان دارو ! اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! اَنْفِقُوْا ۔ خرچ کرو ، دو ، انفاق کرو ۔ مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ ؛ اچھے مال سے جس کو تم نے کسب کیا ، کمایا ۔ طَيِّبٌ ؛ اچھا ، خوشبودار ۔ وَمِمَّآ ؛ اور اُس چیز سے ۔ اَخْرَجْنَا لَكُمْ ؛ ہم نے تمہارے لئے نکالا ، اُگایا ۔ مِنَ الْاَرْضِ ؛ زمین سے ۔ مَا كَسَبْتُمْ سے مراد صنعت وحرفت ہے ۔ اور وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ سے مُراد زراعت ہے ، معدنیات ہے ۔ وَلَا تَيَمَّمُوا ؛ اور قصد نہ کرو ، ارادہ نہ کرو ۔ اَمَّ ۔ يَمَّمَ اور تَيَمَّمَ ۔ تینوں کے معنے ہیں قصد کیا ، ارادہ کیا ۔ برادرِ وضو تَيَمُّمْ میں نیت فرض ہے کیونکہ اس کے مادّہ میں نیت و ارادہ ملحوظ ہے ۔ اَلْخَبِيْثَ مِنْهُ ؛ اس میں سے بدتر کو خَبِيْث ؛ بدبودار ۔ یہاں سود کا ، رشوت کا ، چوری کا ، جوے کا ، غرض ہر ایسی قسم کا روپیہ مُراد ہے جو ناجائز طور سے حاصل کیا گیا ہو ۔

یاد رکھو ! تمہارے اعمال عالمِ مثال و آخرت میں صورت لیں گے ۔ حلال کا پیسہ ، جائز طور سے کمائی ہوئی چیزیں ، خوبصورت ، خوشبودار اور خوش ذائقہ اشیاء کی صورت لیں گی اور ناجائز اور حرام کی کمائی بدصورت ، بدبُودار اور بدمزہ چیزوں کی صورت لے گی ۔

تُنْفِقُوْنَ ؛ جس کو تم صرف کرتے ہو ، دیتے ہو ۔ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ ؛ اور تم اُس کو نہ لوگے ۔ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؛ مگر یہ کہ تم اس میں آنکھیں بند کرلو ، چشم پوشی کرجاؤ ۔ غُمُوْض ؛ مخفی ہونا ، چھپنا ۔ غَامِض ۔ باریک چیز ۔ اِغْمَاض ؛ چشم پوشی کرنا عیب کی طرف سے انجان ہونا ۔ وَاعْلَمُوْٓا ؛ اور جان لو ۔ اَنَّ اللّٰهَ ؛ کہ اللہ ۔ غَنِيٌّ ؛ غنی ہے ، بے نیاز ہے ، مستغنی ہے ۔ اُس کو تمہارے ناجائز پیسہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ حَمِيْدٌ ۔ قابلِ حمد ہے ، تعریف کے لائق ہے ، مستحقِ ستائش ہے ۔ حَمِيْدٌ بمعنی محمود جس کی تعریف ہو ۔

ترجمہ :- اے ایمان دارو ! تم خدا کے نام پر خیرات کروتو اپنی اچھی کمائی میں سے دو اور اُس چیز میں سے دو جس کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خبیث و ناکارہ چیزوں کے دینے کا ارادہ نہ کرو ۔ تم ناکارہ چیز کو نہیں لیتے مگر یہ کہ تم اس میں چشم پوشی کرجاؤ اور خوب جان لو کہ اللہ بے نیاز ہے (بے پروا ہے) مستحقِ حمد وثنا ہے (اور بڑا ہی خوبیوں والا ہے) ۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ
وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمْ ؛ شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے ، ڈراتا ہے ۔ اَلْفَقْرَ ؛ فقیری سے ، ناداری سے ، تنگدستی سے ۔ اور

بہکاتا ہے کہ خیر خیرات کرو گے تو مفلس و نادار ہو جاؤ گے ۔ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ؛ اور تم کو حکم دیتا ہے ظاہر بظاہر بری بات کا ۔ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ ؛ اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے، تم کو اُمید دلاتا ہے ۔ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؛ اپنی خطا پوشی وفضل وکرم کی ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ ؛ اور اللہ بڑی وسعت و گنجایش والا ہے ۔ عَلِيْمٌ ؛ باخبر اور علم والا ہے ۔

ترجمہ :- شیطان تم کو فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی خطا پوشی اور مغفرت اور فضل وکرم کا وعدہ کرتا ہے ۔ اور اللہ بڑی وسعت و گنجائش والا (اور باخبر) اور علم والا ہے ۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ ؛ حکمت سے سرفراز کرتا ہے، دانائی بخشتا ہے ۔ حکمت کیا ہے؟ ہر چیز کو حسبِ اقتضاء کرنا ۔ مقتضائے حال کے موافق کہنا اور کرنا ۔ مَنْ يَّشَآءُ ۔ جس کو چاہے ۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ ؛ اور جس کو حکمت دی گئی، دانش و بینش سے ممتاز کیا گیا ۔ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؛ اس کو خیرِ کثیر دیا گیا، اس کو بہت بھلائی مل گئی ۔ وَمَا يَذَّكَّرُ ؛ اور نصیحت نہیں لیتا، عبرت حاصل نہیں کرتا، اس کو یاد نہیں رکھتا ۔ يَذَّكَّرُ اصل میں يَتَذَكَّرُ ہے ۔ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ مگر صاحبانِ عقل ۔ اَلْبَاب جمع لُبّ ؛ مغز، عقلِ خالص ۔

ترجمہ :- خدا جس کو چاہتا ہے حکمت (ودانشمندی) سے سرفراز کرتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر مل گیا ۔ مگر وہی لوگ نصیحت لیتے ہیں جو صاحبِ عقل ہیں ۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ ؛ اور تم نے جو خرچ کیا ۔ مِنْ نَّفَقَةٍ ؛ کوئی دینے کی چیز، کوئی خیرات ۔ اَوْنَذَرْتُمْ ؛ یا تم نے نذر اور منت مانی مِنْ نَّذْرٍ ؛ کوئی نذر ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؛ پھر بے شک اللہ اُس کو جانتا ہے، خدا کو وہ معلوم ہے ۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ ؛ اور ظالموں کے لئے نہیں ہے ۔ مِنْ اَنْصَارٍ ؛ کوئی یار و مددگار، فتح و نصرت دینے والا ۔

ترجمہ :- اور تم جو کچھ بھی خیرات کرتے ہو یا نذر مانتے ہو اس کو اللہ جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی یار و مددگار نہیں ۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۷۱﴾

اِنْ تُبْدُوْا ؛ اگر تم ظاہر کرو ۔ بَدْوٌ مادّہ ۔ بَـدَا ۔ یَـبْدُوْ ۔ بَدَاءً ؛ ظاہر ہونا ۔ اِبْدَاءٌ ظاہر کرنا ۔ بَادِیَةٌ ؛ جنگل ۔ بَدْوٌ ؛ صحرانشین ۔ بَدَوِیٌّ ؛ ایک صحرانشین ۔ بَـدَاوَةٌ ۔ پہلے پہل ظاہر ہونا ۔ بَـادِیَ الرَّاْیِ ؛ بے سوچے سمجھے کسی بات کو ظاہر کرنے والا ۔ اَلصَّدَقٰتِ ؛ صدقوں کو، خیرات کو ۔ فَنِعِمَّاهِیَ ؛ اصل میں فَنِعْمَ مَاهِیَ ہے مَا بمعنی شَیْءٌ ہے ، اِنْ تُبْدُوْا کا جواب ہے اگر تم کھلم کھلا خیرات کرو تو وہ بھی اچھا ہی کام ہے ۔ وَاِنْ تُـخْفُوْهَا ؛ اور اگر تم اس خیرات کو چھپاؤ، مخفی طور سے خیرات کرو تو وہ نمائش و ریا سے پاک رہے گی ۔ وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ ؛ اور اس کو فقیروں اور غریبوں کو دو ۔ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؛ پس وہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔ خیر کا لفظ اچھے اور بہتر دونوں کے معنی میں بولا جاتا ہے اس کی اصل اَخْیَرُ ہے ۔ وَیُكَفِّـرُ عَنْكُمْ ؛ اور تمہارا کفّارہ کردے گا ، تم سے چھپادے گا ، تم سے مٹا دے گا ۔ مِنْ سَیِّـاٰتِكُمْ ؛ تمہاری برائیوں سے ، تمہارے گناہوں کو ۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ؛ اور اللہ اس چیز سے کہ تم کرتے ہو واقف اور خبردار ہے ۔

ترجمہ :- اور اگر تم کھلے بندوں خیرات کرو تو وہ بھی اچھا ہے (کہ لوگ اُس کی تقلید کریں گے ، تم کو دیکھ کر خیرات کریں گے) اور اگر اپنی خیرات کو چھپاؤ اور فقیروں (اور محتاجوں) کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے (کہ وہ ریا اور نمائش سے پاک رہے گی) اور اللہ اس سے تمہارے گناہوں کا کفّارہ کردے گا (تمہاری برائیوں کو چھپادے گا) اور اللہ تم جو کچھ کرتے ہو اُس سے باخبر ہے ۔

لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

لَیْسَ عَلَیْکَ ؛ تم پر لازم نہیں ، تمہارے ذِمّہ نہیں ۔ هُدٰهُمْ ؛ ان کی ہدایت ، ان کو راہِ راست پر لانا ۔ وَلٰـکِنَّ اللّٰهَ ؛ اور لیکن اللہ ، بلکہ اللہ ۔ یَهْدِیْ ؛ ہدایت کرتا ہے ، مقصود تک پہنچاتا ہے ۔ مَـنْ یَّشَـآءُ ۔ جس کو چاہتا ہے ، اپنے حسبِ منشاء ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا ؛ اور جو کچھ تم صرف کرو ، خرچ کرو ۔ مِنْ خَیْرٍ ؛ مال سے ، خیرات سے ۔ فَلِاَ نْفُسِکُمْ ؛ پس اُس کا نفع تمہارے لئے ہے ، اپنے لئے ہے ۔ وَمَا تُـنْـفِـقُـوْنَ ؛ اور تم تو صَرف نہیں کرتے ۔ اِلَّا ابْتِـغَـآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؛ مگر اللہ کی رضا مندی چاہتے ہوئے ، مگر خدا کی رضا جوئی کے لئے ۔ وَمَا تُـنْـفِـقُوْا مِنْ خَیْرٍ ؛ اور جو کچھ تم صرف کرو مال سے ، خیرات سے ۔ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ ؛ وہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا تم کو اُس کا پورا اجر ملے گا ۔ وَاَنْـتُـمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ؛ اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا

جائے گا، تمہارا حق مارا نہیں جائے گا، اور تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے۔

ترجمہ:- (اے پیغمبر) ان کی ہدایت تمہارے ذِمّہ نہیں (تم پر واجب نہیں) مگر خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تم جو خیرات کرتے ہو اُس کا نفع تمہارے لئے ہے اور تم تو خدا کی رضا جوئی ہی کے لئے خرچ کرتے ہو اور تم جو کچھ خیر خیرات کرتے ہو اُس کا اجر تم کو پورا پورا ملے گا (اور تمہارا حق مارا نہیں جائے گا) اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ
يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ع ۳۷ ۵ ربع

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ؛ ان فقیروں کے لئے جو۔ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؛ راہِ خدا میں روک لئے گئے، محصور کر لئے گئے، گھیر لئے گئے، اُن کا محاصرہ کر لیا گیا۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ؛ اُنھیں استطاعت نہیں، اُن سے ممکن نہیں۔ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ چلنا زمین میں، وہ کہیں نہیں جاسکتے۔ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ؛ ناواقف اُنھیں گمان کرتا ہے، جو نہیں جانتا ہے وہ سمجھتا ہے۔ اَغْنِيَآءَ جمع غَنِيْ؛ تونگر۔ مِنَ التَّعَفُّفِ؛ عِفت اور پاکیزگی کی وجہ سے، قناعت اور نہ مانگنے کی وجہ سے۔ تَعَفُّفْ؛ خلافِ مروت اور بری بات سے بچنا، پرہیز کرنا۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ۔ سیما؛ علامت۔ پیشانی کو بھی سیما اس لئے کہا جاتا ہے کہ اُس کے دیکھنے سے بہت سے حالات معلوم ہوجاتے ہیں۔ تم اُن کو پہچانتے ہو اُن کی پیشانی سے، اُن کی صورت سے۔ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ؛ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے۔ اِلْحَافًا؛ چمٹ کر، ہٹ سے۔ لِحَاف؛ رضائی۔ اِلْتَحَفَ؛ اوڑھ لیا۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ؛ اور تم جو خیرات کرو، مال صرف کرو۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ؛ بے شک اللہ اس کا علم رکھتا ہے، اس سے باخبر ہے۔

ترجمہ:- خیرات ان فقیروں کا حق ہے جو راہِ خدا میں محصور ہیں (اللہ واسطے روک دیئے گئے ہیں) کہیں جا آ نہیں سکتے۔ انجان ان کو نہ مانگنے کی وجہ سے غنی سمجھتا ہے مگر تم ان کی صورت سے (ان کے حال سے) واقف ہو، وہ بہت چمٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے اور تم جو خیرات کرو بے شک اللہ کو اس کا علم ہے

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

وقف منزل

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ ؛ جو لوگ صرف کرتے ہیں ، خرچ کرتے ہیں ، انفاق کرتے ہیں ، دیتے ہیں ۔ اَمْوَالَھُمْ ؛ اپنے مالوں کو ۔ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ ؛ رات دن ۔ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً ۔ چھپے اور کھلے ، پوشیدہ اور ظاہر ۔ سَرَّ ۔ یَسُرُّ ۔ سِرًّا ؛ چھپنا ۔ سِرٌّ ؛ راز چھپی ہوئی بات ۔ اَسْرَار جمع ۔ سُرِّیَۃ ۔ خواص ۔ سُرُوْر ؛ خوشی جو دل میں رہتی ہے ۔ عَلَنْ ؛ ظہور ۔ اِعْلَانْ ۔ مشہور کرنا ۔ فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ ؛ ان کے لئے ہے ان کا اجر ، ان کو ان کا ثواب ضرور ملے گا ۔ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؛ ان کے رب کے پاس موجود ہے وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ ؛ انھیں کوئی خوف نہیں ، کوئی ڈر کی بات نہیں یعنی ان کی خیرات ضائع نہ جائے گی ، ان کی سخاوت برباد نہ ہوگی ۔ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؛ اور ان کو کوئی حزن و ملال نہ ہوگا ، ان کے بدلے اور ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی کہ غمگین اور رنجیدہ ہوں ۔

ترجمہ :- جو لوگ اپنے مال رات دن چھپے اور کھلے صرف کرتے ہیں (خرچ کرتے ہیں) اُن کا بدلہ اور ثواب اُن کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ اُن کو کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ حزن و ملال ۔

صدقہ اور خیرات کرنے والے سود خواروں کے بالکل مخالف ہیں ۔ ایک طرف خیرات ہے تو ایک طرف بلا معاوضہ مال جمع کرنا ۔ ایک جانب رحم دلی ہے تو ایک جانب سنگدلی ۔ ایک کے دل میں انسانی ہمدردی ہے تو دوسرے کے دل میں خودغرضی اسی واسطے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وقف لازم

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا ؛ جو لوگ سود کھاتے ہیں ، سود خوار ۔ رِبٰوا ؛ بڑھوتی ، سود ، بیاج ، بتی ۔ یوژری اور انٹریسٹ ۔ سب ایک ہی چیزیں ہیں اور نام مختلف ہیں ۔ قرآن شریف میں اس کا اِملا رِبٰوا ہے اور عام تحریر میں ربا ۔ رَبَا ۔ یَرْبُوْ ۔ رِبًا ؛ بڑھنا زیادہ ہونا ۔ رَابِیَۃ ۔ رَبْوَۃ ۔ رُبْوَۃ ؛ ٹیلا ۔ غرض کہ اس مادّے میں زیادت کے معنی ملحوظ ہیں ۔ رِبٰوا کیا ہے؟ اس کے متعلق ہم عنقریب تحقیق کریں گے ۔ لَا یَقُوْمُوْنَ ؛ وہ کھڑے نہیں رہتے ، وہ قائم نہیں رہتے ۔ اِلَّا کَمَا ؛ مگر جس طرح ۔ اُس کی اصل

یوں ہے قِیَامًا كَقِيَامِ الَّذِیْ ۔ یعنی مفعولِ مطلق ہے ۔ یَقُوْمُ ؛ کھڑا ہوتا ہے ۔ اَلَّذِیْ ؛ جو ۔ یَتَخَبَّطُهُ ؛ جس کو خبطی بنا دیا ہو ، مخبوط الحواس کردیا ہو ، آسیب زدہ کردیا ہو ، مجنون کردیا ہو ۔ خَبَطَ ۔ یَخْبِطُ ۔ خَبْطًا ؛ سخت مار مارنا ، درخت کے پتے جھڑانا اَلشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؛ شیطان چھوکر ، شیطان کے چھونے سے ، شیطان کے حلول کرنے سے ، شیطان کے سایہ سے ، سر پر بھوت سوار ہونے سے یعنی سود خوار خود غرضی کی وجہ سے ایسے مجنونانہ کام کرتا ہے جیسے اُس کے سر پر کوئی جن سوار ہو ۔ اُس کو حق اور باطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی ۔ اُس کو روپے کا آسیب ہوجاتا ہے ۔ وہ انسانیت کو چھوڑ کر شیطان میں مسخ ہوجاتا ہے ذٰلِکَ ؛ یہ بات ۔ بِاَنَّهُمْ ؛ اس لئے ہے کہ وہ لوگ یعنی سود خواروں نے ۔ قَالُوْا ؛ کہا ۔ اِنَّمَا الْبَیْعُ ؛ اس کے سوا نہیں کہ بیع ، بیوپار ۔ مِثْلُ الرِّبٰوا ؛ مثل سود کے ہے ۔ بیوپار میں بھی زیادتی ہے اور بیاج میں بھی ۔ جیسی بیع ہے ویسی رِبا ہے ۔ دونوں لین دین کی صورتیں ہیں ۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ ؛ اور خدا نے سودے کو تو حلال کردیا ۔ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؛ اور سود کو حرام ۔ خدا نے بیوپار کو جائز کیا اور بیاج کو ناجائز ۔ فَمَنْ جَآءَهٗ ؛ پس جس کے پاس آئے ، پھر جس کو پہنچے ۔ مَوْعِظَةٌ ؛ نصیحت ، پند و وعظ ۔ مِنْ رَّبِّهٖ ۔ اس کے رَب کے پاس سے ، اس کے پروردگار کے پاس سے ۔ فَانْتَهٰی ؛ پھر وہ باز رہا ، رُک گیا ۔ نَهٰی ـــ یَنْهٰی ـــ نَهْیًا ؛ روکنا ۔ اسی سے نہایت بھی ہے کیونکہ جب چیز ختم ہوجاتی ہے تو آگے بڑھنے نہیں دیتی ۔ اِنْتَهٰی ۔ یَنْتَهِیْ ۔ اِنْتِهَاءً ؛ رکنا ، باز رہنا ، پرہیز کرنا ۔ فَلَهٗ ؛ پھر اس کے لئے ہے ۔ مَاسَلَفَ ؛ جو گزرا ۔ سَلَفَ ۔ یَسْلُفُ ۔ سَلَفًا ؛ گزرنا ۔ یعنی اس نہی اور ممانعت سے پہلے جو کچھ گزرا سو گزرا ۔ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ ؛ اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے ، اس کی سزا و جزا خدا کے حوالے ۔ وَمَنْ عَادَ ؛ اور جو عود کرے ، دوبارہ کرے ، پھر کرے ۔ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؛ پس وہ ہیں دوزخ والے ، وہ تو دوزخی ہیں ، وہ نذرِ آتش ہیں ۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ؛ وہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی جو لوگ سود کو باوجود اس کی حرمت کے کھاتے ہیں اور پھر اس کو جائز بھی سمجھتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کب ہیں وہ تو ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے ۔

ترجمہ :- جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوسکیں گے مگر مثل اس (آسیب زدہ) کے جس کو شیطان نے چھوکر خبطی بنادیا ہو ۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان سود خواروں نے کہا کہ جیسا سودا ہے ویسا سود ہے (جیسی بیع ہے ویسی رِبا بھی ہے) اور خدا نے بیع کو حلال کیا اور رِبا (اور سود) کو حرام اور پھر جس کے پاس اس کے رَب کے پاس سے نصیحت (اور ممانعت) پہنچ چکی اور وہ باز بھی آ گیا (اور اپنی سود خواری سے رُک گیا) تو اسی کے لئے ہے جو کچھ ہوا اور اس کا کام خدا کے حوالے ہے اور جو دوبارہ کرے (یعنی باوجود ممانعت کے پھر سود لے) تو پھر یہی لوگ دوزخی ہیں ، وہ تو اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔

بعض لوگوں نے اَلَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؛ سے آسیب اور جنات کے اثر کو ثابت کیا ہے ۔ جو لوگ روحانیات سے نابلد ہیں وہ اس سے انکار کرتے ہیں مگر ان کا انکار ناتجربہ کاری پر مبنی ہے ۔ روحانیات کے کاموں کو ان کے ماہرین پر چھوڑنا چاہیے ۔ زیادہ سے زیادہ یہ لوگ جو کہہ سکتے ہیں یہ ہے کہ ہم کو اس کا تجربہ نہیں ، ہم کو اس کا ثبوت نہیں ملا ۔

غرض کہ ان کے عدمِ علم سے عدمِ وجود ثابت نہیں ہوسکتا ۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

يَمْحَقُ ؛ مٹاتا ہے ۔ مَحْقٌ ؛ نقصان ۔ مَحْقَةٌ ؛ ایک چیز کو گھٹا دیا اور اس کو بے برکت کر دیا ۔ مَحَاقُ شَهْرٍ ؛ اٹھائیسویں ، انتیسویں اور تیسویں شب جن میں رات اندھیری رہتی ہے اور چاند نظر نہیں آتا ۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا ؛ خدا سود کو بے برکت کر دیتا ہے ۔ وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۔ اَرْبٰى ۔ يُرْبِىْ ۔ اِرْبَاءٌ ؛ بڑھانا ، ترقی دینا ۔ اللہ صدقات اور خیرات و مبرات کو ترقی دیتا اور اس میں برکت عطا کرتا ہے ۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ ؛ اور اللہ محبوب نہیں رکھتا ، دوست نہیں رکھتا ، پسند نہیں کرتا ۔ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ؛ ہر ناشکرے گناہ گار کو ۔

ترجمہ :- اللہ رِبا (اور سود) کو مٹاتا (گھٹاتا اور بے برکت کر دیتا) ہے ۔ اور خیرات و مبرات کو بڑھاتا (اور ترقی پذیر کرتا) ہے اور اللہ کسی ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؛ بے شک جو لوگ ایمان لائے ، بے شک ایماندار ۔ ایمان تمام اعمال کی اصل ہے اس واسطے اس کو بار بار دہرایا جاتا ہے تاکہ تمام دشواریاں آسان ہو جائیں ۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؛ اَیْ: اَلْاَعْمَالَ الصّٰلِحٰتِ ۔ اور عملِ صالح کئے ، نیک کام کئے ۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؛ اور اچھی طرح سے اور پابندی سے نماز پڑھی ۔ ایمان کے بعد نماز کا مرتبہ ہے ۔ نماز کی شان ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ ؛ نماز ہر بری بات سے روکتی ہے ۔ نمازی خدا کا درباری بن جاتا ہے وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ ؛ اور زکوۃ دیتے رہے ۔ لَهُمْ اَجْرُهُمْ ؛ ان کو ان کا اجر ، ان کا ثواب ، ان کا بدلہ ملے گا ۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؛ ان کے رب ، ان کے پروردگار کے پاس ۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ؛ اور نہ ان کو خوف ہوگا نہ ڈر کیوں کہ انھوں نے خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؛ اور ان کو حزن و ملال بھی نہ ہوگا ۔ وہ کسی طرح رنجیدہ نہ ہوں گے کیونکہ ان کو خدا ملے گا تو سب مل جائے گا ۔

ترجمہ :- بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنھوں نے) پابندی سے نماز پڑھی اور زکوۃ دی ۔ اُن کو اُن کے رب کے پاس اجر اور ثواب ملے گا نہ اُن کو خوف ہوگا نہ کوئی حزن و ملال ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

یَـٰٓاَیُّھَا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے ایمان والو، اے لوگو جو ایمان لائے ۔ اِتَّـقُوا اللّٰهَ ؛ اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو، غضبِ الٰہی سے بچو ۔ وَذَرُوْا ؛ اور چھوڑ دو، ترک کردو، معاف کردو ۔ وَذَرَ ۔ یَذَرُ ۔ وَذْرًا ؛ چھوڑنا ۔ مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا ؛ جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود سے ۔ تحریم رِبا کے بعد سے جو کچھ لوگوں پر تم واجب الادا سمجھتے ہو اُس کو معاف کردو اِنْ کُـنْـتُمْ مُؤْمِـنِیْـنَ ۔ اگر تم مومن ہو، ایماندار ہو، خدا کا یقین رکھتے ہو، اس کے احکام کو واجب العمل سمجھتے ہو ۔

ترجمہ :- اے مومنو ! خدا کی مخالفت سے بچو اور جو کچھ رِبا (وسود) لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اُس کو معاف کردو اگر (تم کو ایمان ہے اور) تم مومن ہو ۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

فَاِنْ لَّمْ تَـفْعَلُوْا ؛ اگر تم نے ایسا نہیں کیا، اگر تم واجب الادا سود معاف نہیں کرتے ۔ فَاْذَنُوْا ؛ اس کا ماخذ اُذُن بمعنی کان ہے ۔ سنو، خبردار ہوجاؤ، جان لو، یقین رکھو ۔ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؛ اللہ اور اس کے رسول کے الٹیمیٹم سے، اعلانِ جنگ کرنے سے ۔ وَاِنْ تُبْتُمْ ؛ اور اگر تم نے توبہ کرلی اور اگر تم حق پرستی کی طرف رجوع کرتے ہو ۔ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ؛ تو راس المال، اصل مال تو تمہارے لئے ہے ۔ لَا تَـظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ؛ نہ تم ظلم کرو نہ ظلم کئے جاؤ نہ تم سود لے کر ظالم بنو اور نہ اصل کھوکر مظلوم بنو ۔

ترجمہ :- اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو خدا اور اُس کے رسول سے لڑنے سے خبردار ہوجاؤ اور اگر تم نے توبہ کرلی تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے ۔ نہ ظلم کرو نہ ظلم کئے جاؤ ۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ
وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

وَاِنْ كَـانَ ذُوْعُسْرَةٍ ؛ اور اگر کوئی قرض دار تنگ دست ہو ۔ عُسْرَةٌ ؛ تنگی ۔ عَسُرَ ؛ دشوار ہوا ۔ اَعْسَرَ ؛ تنگ دست ہوا، واجب الادا مال کے لائق نہ رہا ۔ فَـنَظِرَةٌ ؛ اَیْ فَالْحُكْمُ نَظِرَةٌ ؛ پھر انتظار ہے، مہلت ہے ۔ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۔ فراخ دستی تک، قابلِ ادا ہونے تک ۔ مَيْسَرَةٌ ۔ يُسْرٌ ۔ يَسَارٌ ۔ مَيْسُوْرٌ ؛ خوش حالی، ضروری چیزوں کا بسہولت میسر ہونا ۔ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا ؛ اور معاف کردینا ۔ تَصَدَّقُوْا ؛ اصل میں تَـتَـصَدَّقُوْا تھا ۔ ایک تا تخفیفاً حذف کردی گئی ۔ خَيْرٌ لَّكُمْ ۔ تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے ۔ اِنْ كُـنْـتُمْ تَـعْلَمُوْنَ ؛ اگر تم کو علم ہے، اگر تم غریبوں کی تنگدستی اور

ان کی پریشانی کا احساس رکھتے ہو۔

ترجمہ:- اور اگر کوئی (قرض دار) تنگدست ہو تو اُس کو کشادہ دستی تک (تونگری تک) مہلت دینی چاہیئے اور معاف کردینا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ علم بھی رکھتے ہو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

وَاتَّقُوْا يَوْمًا ؛ اور اُس دن سے ڈرتے رہو۔ تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ ؛ جس میں تم رجوع کر لئے جاؤ گے، واپس کئے جاؤ گے۔ اِلَى اللّٰهِ ؛ خدا کی طرف۔ ثُمَّ تُوَفّٰى ؛ پھر پورا پورا دیا جائے گا۔ كُلُّ نَفْسٍ ؛ ہر نفس، ہر شخص۔ مَا كَسَبَتْ ؛ جو کچھ کسب کیا، کمایا۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ؛ اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اُن کا کوئی حق مارا نہ جائے گا۔

ترجمہ:- اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم خدا کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔ پھر جس نے جو کچھ کمایا ہے اُس کو اُس کا پُورا پُورا بدلہ دیا جائے گا اور اُن لوگوں پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

صاحبو! ان آیات میں سود، بیع وغیرہ کا ذکر ہے لہذا ان کی تحقیق ذیل میں کی جاتی ہے:-

سود کے مسئلہ کی تحقیق اصولِ تمدن کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ اُصولِ تمدن تین ہیں۔

(۱) نظامِ سرمایہ داری (۲) نظامِ اشتراکیت (۳) نظامِ تمدنِ اسلام۔

ا۔ سرمایہ داری یہ بات ظاہر ہے کہ دولت اور سرمایہ بغیر محنت اور جانفشانی کے پیدا نہیں ہوتا۔ سرمایہ دار اپنے عیش وعشرت کو کم کرتا یا چھوڑتا ہے۔ کم کھاتا اور خراب پہنتا ہے اور دیگر لذاتِ دنیا سے محروم رہتا ہے تب کہیں سرمایہ جمع ہوتا ہے۔ سرمایہ دار اپنی دولت اور مال، کام اور محنت کرنے والوں کو دیتا ہے۔ کام کرنے والا مزدور اور کاشت کار اس سرمایہ سے نفع اُٹھاتا ہے۔ سرمایہ دار اپنے سرمایہ سے اُن کے متمتع ہونے کی وجہ سے اصل کے سوا اور رقم واجب الادا سمجھتا ہے۔ اگر وقتِ معیَّن پر رقم ادا نہیں کی جاتی تو مزید رقم ذمہ لگاتا ہے اور اس کو معاوضہ انتظارکشی سمجھتا ہے اور یہ سود ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ تجارت آزاد رہنی چاہیئے کیوں کہ بغیر نفع کے کوئی شخص کام نہیں کرتا۔ اگر نفع روکا جائے گا تو تجارت موقوف ہوجائے گی۔ اگر سال بھر تک مثلاً رقم ادا نہیں کی جاتی تو زاید رقم کو اصل کے ساتھ جوڑ کر سب کا سود لگاتا ہے۔ اس کا نام سودِ مرکب یا سود در سود ہے۔ اگر وقتِ معیَّن پر اصل کا کچھ حصّہ ادا کردیا جاتا ہے تو سود کی کمی کردی جاتی ہے۔ اس کو کٹ متی کہتے ہیں۔ بعض سود خوار یہ کمی نہیں کرتے اور جب تک رقم ادا نہ ہو ایک ہی مقدار کا سود لیتے ہیں، اس کو کھڑا سود کہتے ہیں۔

سود لینے والوں کو اس سے غرض نہیں کہ دوسرا جئے یا بھوکا مرے ۔ ان کا دل سخت اور درشت ہوجاتا ہے ۔ انسانی ہمدردی ان میں باقی نہیں رہتی ۔ اور جب بلا محنت روپیہ ملنے لگتا ہے تو یہ لوگ کاہل اور آرام طلب ہوجاتے ہیں ۔ محنت کی عادت ان سے چھوٹ جاتی ہے اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے کیا ہوسکتا ہے؟ اس سود در سود کی وجہ سے دولت کھنچ کر سرمایہ دار کے پاس چلی جاتی ہے اور مزدور نادار و مفلس ہوجاتا ہے ۔ اس زمانہ میں مشینریاں اور کلیں ایجاد ہوگئی ہیں ۔ کمپنیاں قائم ہوگئی ہیں ۔ ریل اور جہاز کی وجہ سے مال کے لانے لے جانے میں سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ساری دولت اور مال چند سرمایہ داروں کے پاس جمع ہوجاتا ہے اور دوسرے تمام لوگ بے کار اور بغیر مزدوری کے ہوجاتے ہیں ۔ معدودے چند لوگ تو متمول ہوجاتے ہیں اور باقی تمام مفلس و تباہ ۔

۲ ۔ اِشتراکیت

یہ بات ظاہر ہے کہ محنت سب کرتے ہیں مگر سب کی محنتیں ایک پیمانے پر نہیں ہوتیں ۔ کاشت کار، مزدور، سخت محنت کرتے ہیں اور سرمایہ دار کچھ بھی نہیں یا بہت کم ۔ محنت اور کام بھی دولت ہے ۔ سرمایہ داروں اور کام کرنے والوں کی محنتوں میں مساوات نہیں ہوتی ۔ کام کرنے والوں کی محنت اور اس کی قیمت زیادہ ہے تو اس کے مقابل سرمایہ داروں کی دولت اور اس کی قیمت زیادہ ہے ۔ یہ زیادت بلا معاوضہ اور سود ہے ۔ خدا نے عامۃ الناس کے لئے دولت پیدا کی ہے، مواد پیدا کیا ہے ۔ سرمایہ داروں کی تعداد کم ہوتی ہے اور کام کرنے والوں کی زیادہ ۔ کثرت بڑی قوت ہے، جو کام کرنے والوں کو حاصل ہے وہ بگڑ جاتے ہیں اور نوبت کشت و خون تک پہنچتی ہے ۔ مستحقین کو اُن کا حق دلانے کے لئے تلوار بیچ میں آجاتی ہے ۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جس طرح سرمایہ دار کو جینے کا حق ہے مزدوروں اور کام کرنے والوں کو بھی جینے کا حق ہے ۔ کوئی اپنے گھر میں کوئی کام یا اپنی دولت کو اس طرح صرف نہیں کرسکتا کہ دوسروں کو نقصان پہنچے ۔ انصاف کا تقاضہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکے، حقدار کو اُس کا حق پہنچائے اور غریب کو قوی کے ہاتھ سے بچائے ۔ غرض کہ سرمایہ داروں اور محنت کرنے والوں میں جنگ ہوجاتی ہے ۔ نتیجہ کیا نکلا؟ اس کو روس کی تاریخ بتلائے گی ۔

محنت کرنے والے سرمایہ داری سے کچھ ایسے بیزار ہوجاتے ہیں کہ تمام ملکیتیں سلطنت میں منتقل کردی جاتی ہیں ۔ جو چیز ہے مشترک اور سرکار کی، دولت سرکار کی، مال سرکار کا، رعایا سرکار کی، بچے سرکار کے، عورت سرکار کی، غرض جو ہے سرکار کا ۔ سب ایک رنگ میں ۔ نہ مذہب ہے نہ ملّت ۔ گویا مساوات کو کوڑھ ہوگیا ہے ۔ اگر سرمایہ داری آفت ہے تو اشتراکیت بھی اک قیامت ہے ۔ ٹکے سیر بھاجی، ٹکے سیر کھاجا ۔ ایک لکڑی سے سب کو ہانکا جارہا ہے ۔ ایران میں مزدکیوں کے زمانے میں اس کا خوب تجربہ ہوچکا ہے اور اب روس میں ہورہا ہے ۔

۳ ۔ نظامِ تمدّنِ اسلام

نظامِ تمدّنِ اسلام کیا ہے؟ اسلام سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کو مناسب طریقہ سے جمع کرتا ہے، اس طرح کہ سب کمانے میں ایک حدتک آزاد ہیں ۔ مگر نہ اس قدر کہ غریب تباہ ہوجائیں ۔ ہر سال چالیسواں حصّہ دولت کا غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ جو لوگ فوجی کاموں میں شریک نہیں ہوتے اُن سے بھی ایک قسم کا ٹیکس لیا جاتا ہے

جس کا نام گزیدہ ، جزیہ یا وار فنڈ ہے ۔ اسلام اور دوسرے قسم کے ٹیکس بھی بحسبِ ضرورت لگاتا ہے ۔ کچھ تو اخلاقی حیثیت سے اور کچھ قانونی طور پر ۔ اُصولِ توریث سے مرنے کے بعد تمام دولت تقسیم ہوجاتی ہے ۔ اسلام ہمیشہ غریبوں کی امداد کے لئے مال داروں کو ترغیب دیتا ہے ۔ قرابت دار اگر نادار ہوں یا بے کار تو اُن کا نفقہ مال داروں پر واجب کرتا ہے ۔ اسلام سود کو ہرگز جائز نہیں رکھتا جو سرمایہ داری کی جان ہے اور تمام مظالم کی جڑ ۔

اسلام میں سود کیا ہے؟ اصل مال پر مال کی زیادتی ، بلامعاوضہ یا بمقابلۂ زمانہ یا وقت کے یعنی اسلام ساہوکاروں کو مفت خوری کی اجازت نہیں دیتا ۔ اسلام میں سود دو چیزوں میں مانا گیا ہے :-

اوّل :- زر یعنی چاندی سونے میں ۔ تانبے اور نکل کے سکے بھی بعض علماء کے پاس زر میں شامل ہیں ۔

دوم :- اس قسم کے مال میں جو عموماً سود میں لگائے جاتے ہیں ۔

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ۔ سونا ، سونے کے عوض ۔ چاندی ، چاندی کے عوض ۔ گیہوں ، گیہوں کے عوض ۔ جَو ، جَو کے عوض ۔ کھجور ، کھجور کے عوض ۔ نمک ، نمک کے عوض ۔ برابر کو برابر ۔ دست بہ دست لین دین کرنا چاہیئے ۔ اگر یہ اصناف مختلف ہوں تو جس طرح چاہے بیچ سکتے ہیں مگر دست بہ دست ۔

بعض علمائے ظاہر نے رِبا یعنی سود کو اُن ہی مذکورہ صورتوں میں منحصر سمجھا ۔ دوسرے ائمہ نے قیاس کرکے بعض اور چیزوں کو بھی قابلِ رِبا یعنی سود سمجھا ۔

(۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پاس قابلِ سود چیزیں وہ ہیں جو ناپی اور تولی جاتی ہیں ، ان دونوں کے لئے قدر کا لفظ ہے ۔ پس سود کے لئے قدر اور ہم جنس ہونا شرط ہے ۔ اگر جنس قدری اور ہم جنس ہے تو نہ فضل (یعنی زیادت) جائز ہے نہ نسیہ یعنی اُدھار اور اگر جنس ایک نہیں تو زیادت جائز ہے اور اُدھار ناجائز ہے ۔ پس جو چیزیں گنی جاتی ہیں ان میں سود نہیں ۔

(۲) امام شافعیؒ کے پاس قابلِ رِبا چیزیں ماکولات یعنی جو چیزیں کھائی جاتی ہیں جیسے انڈے ، سیب وغیرہ اور چاندی سونا ہیں ۔ پس اگر یہ چیزیں ہم جنس ہوں تو زیادت اور نسیہ یعنی اُدھار جائز نہیں ۔

(۳) امام مالکؒ کے پاس قابلِ رِبا وسود ، مال ، نقدین یعنی چاندی سونا ، قُوت یعنی غذا اور مصلحِ غذا چیزیں جیسے نمک ، مرچ ، شکر وغیرہ اور اتحادِ جنس بھی حسبِ سابق مشروط ہے ۔

(۴) عبدالملک ابنِ ماجشون کے پاس ہر قابلِ نفع چیز میں رِبا ہوگا ۔

بہر حال جو زیادت وقت کے مقابل ہوتی ہے وہ سود ہے ۔ اس کا لین دین جائز نہیں ۔ بعض سود خوار سلطنتیں بھی جن کا مقولہ '' تجارت آزاد ہے '' تھا سرمایہ داروں کی زیادہ نفع طلبی اور خود غرضی کی وجہ سے خود اشیاءِ تجارت خریدنے لگی ہیں اور '' راشن '' قائم ہوگیا ہے یعنی غریبوں کی پرورش کی غرض سے یہ ریاستیں خود چھوٹے چھوٹے پیمانہ پر بیچنے لگی ہیں اور حسبِ ضرورت کوپن تقسیم ہوتے ہیں جس سے غریبوں کو بہ سہولت اور گونہ کم قیمت پر اشیائے مایحتاج میسر ہوجاتے ہیں ۔ غور کرنے سے معلوم ہوجائے گا کہ یہ تحدیدِ تجارت نظام تمدن اسلام کا ایک شعبہ ہے ۔ آج کل غیر مسلموں کو سود لیتا دیکھ کر بعض علماء کا دل بھی بھرا گیا ہے اور اُنھوں نے سود کو جائز کرنے کی ترکیبیں سوچیں ۔ سب سے بدتر صورت دار الاسلام میں قرض

میں بھی زیادت کو سود نہ سمجھنا ہے۔ کھلی بلا معاوضہ صورت تو قرض ہی میں نمایاں تر ہے۔ ان کو سمجھنا چاہیئے کہ قرض بھی مبادلہٗ مال بہ مال ہے اور بیع کی ایک صورت ہے۔ دیگر اقسامِ بیع میں سود کو واقع سمجھنا اور قرض میں نہ سمجھنا نہایت افسوس ناک ہے۔

بعض علماء نے یہ فتویٰ نکالا ہے کہ دارالحرب میں سود لینا جائز ہے یا دار الحرب میں جو لین دین ہوتا ہے وہ سود نہیں فئے ہے۔ ہم پہلے دارالحرب کی تعیین کرتے ہیں پھر دارالحرب میں سود لینے کی۔

دارالحرب کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں، شعارِ اسلام سے جس سلطنت میں روکا جائے وہ دارالحرب ہے۔ بعض کہتے ہیں، شرعی کام سے بھی روکا جائے تو وہ مداخلت فی الدّین ہے اور وہ سلطنت دار الحرب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں، ملک ایک بار دار الاسلام ہوجانے کے بعد چاہے پھر کافروں کے پاس چلا جائے وہ دار الا سلام ہی رہے گا۔

ہمارا خیال ہے کہ دارالاسلام اور دار الکفر کی تمیز بہ اعتبارِ لشکر اور قوت کے ہے۔ اگر مسلمانوں کا پادشاہ ہے اور فوج بھی رکھتا ہے اور وہ فوج پادشاہ کے حکم پر جس غیر مسلم ریاست کے مقابل حکم دیا جائے لڑنے پر تیار ہے تو وہ سلطنت اسلامی ہے اور وہ ملک دارالاسلام گو وہ ریاست کافروں کی حلیف ہو، یارِ وفادار ہو، یا کسی قدر ضعیف و ناتواں ہو۔ بعض لوگوں کے پاس دار الکفر اور دار الاسلام کا مابہ الامتیاز اقتدارِ اعلیٰ ہے۔ اگر اقتدارِ اعلےٰ اہلِ اسلام کا ہے تو وہ دار الاسلام ہے ورنہ دار الکفر۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَااعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔ یعنی جو تم پر تعدی کرے تم بھی ویسی ہی اُس پر تعدی کرو، جنگ سے خاص نہیں، مُسْتَـــاْمَـن یعنی امن دیئے ہوئے آدمی کو بھی شامل ہے اور ہدایہ کی عبارت لَارِبَـا بَـيْنَ مُسْلِمٍ وَّ ذِمِّيٍّ؛ یعنی ذمی کے ساتھ مسلمانوں کا تحتِ قانونِ امن فائدہ اُٹھانا سود نہیں اور بعض علمائے دہلی کے قول کو لاتے ہیں۔ لَارِبَا بَـيْنَ مُسْلِمٍ وَّحَرْبِيٍّ۔ یعنی حربی کے ساتھ مال کی زیادت رِبا نہیں وہ ایسے زیادہ مال کو فَے یعنی عطیہ کہتے ہیں اور ان کا مقولہ ہے، ہر جیسے کو ویسا۔

اس وقت کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ کیا جیسا سود لینا جائز ہے دینا بھی جائز ہے؟ کیا قمار اور جوا جس میں خوشی سے مال دیا جاتا ہے وہ بھی جائز ہے؟ اور کیا یہ جواز صرف سود تک محدود ہے یا اور دوسرے تمتعات کو بھی شامل ہے؟ اور فَـــے کا نام دینے سے سودی معاملہ سودی نہیں رہتا تو کیا قمار اور تمتع کا نام رکھنے سے اُن کی حقیقتیں بدل جاتی ہیں؟ ہمارے پاس اس میں بڑی خطرناک جراَت ہے۔

اکثر لوگ یہ عذرِ لنگ پیش کرتے ہیں کہ اگر دار الحرب میں سود جائز نہ کیا گیا تو مسلمان تباہ ہوجائیں گے کیونکہ تمام مالی معاملات سود پر چلتے ہیں۔ شرِ کثیر کے مقابل شرِ قلیل قابلِ اختیار ہے۔

ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام نے صرف سود کو ممنوع کیا ہے۔ دوسرے قسم کے معاملات اسلام میں جائز ہیں۔ بیع سلم جائز ہے یعنی پیسے کاشت کار کو پہلے دینا اور جنس بعد میں وصول کرنا۔ مشارکت بھی جائز ہے یعنی ایک کا پیسہ اور ایک کی محنت۔

صحابہ کرامؓ اسلامی اُصول سے معاملت کرکے لکھ پتی تھے۔ صحابہؓ کے سوا دوسرے لوگ بھی تجارت کرتے تھے۔ خود حضرت ابو حنیفہؒ امامِ اعظم تجارت فرماتے تھے مگر پابندیٔ قواعدِ اسلام کے ساتھ اور خوش حال زندگی بسر کرتے تھے۔

ان مسائل کی تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ خدا نے فرصت دی تو ان معاملاتِ مالی کی تفصیل فقیر بھی ایک مستقل

رسالہ میں لکھے گا اور بتائے گا کہ بغیر سود لئے بھی مالی معاملات چل سکتے ہیں اور اچھی طرح چل سکتے ہیں ۔ یہ بالکل غلط خیال ہے کہ مسلمان سود نہ لینے کی وجہ سے مخالفین کے مقابل مفلس اور عاجز ہورہے ہیں ۔ مسلمانوں کی اصل تباہی بے جا صرفہ اور اسراف سے ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؛ اسراف کرنے والے برادرانِ شیطان ہیں ۔ ضرورت پر اگر قرض لیا جائے اور صاحبِ حاجت محتاج ہوں تو اسلام مسلمانوں کو قرضہ حسنہ دینے کی تاکید فرماتا ہے ۔ اور فرماتا ہے ۔ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؛ یعنی صاحبِ حاجت کو قرض دینا خدا کو قرض دینا ہے ۔ کوئی مجھے بتادے کہ سرمایہ کی ترقی کے لئے کتنے لوگ قرض لیتے ہیں ؟ تمام لوگ بے جا رسوم ، جھوٹے فیشن اور غلط نام ونمود پر کافروں کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں ۔ جب خدا نے محتاج پر زکوٰۃ فرض نہیں کی ، حج فرض نہیں کیا تو دوسری کونسی چیز محتاج پر واجب ہے ۔ شیخی ، جھوٹی شیخی ، نمائش ، غلط نمائش ۔ اپنی جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ ۔ خوش حال لوگوں کو دیکھ کر اُن کی برابری کا ارادہ کرنا خود کو برباد کرنا ہے ۔ پیدائش کے زمانہ سے موت تک کون کون سے بے جا رسوم میں روپیہ لگایا جاتا ہے ۔ چھٹی ، چلّہ ، بسم اللہ خوانی ، منگنی ، رسمِ پاندان ، شادی بیاہ ، جمعہ گیاں ، سوم ، دہم ، چہلم ، ششماہی ، سالیانہ کرنے کی نادار کو کیا ضرورت ہے ۔ سودی قرض لے کر دینی کام کرنے کا کس امام کس ولی نے حکم دیا ہے ، اقتصاد پر عمل کرو ۔ احتیاط سے لین دین کرو ۔ کچھ کھاؤ کچھ بچاؤ تو تم کیوں تباہ ہو اور کیوں جان سود کے جنجال میں پھنسے ؟ جو لوگ احتیاط سے کام لیتے ہیں اُن کو قرض لینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ۔

ڈبویا رسوم وتکلف نے ہم کو — کہ جن کا نتیجہ قرضداریاں ہیں
بکیں سُود در سُود میں جائدادیں — عدالت سے جاری گرفتاریاں ہیں
یہ چلّہ ، یہ چھٹی ، یہ بسم اللہ خوانی — سب اسراف ہے جب کہ ناداریاں ہیں
سوم اور چہلم کی اور عرس کی بھی — عبث قرضِ سُودی سے تیاریاں ہیں (حسرت صدیقی)

سینما میں جاؤ ، برج پر روپیہ لگاؤ ، گھوڑ دوڑ میں شرطیں باندھو ، خوب شراب اُڑاؤ ، باپ دادا کی دولت لٹاؤ ۔ خود کچھ نہ کماؤ اور شکایت کرو کہ سود سے روکنے سے مسلمانوں کی دولت میں ترقی نہیں ہوتی ۔ نہ تجارت ، نہ صنعت ، نہ حرفت ۔ دولت کمانے کی کونسی صورتیں تمہارے پاس ہیں ۔ افسوس کہ تم کو لٹانا آتا ہے اور کمانا نہیں آتا ۔ مذہب کی عزت باقی رکھو ۔ تم پختگی کے ساتھ ثابت کرو کہ تم عملی مسلمان ہو ۔ کیا کبھی مکّی حالت میں مسلمانوں نے سود لیا ہے ؟ ہرگز نہیں ، خدا نے سود کو حرام کیا ہے اور بیع کو جائز ۔ کس کی مقدور ہے کہ جس کو خدا حرام کرے وہ اس کو حلال کرے ۔ خدا ان تحلیلِ حرام کرنے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ خدا اور رسولؐ سے لڑنے کے لئے تیار ہوجائیں ۔ صاحبو ! سود خواری بڑی بری صفت ہے ۔ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی ۔ تمہارا ضمیر بآوازِ دُہل کہتا ہے کہ تم سود لے رہے ہو اور بے جا تاویلات سے حقائق کو بدلنا چاہتے ہو ۔ اس خطرناک تباہی سے ، اس دین کی بربادی سے خدا مسلمانوں کو بچائے ۔

صد حیف ! دولت چلی گئی اور اس کے ساتھ عزت بھی چلی گئی ۔ اب نہ مال ہے نہ کمال ۔ خدا تم کو توفیقِ نیک عطا کرے ۔ تم کو کہتے کہتے ہم تھک گئے ۔ اب ہمارے پاس سوائے دعا کرنے کے کچھ نہیں ۔ خدا توفیق کو تمہارا رفیق کرے ۔ آمین ۔

پہلے خیرات کا بیان گزرا۔ پھر سود سے ممانعت کی گئی۔ اب جائز طور سے مالی ترقی کے اسباب بتائے جاتے ہیں اور اس بات کی گویا تردید کی جاتی ہے کہ بغیر سود کے دنیا کا کام نہیں چلتا، تجارت بند ہوجاتی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُؕ وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ۪ وَ لَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْۚ وَ لْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَ لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْــٴًـاؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰىؕ وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْاؕ وَ لَا تَسْــٴَـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَاؕ وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ۪ وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ۬ؕ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۸۲﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؛ اے ایمان والو! اے لوگو جو ایمان رکھتے ہو، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ ؛ جب تم لین دین کرو۔ دَیْن ؛ مادہ۔ تَدَایُنٌ ؛ باہم قرض پر لین دین کرنا، اس میں مدت نہیں ہوتی۔ مدت سے پہلے بھی مطالبہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ اسلامی قرضہ سود تو نہیں رکھتا کہ مدت سے پہلے مطالبہ سے مانع ہو۔ اسلامی قرض ایک کارِ خیر اور تبرع اور ثواب کا کام ہے۔ دَیْنٌ ؛ وہ قرض جس میں پابندیٔ وقت ہے۔ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ مدتِ معلوم تک، ایک معین زمانہ تک۔ اَجَلٌ ۔ ختمِ مدت، عمر اور موت۔ مَهْرِ مُؤَجَّلٌ ؛ مدتی مہر۔ مَهْرِ مُعَجَّلٌ ؛ جس کی ادائی فوراً کرنی ہو۔ فَاكْتُبُوْهُ ؛ تو تم اس کو لکھ لو۔ اُكْتُبُوْا کا امر وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ استحسان کے لئے ہے یعنی لکھ لینا اچھی بات ہے۔ کتاب بہترین

حافظہ ہے۔ انسان کے ساتھ نسیان لگا ہوا ہے لہذا لکھ لینا بہتر ہے۔ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ؛ اور چاہئے کہ تمہارے درمیان کوئی کاتب، کوئی لکھنے والا صحیح صحیح عدل و انصاف کے ساتھ لکھے۔ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ ؛ اور انکار نہ کرے لکھنے والا۔ اَبٰی ۔ یَأْبٰی ۔ اِبَاءً ؛ انکار کرنا، نہ ماننا۔ اَنْ یَّکْتُبَ ؛ کہ لکھے، لکھنے سے۔ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ؛ جیسا کہ خدا نے اس کو تعلیم دی ہے، جس طرح وہ لکھ سکتا ہے، حسب قاعدہ۔ فَلْیَکْتُبْ ؛ پھر چاہئے کہ وہ لکھ دے۔

خدا نے تم کو علم سے سرفراز کیا ہے تو لکھنے اور ایک ثواب کے کام سے انکار نہ کرو مگر لکھو تو پورا پورا لکھو۔ انصاف کے اقتضاء کے مطابق لکھو نہ گھٹاؤ نہ بڑھاؤ، نہ کسی کی بے جا طرف داری کرو۔

وَلْیُمْلِلْ ؛ اور چاہئے کہ لکھائے۔ اَمَلَّ ۔ یُمِلُّ ۔ اِمْلَالًا ؛ اور اَمْلٰی ۔ یُمْلِیْ ۔ اِمْلَاءً ؛ لکھوانا۔ اِمْلَاءٌ ؛ لکھت، لکھائی۔ اَلَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ ؛ جس پر حق نکلتا ہے، جو حق دار ہے یعنی اگر قرض دار کو لکھنا نہیں آتا تو وہ کسی سے لکھوادے۔ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؛ اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرے، اور اس کے غضب اور نافرمانی سے بچے۔ خدا نے تم کو پالا پوسا اور تم پر قسم قسم کے احسانات کئے۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنا بالکل نامناسب ہے۔ بَخْسٌ ؛ نقصان۔ وَلَا یَبْخَسْ اور کم نہ کرے۔ مِنْهُ شَیْئًا ؛ اس میں سے کچھ۔ بلا کم و کاست لکھے۔ فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ ؛ پس اگر وہ شخص۔ عَلَیْهِ الْحَقُّ ؛ جس پر حق اور مطالبہ ہے یعنی قرض دار۔ جس کے ذمہ قرض ہو، جو حق دار ہے، مستحق ہے۔ سَفِیْهًا اَوْضَعِیْفًا ؛ سُبک سر ہے بے وقوف ہے، یا ضعیف اور معذور ہے۔ اَوْلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ ؛ یا وہ خود نہیں لکھوا سکتا اور نہ املا کرا سکتا اور اپنا مضمون بتا سکتا ہے۔ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ ؛ تو چاہئے کہ اس کا دوست یا قرابت دار عدل و انصاف کے مطابق املا کرادے لکھوادے۔ وَاسْتَشْهِدُوْا ؛ اور گواہ بناؤ اور شہادت طلب کرو۔ شَهِیْدَیْنِ ؛ دو گواہ۔ مِنْ رِّجَالِكُمْ ؛ تم مردوں میں سے۔ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ ؛ پس اگر دو مرد نہ ملیں۔ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ ؛ تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں۔ اور دو عورتیں ایک مرد کی قائم مقام ہو جائیں گی۔ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ ؛ ان گواہوں میں سے کہ تم ان سے راضی ہو اور پسند کرتے ہو فاسق بد معاش نہ ہو۔ جھوٹ اور دلالی کرنے والا نہ ہو۔ اس کا حافظہ اچھا ہو۔ اس کو کسی قسم کا ناجائز لالچ نہ ہو۔ وہ عاقل بالغ ہو۔ غرض کہ قابلِ قبول شہادت ہو۔ اَنْ تَضِلَّ ؛ کہ بھول جائے۔ ضَلَالٌ ؛ راستہ نہ پانا، راستہ پر نہ چلنا خواہ عمداً ہو یا سہواً۔ بھول جانا، بھٹک جانا۔ اِحْدٰهُمَا۔ ان میں کی ایک۔ فَتُذَکِّرَ ؛ پھر یاد دلائے گی۔ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی ؛ ان میں کی ایک دوسری کو۔

ایک مرد کے ساتھ دوسری دو عورتیں اس واسطے رکھی جاتی ہیں کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے۔ مگر آج کل گواہی کے وقت دوسرے تمام گواہ ہٹا دیئے جاتے ہیں۔

وَلَا یَاْبَ ؛ اور انکار نہ کرے، اور اِبا نہ کرے۔ اَلشُّهَدَآءُ ؛ گواہ۔ اِذَا مَا دُعُوْا ؛ جب وہ بلائے جائیں، جب ان کو طلب کیا جائے۔ یعنی اگر عدالت میں گواہ طلب کئے جائیں تو حاضری سے انکار نہ کریں اور گواہی سے نہ بھاگیں۔ مگر آج کل سچے گواہ پر اتنی جرح کی جاتی ہے کہ سچا جھوٹا ثابت کر دیا جاتا ہے اور جھوٹا سچا۔ گواہ عدالت میں آتے ہوئے ڈرتا ہے کہ

کہیں اس پر ناحق ناروا دروغ حلفی کا مقدمہ قائم نہ کردیا جائے ۔ جو جھوٹا ہوتا ہے وہ چالاک ہوتا ہے ، جری ہوتا ہے ۔ بعض کے لئے شہادت پیشہ ہوتی ہے اور وہ اس کے عادی ہوجاتے ہیں ، تمام پائنوں سے واقف ہوتے ہیں جرح میں کبھی نہیں ٹوٹتے ۔ وَلَا تَسْئَمُوْآ ؛ اور بیزار نہ ہو ۔ سَئْمٌ ؛ مادّہ ۔ سَئِمَ ؛ یَسْئَمُ ۔ سَئَامَۃً ؛ ملول ہونا ، بیزار ہونا ، تھکنا ۔ اَنْ تَکْتُبُوْہُ ؛ کہ اس معاہدہ کو لکھو ، اس تمسک کو لکھو ۔ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا ؛ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا ۔ اِلٰٓی اَجَلِہٖ ؛ ختمِ میعاد تک یعنی جب تک میعاد باقی ہے معاہدہ کی تکمیل میں کوتاہی نہ کرو ۔ ذٰلِکُمْ ؛ یہ یعنی تمسک کا لکھنا ۔ کُمْ ترکیب میں کچھ واقع نہیں ۔ اگر مخاطب واحد ہے تو ذٰلِکَ اور تثنیہ ہے تو ذٰلِکُمَا اور جمع ہے تو ذٰلِکُمْ وغیرہ ۔ اسم اشارہ ذَاکَ ۔ تثنیہ ذٰنِکَ اور جمع اُولٰٓئِکَ ۔ اَقْسَطُ ؛ زیادہ منصفانہ ۔ اِقْسَاطٌ مصدر ۔ قِسْط اسم مُقْسِطٌ ۔ منصف ۔ قَسَطَ ۔ یَقْسُطُ ۔ وَیَقْسِطُ ۔ قِسْطًا ؛ عدل و انصاف ۔ قَسَطَ یَقْسِطُ قَسْطًا وَ قُسُوْطًا ۔ جور وظلم ۔ قَاسِطٌ ؛ ظالم ۔ قِسْط ؛ حصّہ ، ترازو ، مقدار ۔ اَقْسَاطٌ جمع ۔ عِنْدَ اللّٰہِ ؛ خدا کے پاس ۔ وَاَقْوَمُ ؛ اور زیادہ درست اور زیادہ قائم ، مضبوط ۔ لِلشَّھَادَۃِ ؛ گواہی کے لئے ، شہادت کے لئے ۔ وَاَدْنٰی ؛ اور قریب تر ، زیادہ نزدیک ، زیادہ قرینِ عقل ۔ اَلَّا تَرْتَابُوْا ؛ کہ تم کو ریب اور شک وشبہ نہ ہو یعنی لکھ لینے سے شک وشبہ دور ہوجاتا ہے ۔ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ ؛ مگر یہ کہ ہو ۔ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً ؛ حاضر تجارت ، دست بدست تجارت ، نقد سودا ، بغیر میعاد کی تجارت ۔ تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ ؛ جس کو تم آپس میں دَور دیتے ہو ، جو تمہارے ہاتھوں میں پھرتی ہے ۔ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ ؛ پس تم پر کوئی گناہ نہیں ۔ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا ؛ کہ اس کو نہ لکھو یعنی اگر دست بدست کی تجارت ، اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے کا لین دین ہے تو تمسک کے نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں ۔ وَاَشْھِدُوْا ۔ اور گواہ رکھو ۔ اِذَاتَبَایَعْتُمْ ؛ جب تم بیع وشراء کرو ، لین دین کرو ۔ وَلَایُضَآرَّ ؛ اور ضرر نہ پہنچایا جائے ۔ فعلِ مجہول ہے اس لئے آخر میں فتحہ ہے ۔ کَاتِبٌ وَّلَاشَھِیْدٌ ؛ نہ لکھنے والا نہ گواہ ۔ شَھِیْدٌ اور شَاھِدٌ ہم معنے ہیں ۔ لکھنے والے کو اور گواہ کو بے ضرورت بلانا ، گواہی میں پھانس کر اِدھر اُدھر کے سوالات ، خواہ مخواہ جرح کرکے پریشان کرنا یہ سب ناجائز ہے ۔ کتابت اور شہادت سے صرف یہ مقصود رہنا چاہئیے کہ واقعات منکشف ہوجائیں ، صحیح حالات معلوم ہوجائیں ۔ وَاِنْ تَفْعَلُوْا ؛ اور اگر تم ایسا کرو ۔ فَاِنَّہٗ ؛ تو تمہارا ایسا کرنا فُسُوْقٌ بِکُمْ ؛ تمہاری بدکاری ہے ، بدمعاملگی ہے ، بدمعاشی ہے ، تمہاری شرارت ہے ۔ تمہارا فسق و فجور ہے ۔ [فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ عَنْ قِشْرِھَا ؛ کھجور چھلکے سے علٰحدہ ہوگیا] ۔ فَسَقَ ۔ یَفْسُقُ ۔ وَیَفْسِقُ ۔ وَفَسُقَ ۔ یَفْسُقُ ۔ فِسْقًا وَفُسُوْقًا ۔ حکمِ خدا سے نکل گیا ، خدا کی نافرمانی کی ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؛ اور اللہ سے ڈرو ، اس کے غضب سے بچو ۔ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ؛ اور خدا تم کو تعلیم دیتا ہے ، صحیح علم عطا کرتا ہے ۔ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ؛ اور اللہ کو ہر شئے کا علم ہے ، اللہ سب کچھ جانتا ہے ۔

گواہ پر غیر ضروری جرح درست نہیں

ترجمہ :- اے ایمان والو ! جب تم اُدھار پر کسی میعادِ معین تک لین دین کیا کرو تو اُس کو لکھ لیا کرو اور چاہئیے کہ تم میں سے کوئی کاتب عدل و انصاف سے لکھے اور لکھنے والے کو چاہئیے کہ جیسا کہ اُس کو خدا نے تعلیم دی ہے لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے اور حق دار کو چاہئیے کہ لکھوا دے اور اللہ سے ، اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور اُس میں سے کچھ کم نہ کرے ۔ اگر حقدار بے وقوف ہو ۔ ضعیف

(و ناتوان) ہو یا اپنا مضمون خود نہ لکھوا سکتا ہو تو اُس کا ولی عدل و انصاف سے لکھوا دے ۔ اور اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرلیا کرو ۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ، تمہارے پسندیدہ گواہوں میں سے ، کیونکہ اگر اُن میں سے ایک عورت بھولے گی تو دوسری اس کو یاد دلادے گی ۔ اور گواہوں کو چاہیئے کہ جب وہ طلب کئے جائیں تو (گواہی دینے سے) انکار نہ کریں اور (لوگو) لکھنے سے بیزار نہ ہو چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا میعاد کے اندر ہی لکھ لو ۔ یہ (لکھائی پڑھائی) خدائے تعالیٰ کے پاس زیادہ منصفانہ بات ہے اور گواہی کے لئے باعثِ مضبوطی ہے اور اس سے بہت قریب ہے کہ کہیں تم شک و شبہ میں نہ پڑو ۔ مگر جب کہ تجارت دست بدست ہو جس کو تم باہم چلاتے ہو تو اگر تم اس کو نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ۔ باہم لین دین کرو تو گواہ رکھ لیا کرو اور کاتب اور گواہ (کسی) کو ضرر نہ پہنچایا جائے اور اگر تم ایسا کرو تو یہ تمہاری بدمعاشی ہوگی اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو تعلیم دیتا ہے اور اُس کو ہر شئے کا علم ہے ۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

۳۹ ع ۷

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ ؛ اور اگر تم سفر میں ہو ۔ سَفَرَ ۔ يَسْفِرُ ۔ سُفُوْرًا ؛ کھولنا ، سفر کرنا ۔ ابر کو ہٹا دینا ، عورت کا بے نقاب ہونا ۔ ایسی عورت کو سافِر کہیں گے ۔ اِسْفار ؛ صبح کا روشن ہوجانا ۔ وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا ؛ اور کوئی لکھنے والا نہ ملے ، اور نہ پاؤ تم کسی کاتب کو ۔ فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؛ تو اس کا چارۂ کار کسی چیز کا رہن رکھا کر قبضہ دلانا ہے ، کچھ رہن بالقبض رکھے ۔ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ؛ پھر اگر تم میں کا کوئی دوسرے کا اعتبار کرتا ہے ، اس سے امن میں ہے ، کسی قسم کا خطرہ نہیں ۔ فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ ؛ تو چاہیئے کہ جس کے پاس امانت رکھائی گئی ہے اُس امانت کو واپس کردے ۔ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؛ اور اللہ ، اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو ۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؛ اور گواہی کو نہ چھپاؤ ۔ كَتَمَ ۔ يَكْتُمُ ۔ كِتْمَانًا ؛ چھپانا ۔ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا ؛ اور جو گواہی کو چھپائے گا ۔ فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؛ تو اُس کا دل گنہگار ہے ۔ اٰثِم خبر اِنَّ کی ہے ۔ قَلْبُهٗ ۔ اٰثِم کا فاعل ہے ۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؛ اور اللہ تمہارے اعمال کا علم رکھتا ہے (اور اللہ تم جو کچھ کرتے ہو جانتا ہے) ۔

ترجمہ :- اور اگر تم سفر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو (قرض خواہ کے ہاتھ میں) کوئی چیز گروی رکھا دو اور پھر اگر تم میں سے ایک دوسرے کا اعتبار کرے تو امانتدار اس کی امانت کو واپس کر دے اور اپنے پروردگار اللہ سے ڈرتا رہے اور گواہی کو نہ چھپایا کرو اور جو اس کو چھپائے گا تو اُس کا دل گنہگار ہے (وہ دل کا کھوٹا ہے) اور اللہ تم جو کچھ کرتے ہو اُس کو جانتا ہے ۔

اب میں اس آیت کے متعلق چند اہم امور کی تشریح کر دینا چاہتا ہوں ۔ لِیَکْتُبْ اور اُکْتُبْ دونوں امر ہیں ۔ امر کیا ہے ؟ آقا کا اپنے ماتحت کو حکم دینا امر ہے ؟ امر کا کیا حکم ہے ؟ اللہ تعالیٰ اگر فرمائے اور حکم دے تو بندوں پر اس کا عمل کرنا واجب ہے ، پس حکم امرِ وجوب ہے ۔ قرینہ سے دوسرے معنیٰ بھی پیدا ہوتے ہیں ۔ جیسے اس آیت میں اُکْتُبُوْا استحسان کے لئے ہے یعنی تمسک کا لکھنا اچھا کام ہے اگر یہ امر وجوب کے لئے ہوتا تو نہ لکھنے والا گنہگار ہوتا ۔ مگر ایسا نہیں لہذا یہ امر وجوب کے لئے نہیں ۔

امر کا کیا حکم ہے

بعض دفعہ امر ، اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؛ ☆ جب تم حلال ہو جاؤ ، تمہارا احرام ختم ہو جائے تو شکار کرو یعنی شکار کرنا مباح اور جائز ہے ۔

یہ آیت قرض ۔ بیع سلم ۔ مضاربت ۔ استصناع سے متعلق معلوم ہوتی ہے ۔

بیع سلم

بیع سلم کیا ہے ؟ سرمایہ دار مزارع کو پہلے روپیہ دے اور مزارع موسم پر ، کھیت کٹنے کے بعد مال ادا کرے چونکہ موجود کے مقابل معدوم کی بیع ہے اور اس میں نزاع اور اختلافات کا وقوع ممکن ہے لہذا علماء نے ایسی شرائط لگا دی ہیں جن کے لگائے جانے کے بعد نزاع کا بہت کم موقعہ ہوتا ہے ۔ منجملہ اور امور کے بیع سلم میں لکھائی پڑھائی بھی لگا دی گئی ہے ۔

مضاربت

مضاربت ۔ یعنی رقم ایک کی اور محنت ایک کی ۔ کمپنیوں کی بھی مضاربت کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے جس میں رقم دینے والے بھی چند آدمی ہوتے ہیں اور کام کرنے والے بھی چند ۔ رقم کے لحاظ سے کمپنیوں کے حصّے مقرر کئے جاتے ہیں اور اسی کے لحاظ سے نفع تقسیم ہوتا ہے ۔ حصّے دو قسم کے ہوتے ہیں :-

(۱) ترجیحی ۔ جس میں نفع معین ہوتا ہے اور نفع و نقصان میں شرکت نہیں ہوتی ۔

(۲) سادہ ۔ جس میں نفع و نقصان میں شرکت ہوتی ہے ۔

وہ معاملہ جس میں نفع و نقصان میں شرکت نہیں رہتی سود ہے اور اسلام میں ناجائز ۔ اور وہ معاملہ جس میں نفع و نقصان میں شرکت ہو وہ جائز ہے ۔ سلف سے خلف تک ایسے معاملات ہوتے رہے ۔ بعض دفعہ تو معاملہ نفع و نقصان کا ہوتا ہے مگر سہولت کے خیال سے یقینی اور کم تر نفع کو حصّہ داروں میں تقسیم کرتے ہیں ۔ اس کمپنی کا نفع و نقصان پر مشتمل ہونا اس کمپنی کے ٹوٹنے پر معلوم ہوتا ہے ۔ ایسے معاملہ میں معین حصّہ دیکھ کر لوگوں کو سود کا دھوکہ ہوتا ہے ۔ چونکہ اس معاملہ یعنی مضاربت میں اختلافات پیدا ہونے کا خوف ہے لہذا تمسک اور معاہدہ لکھ لینا اور وثیقے تقسیم کرنا بہتر ہے ۔

جس معاملہ میں نفع و نقصان میں شرکت ہو جائز ہے

☆ سورۂ مائدہ آیت ۱۰

استصناع استصناع ۔ کاریگر کو روپے دینا اور کاریگر کا حسبِ فرمائش مال تیار کر کے فرمائش کرنے والے کو دینا ۔ اسلام میں استصناع بھی جائز ہے ۔ چونکہ معدوم کی بیع ہے لہذا ایسی شرطیں لگا دینی چاہئیں کہ باہمی کشمکش نہ پیدا ہو اور اختلاف کی گنجائش نہ ہو ۔

قرض میں نفع و نقصان کا معاملہ نہیں ہوتا اور زیادت جو قرض دار سے لی جاتی ہے وہ بلا معاوضہ اور وقت کے مقابل ہوتی ہے جو سود ہے ۔ اسلام میں صرف سود لینا ممنوع ہے ۔ سود سے بچ کر جتنے معاملات کئے جائیں جائز ہیں ۔ کیا پٹل ازم (Capitalism) والوں اور مسلمانوں میں اتنا ہی تو فرق ہے کہ کیپٹل ازم والے سود خوار ہوتے ہیں اور مسلمان سود سے پرہیز کرتے ہیں ۔

شہادت کے معیارات

اس آیت میں معیارِ شہادت کا بھی ذکر آیا ہے یعنی گواہ کتنے ہوں اور کیسے ہوں ۔ معاملہ جتنا اہم ہوگا اتنا ہی معیارِ شہادت قوی ہوگا ۔ پس ایسے واقعات کے بیان کرنے کے لئے جو علی العموم واقع ہوتے ہیں یا جن کا علم عامتہ الناس سے چھپا نہیں رہتا ۔ اتنے گواہوں کی ضرورت ہے کہ سننے والے کو یقین ہو جائے ۔ مثلاً ظہر کی نماز میں چار رکعتیں ہیں اور عصر میں بھی چار اور مغرب میں تین ۔ پس دو چار آدمی اگر بیان کریں کہ عصر کی تین رکعتیں ہیں اور مغرب کی چار تو کبھی شہادت قبول نہیں کی جائے گی ۔

اگر کسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جائے تو اس کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور چار گواہ شرط ہیں ، تین گواہوں نے اگر شہادت دی ہو تو وہ تہمت سمجھی جائے گی اور ان کو سزا دی جائے گی ۔ حدود میں دو گواہ شرط ہیں مگر وہ مرد ہوں ۔ مالی معاملات میں دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت کی ضرورت ہے ۔ ایسے معاملات میں جہاں مردوں کی رسائی نہیں مثلاً ولادت ، تو ایک عورت بھی کافی ہے ۔ غرض کہ شہادت کی غرض نفسِ معاملہ سے واقف ہونا اور دوسرے کو اطلاع دینا ہے ۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ شہادت میں ماحول اور قرینہ کو بڑا دخل ہے ۔ تحویلِ قبلہ کے وقت ایک صاحب نے بیان کیا کہ رسولِ خدا ﷺ نے آج بیت المقدس کے عوض کعبۃ اللہ شریف کی طرف نماز پڑھی ، چونکہ روایت کرنے والے معتبر آدمی تھے ۔ نماز جیسا اہم مسئلہ تھا اور رسولِ خدا ﷺ مدینہ شریف ہی میں موجود تھے لہذا قبلتین والوں کو شک نہیں ہوا ۔ وہ نماز پڑھنے کی حالت میں سنتے ہی بیت المقدس کی طرف سے کعبۃ اللہ شریف کی طرف پھر گئے ۔

روزہ رکھنے اور عید کرنے کیلئے شہادت کا معیار

صاحبو ! شعبان کی اُنتیس (۲۹) کو اگر ایک شخص بھی کہہ دے کہ چاند ہو گیا تو سب لوگ روزہ رکھیں گے اور اگر رمضان کی اُنتیس (۲۹) کو کوئی کہہ دے کہ چاند ہو گیا تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا جب تک کہ کافی تعداد گواہوں کی گواہی نہ دے ۔

سورۂ بقرہ میں نماز سے لے کر رہن تک احکامِ متعلقہ حقوقِ عباد بیان کئے گئے ۔ اب آخر میں اللہ تعالیٰ حقوق اللہ بیان فرما کر سورت کو ختم فرماتا ہے ۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؛ اللہ کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، آسمان زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے۔ وَاِنْ تُبْدُوْا ؛ اور اگر تم ظاہر کرو۔ مَا فِىٓ اَنْفُسِكُمْ ؛ جو تمہارے نفسوں میں ہے، جو تمہارے جی میں ہے، جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اَوْتُخْفُوْهُ ؛ یا اس کو مخفی رکھو، اس کو چھپاؤ، اس کا اخفا کرو۔ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۔ اللہ اس کا تم سے محاسبہ کرے گا، حساب لے گا، باز پرس کرے گا۔ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؛ پھر جس کو چاہے گا معاف کرے گا۔ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؛ اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے، خدا جو چاہے کرتا ہے، خدا کی قدرت میں سب کچھ ہے۔

ترجمہ :- آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اگر تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ تم سے سب کا حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے بخشے اور جس پر چاہے عذاب کرے، اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

واضح ہو کہ برے خطرات تین قسم کے ہوتے ہیں :-

(۱) وسوسہ جو دل میں آتا بھی ہے اور پھر چلا بھی جاتا ہے، اس پر مواخذہ نہیں ہوتا۔

(۲) وہ خطرہ جو ارادہ اور عزم بنتا ہے اور شاید اس کے کرنے کا اہتمام کرے۔ مگر کچھ ایسے موانع پیدا ہوتے ہیں کہ کچھ نتیجہ نہیں نکلتا اور وہ خیال پورا نہیں ہوتا۔ ایسا خطرہ قابلِ گرفت ہے۔ عزم پر سزا ہوگی مگر عمل کے برابر نہیں۔

(۳) ایسا خطرہ جس پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔ یہ تو صریحاً گناہ ہے۔ دوسرے خطرے سے تیسرا خطرہ بدتر ہے۔ پھر اللہ ارحم الراحمین ہے۔ گناہوں کو بخشنا بھی اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ؛ رسول اللہ کو ایمان اور یقین ہے، رسولِ خدا ایمان لائے۔ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ ؛ اس پر جو ان پر اتارا گیا مِنْ رَّبِّهٖ ؛ ان کے رب کی طرف سے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؛ اور ایمان دار بھی، اور جو ایمان لائے۔ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ؛ ہر ایک، خدا پر ایمان لایا۔ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ ؛ اور اس کے فرشتوں پر۔ کیونکہ احکامِ الٰہی ان کے توسط سے بندوں کو پہنچتے ہیں۔ وَكُتُبِهٖ ؛ اور

کسی بھی پیغمبر کا انکار کفر ہے

اس کی کتابوں پر ، کیونکہ ان میں احکامِ الٰہی ہیں ۔ وَرُسُلِهٖ ؛ اور اس کے رسولوں پر ، کیونکہ یہی حضرات اللہ اور فرشتوں سے لیتے ہیں اور بندوں کو پہنچاتے ہیں ۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ؛ ایمان دار کہتے ہیں ، ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک کے درمیان ، اس کے پیغمبروں اور رسولوں سے ، ہم اس کے رسولوں میں کچھ فرق نہیں کرتے ۔ احکام کو پہنچانے میں اور تبلیغ کرنے میں کوئی پیغمبر کوتاہی نہیں کرتا ۔ خدا نے ان کو معصوم بنایا ہے ۔ وہ بلا کم و کاست تبلیغ کرتے ہیں ۔ شخصی طور سے کسی کا مرتبہ کسی سے زیادہ ہونا اس عدمِ تفریق کے مخالف نہیں ۔ چونکہ پیغمبر غلطی سے معصوم ہیں اس واسطے ان کا انکار کفر ہے ۔ ایک پیغمبر کا بھی انکار کرنا ایسا ہی کفر ہے جیسے دوسرے پیغمبر کا اور ایک حکم کا بھی انکار کرنا ایسے ہی کفر ہے جیسے سب کا اور غیر پیغمبر کو پیغمبر سمجھنا بھی کفر ہے ۔

اولیائے کرام کا سرمایہ ناز پیغمبروں کی اطاعت اور ان کے احکام پر عمل کرنا ہے ۔ پیغمبروں کے کمالات ذاتی ہوتے ہیں اور اولیائے کرام کے کمالات پیغمبروں سے مستفاد ۔ لہذا کوئی ولی پیغمبر کے برابر نہیں ہوسکتا ۔ پیغمبروں کی ہنسی اُڑانا اور ان سے ٹھٹا کرنا ، دوسروں کو ان پر ترجیح دینا سب کفر ہے ۔

پیغمبروں اور اولیاء اللہ کی خصوصیات

اللہ نے پیغمبروں میں سے بعض بعض کو خصوصیات مرحمت فرمائی ہیں ۔ مثلاً آدمؑ صفی اللہ ہیں ۔ نُوحؑ نجی اللہ ہیں ۔ اِبْرَاهِيمؑ خلیل اللہ ہیں ۔ مُوْسٰیؑ کلیم اللہ ہیں ۔ عِيْسٰیؑ روح اللہ ہیں ۔ مُحَمَّدؐ حبیب اللہ ہیں ۔ اسی طرح ہر نبی کے زیرِ قدم ایک ولی ہوتا ہے ۔ یعنی ان کا ہم رنگ ہوتا ہے ۔ جو تحتِ قدمِ آدمؑ ہوتے ہیں ان کو '' اٰدَمِیُّ الْمَشْرَبْ '' کہتے ہیں اور ان میں شانِ خلافت و حکومت رہتی ہے ۔ جو تحتِ قدم نوحؑ ہوتے ہیں ان کو '' نُوْحِیُّ الْمَشْرَبْ '' کہتے ہیں وہ حمیتِ دین میں بڑے سخت ہوتے ہیں ، وہ شرک کے سخت دشمن ہوتے ہیں ۔ جو تحتِ قدم ابراہیمؑ ہوتے ہیں ان کو '' اِبْرَاهِيْمِیُّ الْمَشْرَبْ '' کہتے ہیں ۔ وہ رضا و تسلیم میں ممتاز ہوتے ہیں ۔ جو تحتِ قدمِ موسٰےؑ رہتے ہیں وہ '' مُوْسَوِیُّ الْمَشْرَبْ '' کہلاتے ہیں ۔ محبت ان کا کام ہے رَبِّ اَرِنِیْ ان کی دعا ہے ۔ جو تحتِ قدم عیسٰیؑ رہتے ہیں ان کو '' عِيْسَوِيُّ الْمَشْرَبْ '' کہتے ہیں ۔ فنائیت ان کا شیوہ ہے ، توحید ان کا شعار ہے ۔ '' گرمن گویم زمن توئی مقصودم '' ان کا مقولہ ہے اور جو تحتِ قدمِ مُحَمَّد ﷺ ہوتے ہیں ، ان کو '' مُحَمَّدِیُّ الْمَشْرَبْ '' کہتے ہیں ان کا کام ہے ہر ایک کو اس کا حق ادا کرنا ۔ دنیا کے تمام کمالات ان میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں مگر اعتدال کے ساتھ ساڑھے اٹھانوے درجے سے نہ پارہ اُونچا ہوتا ہے نہ نیچا ، مرکز سے محیط تک جتنے خطوط نکلتے ہیں سب برابر ۔ ہزاروں سینکڑوں میں ایک صورت ایسی ہوتی ہے ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ عَلَيْهَا نَحْيٰى وَعَلَيْهَا نَمُوْتُ وَعَلَيْهَا نُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔

وَقَالُوْا سَمِعْنَا ؛ اور انھوں نے کہا ہم نے احکامِ الٰہی کو سنا ۔ وَاَطَعْنَا ؛ اور ہم نے اس کی اطاعت کی ۔ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا ؛ ہماری مغفرت کر ، اے ہمارے رب ہم کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپالے ۔ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ؛ اور تیری ہی طرف انجام ہے ، ہماری بازگشت ہے ، اور لوٹ کر جانا ہے ۔

ترجمہ :- رسولِ (خدا) کو اور ایمان داروں کو ان (معارف و احکام) کا یقین ہے جو ان کے رَب کی طرف سے

ان پر اتارے گئے ۔ ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ۔ (وہ کہتے ہیں) ہم کسی رسول میں بھی فرق نہیں کرتے ۔ انھوں نے کہا ہم نے تیری سُنی اور تیری اطاعت کی ۔ تو ہماری مغفرت کر! اے ہمارے پروردگار! اور تیری ہی طرف ہمارا مرجع (اور بازگشت) ہے ۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ع ۴۰ ۸

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ ؛ اللہ تکلیف نہیں دیتا ۔ نَفْسًا ؛ کسی کو، کسی نفس کو ۔ اِلَّا وُسْعَهَا ؛ مگر اس کی گنجائش اور وسعت کے موافق بڑی نادانی ہوگی کہ خدا نے ایک ممکن چیز کا حکم دیا ہو اور تم اپنی جہالت اور آرام طلبی سے اس کو تکلیف مالا یطاق سمجھا ہمارے پاس تو یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ کر اور دوسری عبادتیں کر کے استغفار پڑھتے ہیں اور اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں اور ہرگز خدا پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ اس نے ہماری طاقت سے زیادہ تکلیف دی ۔ اور جھوٹی منطقی بحثیں نہیں نکالتے کیوں کہ ہماری ہار کا اعتراف ہی ہماری جیت ہے ۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ ؛ اس کے فائدے کے لئے ہے جو کچھ اس نے کسب کیا ۔ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؛ اور اس کے نقصان کے لئے ہے جو کچھ کہ اس نے کمایا ۔ كَسَبَ ؛ کمایا خواہ اپنے لئے ہو یا دوسروں کے لئے ۔ اِكْتَسَبَ ؛ اپنے لئے کمایا ۔ کسب کا اثر عام ہوگا اور متعدی بھی ہوگا اسی واسطے اس کے ساتھ لَهَا ہے پس وہی کام مفید ہوگا جس کا اثر قومی ہو عام طور سے خیر ہو اِکتساب کا اثر شخصی ہوگا ۔ صرف فاعل سے متعلق ہوگا اور شر ہوگا اسی لئے اس کے ساتھ عَلَيْهَا ہے ۔ لَهَا نفع کے لئے اور عَلَيْهَا نقصان کے لئے آتا ہے ۔

واضح ہو کہ قرآن شریف کی تین آیتیں ہیں ۔ ان کا محل بتا دینا ضرور ہے ۔ کیونکہ بظاہر ہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتے ہیں ۔ اس آیت میں لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ہے یعنی خیر و شر دونوں بندے سے متعلق ہیں ۔ ایک دوسری آیت میں ہے مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۔ (سورۃ النساء آیت ۷۹) یعنی خیر خدا کی طرف سے اور شر بندے کی طرف سے ۔ تیسری آیت ہے ۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔

(سورہ النساء آیت ۷۸) یعنی تم کہو خیر و شر سب خدا کے پاس سے ہے۔

ان تینوں آیتوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ پہلی آیت کاسِب کو ظاہر کر رہی ہے یعنی نیک و بد دونوں کا کاسِب اور فاعل بندہ ہے۔

تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ÷ کہ بدرا حوالت بہ خود کردہ ام

پس ہمارے برے کاموں کا فاعل خدا کو نہیں کہہ سکتے۔ دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ خیریت وجود سے پیدا ہوتی ہے اور شریت عدم سے۔ عدم ہمارا ذاتی ہے اور وجود خدا کا ذاتی لہٰذا جتنے کمالات ظاہر ہو رہے ہیں وہ وجود اور خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں گے اور جتنے کام شر ہوں گے وہ ہماری عدمیتِ ذاتی کا تقاضہ ہے لہٰذا شر ہم ہی پر منحصر رہے گا اور کہا جائے گا کہ خیر خدا کی طرف سے ہے اور شر بندے کی طرف سے۔ شر میں بندہ خدا کی سپر بنے گا۔ گالیاں خود کھائے گا اور تعریفات خدا کو پہنچادے گا۔ تیسری آیت کا مقصد یہ ہے کہ خیر و شر کی نمائش اور ان کا ظہور سب خدا کی وجود بخشی کی وجہ سے ہے۔ وجود نہ دیتا تو نہ بھلائی نمایاں ہوتی نہ برائی لہٰذا ظہورِ خیر و شر وجود سے اور خدائے تعالےٰ سے ہے پس خدائے تعالےٰ خیر و شر سب کا خالق ہے اور بندہ کاسِب و فاعل اور خیر خدائے تعالیٰ کی طرف جائے گا اور شر بندے کی طرف۔

رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب! اے ہمارے پروردگار! لَا تُؤَاخِذْنَا؛ تو ہم سے مواخذہ نہ کر، تو ہمارے کاموں پر گرفت نہ کر۔ اِنْ نَّسِيْنَا؛ اگر ہم بھول جائیں، اگر ہم کوئی کام نسیان سے کریں۔ ذُھول اور نِسیان میں یہ فرق ہے کہ اگر کوئی امر ذہن سے ایسا نکل جائے کہ لاکھ کوشش کریں لاکھ یاد دلائیں، پھر بھی یاد نہ آئے تو وہ ذُھــــوْل ہے۔ اگر یاد دہانی سے یاد آجائے تو وہ نسیان ہے۔ حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ میری اُمّت سے نسیان اُٹھا لیا گیا ہے یعنی نسیان پر کچھ گرفت نہیں، مواخذہ نہیں۔ اَوْ اَخْطَاْنَا؛ یا ہم نے خطا کی۔ خلافِ ارادہ غلطی سے کوئی کام ہوجائے تو وہ خطا ہے۔ خدایا! ہماری بھول چوک پر گرفت نہ کر۔ معمولی خطائیں معاف ہیں۔ اگر خطاءً کوئی کام دوسرے کو نقصان پہنچا دے تو گناہ تو نہ ہوگا مگر جس کو نقصان پہنچائے اس کی تلافی ضرور ہے۔ اگر کسی نے شکار پر گولی چلائی اور خطاء سے ایک آدمی مر گیا تو دِیَت اور خوں بہا دینا پڑے گا اور اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ ایک بات یاد رکھو۔ جو غلط کام خلافِ حق کیا جاتا ہے اگر بالارادہ اور مبنی بر مخالفت ہے تو خطاءِ منکر ہے۔ جیسے شیطان کی خطا۔ اگر عالم نے کوشش کی مگر حق پر نہ پہنچا، اپنی کوشش میں ناکام رہا تو وہ خطاءِ اجتہادی ہے جیسے آدمؑ کی غلطی۔ جو صحیح صواب اور درست کام کرتا ہے تو اس کو دوگنا ثواب ہے اور جو خطاءِ اجتہادی کرتا ہے اس کو ایک ثواب ہے کیونکہ اس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی۔ بعض دفعہ کئی امام کسی مسئلہ کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان میں سے ایک کا خیال اور اس کی رائے ایک نقطہ پر پہنچتی ہے اور دوسرے امام کی دوسرے نقطے پر۔ ایسی صورت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں سے ایک کی رائے صواب ہے اور دوسرے کی خطاءِ اجتہادی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ہر ایک کی رائے صواب ہے کیونکہ مسئلہ مجمل تھا اور اس کی تفصیل میں ہر ایک نے کوشش کی۔ پیغمبروں کے متعلق بھی بعض دفعہ خطا کا لفظ آیا ہے۔ وہاں افضل کے رہتے ہوئے مفضول کا اختیار کرنا مراد ہوتا ہے اور دو درست اور صحیح باتوں میں سے زیادہ اچھی بات کو چھوڑنا مقصود ہے۔ چونکہ پیغمبروں کی شان اعلیٰ و ارفع ہے اس لئے ان سے اتنی بات پر بھی گرفت کی جاتی ہے اور ان کے کام کو زَلَّـــۃ یعنی

خیر خدا کی طرف منسوب ہوگا اور شر بندہ کی طرف

خطاءِ منکر اور خطاءِ اجتہادی

لغزش کہتے ہیں ۔
بعض دفعہ پیغمبر اپنی غلطی کی معافی چاہتے ہیں اور حقیقت میں ان کی غلطی نہیں رہتی کیوں کہ یہ معصوم ہیں ۔ مگر بہ حیثیت ذمہ دار شخص کے اپنے ماتحتوں کی غلطی کی معافی چاہتے ہیں ۔ سپاہی کی غلطی کی معافی سردارِ لشکر اور قائدِ عسکر چاہتا ہے اور اس معافی چاہنے میں پیغمبر اپنی اُمت کی نمائندگی کرتا ہے ۔

رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب ! اے ہمارے پروردگار ! وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا ؛ اور نہ ڈال ہم پر ۔ حَمْلٌ ؛ لادنا ، ڈالنا ۔ اِحْتِمَال ؛ اُٹھانا ، برداشت کرنا ۔ اِصْرًا ؛ بوجھ کو ۔ اِصْر بعض دفعہ میثاق ۔ قربتِ گناہ کے لئے بھی آتا ہے ۔ كَمَا حَمَلْتَهٗ ؛ جیسا کہ تو نے اس بوجھ کو ڈالا ۔ عَلَى الَّذِيْنَ ؛ ان لوگوں پر جو ۔ مِنْ قَبْلِنَا ؛ ہم سے پہلے تھے ، یعنی جو مواخذات گزشتہ پیغمبروں کی اُمت سے کئے گئے ویسے مواخذات ہم سے نہ کر اور جو سخت احکام گزشتہ لوگوں کو دئے گئے تھے ہم کو نہ دے کہ ان پر عمل کرنے میں ہم کو دشواری ہو ۔

رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب ! اے ہمارے پروردگار ! وَلَا تُحَمِّلْنَا ؛ اور نہ بارگراں ڈال ہم پر ۔ حَمَّلَ ؛ بارِ گراں کا ڈالنا ، تکلیف دہ چیز کا لادنا ۔ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ؛ جس کی ہم کو طاقت نہیں ، جس کو ہم برداشت نہیں کر سکتے ۔ وَاعْفُ عَنَّا ؛ اور ہمارے گناہوں کو عفو فرما دے ، مٹا دے ۔ عَفُوٌّ کے معنی مَحْوٌ ہیں ۔ وَاغْفِرْ لَنَا ؛ اور ہمارے گناہوں کی مغفرت کر ، ہمارے گناہوں کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپالے ، ہمارے گناہوں کو بخش دے ۔ مٹا دینے کے بعد چھپا دینا کیسا ؟ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ ماضی میں جو گناہ ہوئے ہیں ان کو مٹا دے ، نیست و نابود کر دے ۔ دھبہ تک باقی نہ ہو اور مستقبل کے لئے ممکن گناہوں کو اپنے دامنِ رحمت میں ایسا ڈھانک ، ایسا چھپا دے کہ گناہ ہم تک نہ پہنچ سکیں جس طرح کہ سانپوں کو پٹاری میں بند کر دیتے ہیں اور وہ ضرر نہیں پہنچا سکتے ۔ وَارْحَمْنَا ؛ اور ہم پر رحم کر ۔ رحم کا لفظ ضرر سے بچانے اور نفع پہنچانے دونوں سے عام ہے ۔ اَنْتَ مَوْلٰنَا ؛ تو ہمارا مولا ہے ، ہمارا آقا ہے ، تو ہمارا کارساز ہے ، تو ہمارا یار و مددگار ہے ۔ فَانْصُرْنَا ؛ اور ہم کو فتح و نصرت دے ، ہم کو منصور اور کامیاب رکھ ، ہم کو غالب کر دے ۔ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؛ منکروں کی قوم پر ، کافر قوم پر ، ایسی قوم پر جو کفر اور ناشکری کرتی ہے ۔

ترجمہ : ۔ اللہ کسی کو اُس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔ جو اچھی کمائی اور کسب کرتا ہے تو اُس کے لئے مفید ہے اور بری کمائی اور کسب کرتا ہے تو اُس کا نقصان بھی اُسی کو ہے ، اے ہمارے رب ! ہم سے بھول چوک ہوجائے تو ہم سے (اُس کا) مواخذہ نہ کر ۔ اے ہمارے رب ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ گزشتہ لوگوں پر ڈالا ہے اور اے ہمارے رب ! ہم پر اتنا بارِ گراں نہ ڈال جس کے برداشت کی ہم کو طاقت نہیں اور ہمارے گناہوں کو عفو کر (مٹا دے) اور ان کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپالے (مغفرت کر) اور ہم پر رحم فرما ۔ تو ہمارا آقا ہے (کارساز ہے) تو ہم کو کافر قوم پر فتح و نصرت عطا فرما ۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ آل عمران مدنی ہے اس کی دوسو (۲۰۰) آیتیں اور بیس (۲۰) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱

(اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ)

جاہلوں کا امتحان علمی سوال سے ہوتا ہے اور عالموں کا امتحان اس بات سے ہوتا ہے کہ کیا وہ ہر جگہ اپنے دل کے لگتے لگاتے ہیں یا کوئی بات خدا پر بھی چھوڑتے ہیں اور اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ الف حلقی اور ابتدائی مخرج کا حرف ہے اور لام وسطِ مخرج کا اور میم شفوی یعنی ہونٹوں سے ادا ہوتا ہے اور بالکل آخری مخرج کا حرف ہے اس طرح الٓمّٓ تمام مخارج پر حاوی ہے۔

سورتوں کی ابتدا میں جو حروف آتے ہیں ان کو مقطعاتِ قرآنی کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض پوری آیتیں ہیں اور بعض جزوِ آیت یہ سب چیزیں اسرارِ الٰہی میں سے ہیں جس کو خدا معلوم کرائے اس کو معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے جاننے میں انسان کی خارجی کوششیں بے فائدہ ہیں۔ البتہ پیغمبر کا اس کو جاننا ضرور ہے کیونکہ قرآن مبین ہے۔ کم سے کم اس کے معنٰی حضرتؐ کو معلوم ہیں۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝۲

اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ؛ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں، کوئی لائق عبادت نہیں۔ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ؛ وہی زندہ ہے اسی پر سب کا قیام ہے۔ سب کا وجود و حیات بالعرض ہے اور سب اس کے محتاج ہیں پھر خدا کے سوائے کوئی اور کس طرح معبود اور لائقِ عبادت ہوگا۔

ترجمہ:- اللہ، اس کے سوا کوئی معبود اور لائقِ عبادت نہیں۔ وہی زندہ ہے (اور) اسی پر سب کا قیام ہے

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝۳

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴

نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ ؛ اللہ نے تم پر کتاب اتاری یعنی قرآنِ شریف ۔ بِالْحَقِّ ؛ اَی حَالَ کَوْنِهٖ مُتَلَبِّسًا بِالْحَقِّ یعنی بحالیکہ وہ کتاب حق کے ساتھ وابستہ ہے یعنی وہ کتاب حق ہے ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؛ بحالیکہ وہ کتاب تصدیق کرتی ہے اُن کتابوں کی جو سامنے ہیں ، یعنی قرآن تمام موجودہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور تمام پیغمبروں کو حق سمجھتا ہے ۔ عربوں کا محاورہ ہے ۔ بَیْنَ یَدَیْهِ ؛ دونوں ہاتھوں کے درمیان یعنی روبرو ۔ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ ؛ اور اللہ نے تورات اور انجیل کو بھی اُتارا ۔ مِنْ قَبْلُ ؛ اس سے پہلے ۔ قَبْلُ وَبَعْدُ وغیرہ ظروف ہیں ، جب ان کا مضاف الیہ نہیں ہوتا تو وہ ضمہ پر مبنی ہوتے ہیں ۔ اسی وجہ سے مِنْ قَبْلُ ہے مِنْ قَبْلِ نہیں ہے ۔ اگر مضاف الیہ ساتھ ہو جیسے مِنْ قَبْلِهٖ تو کسرہ آئے گا ۔ هُدًى لِّلنَّاسِ ؛ بحالیکہ وہ کتاب لوگوں کو ہدایت کرنے والی ہے ، اب ہدایت قبول کرنا نہ کرنا تمہارا کام ہے ۔ ہدایت قبول کروگے تو نجات پاؤگے ، نہ قبول کروگے تو تباہ و برباد ہوجاؤ گے ۔ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؛ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ، تمیز دینے والا اور فیصلہ کُن قرآن اُتارا ۔ دین سے سرفراز کیا ۔ پیغمبر کو بھیجا ۔ عقلِ سلیم سے ممتاز کیا ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؛ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ، منکر ہوگئے ، حق پوشی کی ۔ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؛ اللہ کی آیتوں کی ، اللہ کی نشانیوں کی ۔ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؛ ان کے واسطے ہے شدید اور سخت عذاب ۔ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ؛ اور اللہ عزت والا ہے ، قوی اور زبردست ہے ۔ ذُو انْتِقَامٍ ؛ انتقام اور بدلہ لینے والا ہے ۔

ترجمہ :- اللہ نے تم پر سچی کتاب اُتاری جو اس سے پہلے کی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اس سے پہلے خدا نے تورات و انجیل کو بھی اُتارا ۔ وہ لوگوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا (دین) بھی اتارا ۔ بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں سے کفر و انکار کرتے ہیں اُن کے لئے شدید عذاب ہے ، اور اللہ عزت مند اور انتقام لینے والا بھی ہے ۔

واضح ہو کہ ہم اجمالی طور سے تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں مگر یہ آسمانی کتابیں آج کل مسخ ہوگئی ہیں ۔ ان میں کمی زیادتی ہوگئی ہے ۔ اب ان کتابوں سے حق و باطل میں تمیز کرنا مشکل ہوگیا ہے ۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے حق و باطل میں تمیز کرنے والا قرآن اور دین اُتارا ۔ جو شخص قرآن شریف پر غور و فکر کرے گا اُس کی عقلِ سلیم قرآن کو حق سمجھے گی اور غیرِ قرآن کو باطل ، لہذا ہم آسمانی کتابوں کی اجمالی طور سے تو تصدیق کریں گے مگر ہر امر کو ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ ان واضح دلائل سے واقف ہونے کے بعد بھی آیاتِ الٰہی سے جو انکار کریں گے اُن کو سخت عذاب ہوگا ۔

مسلمان اجمالی طور پر تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝۵

اِنَّ اللّٰہَ ؛ بے شک اللہ ۔ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ ؛ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ، چھپی ہوئی اور پوشیدہ نہیں ۔ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ؛ نہ زمین میں نہ آسمان میں ۔

ترجمہ :- یقیناً اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں ۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں ۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۶

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ ؛ اللہ تو وہ ہے جو تم کو صورت عطا کرتا ہے ۔ فِی الْاَرْحَامِ ؛ رحموں میں ، پیٹ میں ۔ رِحْم کے مادّہ میں مڑنا اور جھکنا ہے ۔ رِحْم ؛ بچہ دانی جو بچہ کو لپٹی ہوئی رہتی ہے ۔ کَیْفَ یَشَآءُ ؛ جیسا چاہتا ہے یعنی اور چیزیں تو کیا ہیں ۔ تم جو اشرف المخلوق ہونے کا دعویٰ کرتے ہو ۔ تم کو بھی جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ۔ کسی کو کالا ، کسی کو گورا ، کسی کو قوی ، کسی کو ضعیف ۔ تم سب اس کے بندے ہو ۔ تم پر حسبِ منشا تصرف فرماتا ہے ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؛ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؛ وہ عزت والا قوی اور حکیم ہے ۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر اس کا ہر کام تحتِ حکمت رہتا ہے ۔

یہ یاد رکھو ! کہ قدرت تحتِ حکمت رہتی ہے اور حکمت علم ہے ۔ علم تابعِ معلوماتِ الٰہی ہے ۔ اللہ جو جیسی چیز ہے اُس کو ویسا جانتا ہے ۔ جیسا جانتا ہے ویسا پیدا کرتا ہے ۔ بڑے نادان ہیں جو خدا کو حکیم نہیں سمجھتے اور خیال کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ غیر حکیمانہ کام بھی کرسکتا ہے ۔ قدرت ہمیشہ ممکن سے متعلق ہوتی ہے ۔ جو چیز ممکن ہی نہیں اس سے قدرت متعلق ہی نہیں ہوتی پس وہ ہرگز غیر حکیمانہ کام نہیں کرتا ۔ حکیم کا غیر حکیمانہ کام نہ کرسکنا اور محالات سے اس کی قدرت کا متعلق نہ ہونا ہرگز عجز نہیں ۔

ترجمہ :- وہی تو ہے جو تم کو (ماں کے) پیٹ میں جیسا چاہتا ہے صورتیں دیتا ہے ۔ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ۔ وہ عزت وحکمت والا ہے ۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝۷

وقف النبی ﷺ

وقف لازم

هُوَ الَّذِیْٓ ؛ وہی ہے جو ۔ اَنْزَلَ عَلَیْکَ ؛تم پر اُتارا ۔ اَلْکِتٰبَ ۔ کتاب کو ۔ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ؛ اس میں سے بعض محکم آیتیں ہیں جن کے معنے واضح ہیں ۔ مُحْکَمْ ؛ وہ ہے جس میں لفظ اور معنٰی کی حیثیت سے کوئی شک و شبہ وارد نہ ہو۔ حَکَمْتُ ۔ اَحْکَمْتُ ۔ حَکَّمْتُ ؛ کے اصلی معنی مَنَعْتُ ہیں یعنی روک دیا ۔ فساد یا خلل کو روکنے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ حَاکِمْ ؛ لوگوں کو ظلم سے روکنے والا ۔ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ ؛ وہ آیتیں کتاب کی ماں ہیں یعنی اس میں اُصولی باتیں ہیں ۔ جیسے : احکامِ شریعت ، امورِ اخلاقیہ اور آخرت کی یاد دہانی ۔ اَمَّ ۔ یَؤُمُّ ۔ اَمًّا ؛ قصد کرنا ۔ ماں کو اس لئے اُمّ کہتے ہیں کہ بچے اس کی طرف جاتے ہیں ۔ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؛ اور دوسری آیتیں جن کے معنی ملتے جلتے ہیں اور ان میں نادانوں کو معنٰی مقصود کے سمجھنے میں شبہ اور دشواری ہوتی ہے ۔ اُخَرُ ۔ اُخْرٰی کی جمع ہے ۔ بمعنی دیگر ، دوسری ۔ اس کا مذکر اٰخَرُ ہے جس کی جمع اٰخَرُوْنَ ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ ؛ پھر لیکن جو لوگ ۔ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ ؛ ان کے دلوں میں کجی ہے ، حق پرستی نہیں ہے ۔ فَیَتَّبِعُوْنَ ؛ پھر وہ پیچھے پڑے رہتے ہیں ، اسی کو لئے لئے پھرتے ہیں ۔ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ؛ ان آیتوں کو جن کے سمجھنے میں نادانوں کو شبہ ہوتا ہے ۔ اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ ؛ فتنہ برپا کرنے کی خواہش میں ۔ اِبْتِغَاءٌ ؛ چاہنا ۔ فِتْنَةٌ ؛شر و فساد ۔ فَتَنَ ۔ یَفْتِنُ ۔ فَتْنًا ۔ فُتُوْنًا وَفِتْنَةً ؛ چاندی کو گداختہ کرنا تاکہ کھوٹا کھرے سے جدا ہو جائے ۔ یہ امتحان ، تکلیف ، شر و فساد کے معنی میں بھی آتا ہے ۔ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؛ اور تاکہ اس کے من مانے معنٰی نکالیں ۔ اٰلَ ۔ یَؤُلُ ۔ اَوْلًا ؛ رجوع کرنا ، پلٹنا ۔ تَاْوِیْل ؛لفظی معنے درست نہ ہونے کی وجہ سے یا سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے مرادی معنے نکالنا ۔ وَمَا یَعْلَمُ ؛ اور نہیں جانتا ، علم نہیں رکھتا ۔ تَاْوِیْلَهٗ ؛ اس کے معنے مقصود کو ، اس کی مراد کو ۔ اِلَّا اللّٰهُ ؛مگر اللہ ۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ؛ اور وہ لوگ جن کو علم میں رسوخ ہے ، ان کا پایہ بلند ہے ، وہ تحقیقاتِ علمی میں ثابت قدم ہیں ۔ یَقُوْلُوْنَ ؛ کہتے ہیں ۔ اٰمَنَّا بِهٖ ؛ ہم کو اس پر ایمان ہے ، ہم کو اس کا یقین ہے ۔ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ؛ سب ہمارے رَب کے پاس سے ہے ۔ وَمَا یَذَّکَّرُ ؛ اور نصیحت نہیں لیتے ، اور نہیں سمجھا کرتے ۔ اس کی اصل یَتَذَکَّرُ ہے ۔ نصیحت اختیار کرنا ۔ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ؛مگر عقلِ خالص والے ۔ اَلْبَابٌ ، لُبٌّ کی جمع ہے ، مغز۔

ترجمہ :- وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب اُتاری ۔ اس میں محکم آیتیں ہیں جو کتاب اللہ کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں جن کے (کئی کئی) ملتے جلتے معنٰی ہیں ۔ پھر وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے آیاتِ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں (انھیں کو لئے لئے پھرتے ہیں) فتنہ پیدا کرنے اور من مانے معنٰی پیدا کرنے کے لئے ۔ اس کے معنٰی مراد و مقصود کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اللہ جانتا ہے) اور علم میں ثابت قدم لوگ ۔ (وہ) کہتے ہیں ہم کو اس کا یقین ہے ۔ یہ سب ہمارے رَب کی طرف سے ہے اور ان سب باتوں کو عقل مند ہی سمجھا کرتے ہیں ۔

واضح ہو کہ اس آیت کے معنٰی میں بڑا اختلاف ہے ۔ بعض لوگ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؛ پر وقف کرتے ہیں اور وَالرّٰسِخُوْنَ کو الگ کرتے ہیں ۔ اس وقت معنٰی یہ ہوں گے کہ آیاتِ متشابہات کے معنٰی مراد اور مقصود کو صرف اللہ جانتا ہے

اور راسخینِ علم کو بھی اس کا علم نہیں اور دوسرے حضرات اِلَّا اللّٰہُ پر وقف نہیں کرتے بلکہ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ پر وقف کرتے ہیں ۔ اس وقت معنٰی یہ ہوں گے کہ آیاتِ متشابہات کے معنٰی مُراد و مقصود کو اللہ اور راسخینِ علم جانتے ہیں اور راسخین کہتے ہیں کہ ہم کو اس کا یقین ہے اور سب اللہ کے پاس سے ہے ۔

واضح ہو کہ قرآنِ شریف میں بعض آیتیں ایسی ہیں جو انسانی صفات پر دلالت کرتی ہیں اور قرآنِ شریف میں خدائے تعالیٰ کے لئے استعمال کی گئی ہیں جیسے :-

(۱) یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (سورہ فتح ۔ آیت ۱۰) ۔ (۲) ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (سورہ اعراف ۔ آیت ۵۴ ۔) ۔
(۳) اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (سورہ طٰہٰ ۔ آیت ۵) ۔ (۴) اَللّٰہُ یَسْتَھْزِءُ بِھِم (سورہ بقرۃ ۔ آیت ۱۵) ۔
(۵) وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ (سورہ فتح ۔ آیت ۶) ۔ (۶) وَمَکَرُوْا وَمَکَرَاللّٰہُ (سورہ آل عمران ۔ آیت ۵۴) ۔

بعض علماء تو اتنا کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ ان آیتوں کا مقصد و مراد صرف اللہ جانتا ہے ۔ ہمارا کام صرف اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللّٰہِ ۔ کہنا ہے ، یعنی ہم اللہ کے معنی و مقصود پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسرے بعض حضرات محاوراتِ عرب پر غور کرتے ہیں اور ان کے مطابق معنٰی و مراد لیتے ہیں مثلاً :-

آیت نمبر (۱) کے وہ معنٰی لیتے ہیں کہ خلیفہ کا فعل اس شخص کی طرف نسبت کیا جاتا ہے جب کہ اس نے حکم دیا ہو لہذا یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کے معنٰی ہیں ۔ '' پیغمبر کا ہاتھ تمام بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر ہے'' ۔

آیت نمبر (۲) سے ان کی مراد یہ ہے کہ خدا کی حکومت قائم ہوگئی ۔ دیکھو ! لوگ کہتے ہیں ، پادشاہ تخت نشین ہوگیا یعنی اس کی حکومت قائم ہوگئی ۔ صدرِ انجمن کی کرسی نشینی ہوئی یعنی اس کی حکومت قائم ہوگئی یعنی اس کا اقتدارِ اعلیٰ قائم ہوگیا ۔

آیت نمبر (۳) کے معنٰی ہیں ۔ '' خدا کی رحمت اس کی حکومت سے ظاہر ہے'' ۔

آیت نمبر (۴) کے معنٰی ہوں گے ۔ '' اللہ ان کے استہزاء اور ہنسی اُڑانے کی سزا دے گا'' کیونکہ اس سے قبل اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُ وْنَ ہے یعنی ہم مسلمانوں کو بناتے ہیں ، ان سے ٹھٹا کرتے ہیں لہذا اللہ ان کو ان کے اس ٹھٹا کرنے کی سزا دے گا ۔

آیت نمبر (۵) کے معنٰی یہ ہیں ۔ غضب اصل میں خونِ دل کا بغرضِ انتقام جوش کرنا ہے اور یہاں انتقام مراد ہے کیونکہ وہ غضب کا انجام ہے ۔

آیت نمبر (۶) کے معنٰی اس طرح ہوں گے ۔ '' ان منافقین نے مکر کیا اور اللہ نے ان کو ان کے اس مکر کی سزا دی'' ۔

دیکھو ! ہم رات دن کہتے ہیں ۔ ندی بہہ رہی ہے اور اس سے مراد لے رہے ہیں کہ ندی میں کا پانی بہہ رہا ہے ۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ تمہارے گھر میں قدم نہ رکھوں گا پھر اگر وہ گھر کے باہر بیٹھ کر اپنا قدم دروازہ کے اندر رکھے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ گھر میں پاؤں رکھنے سے مراد گھر میں داخل ہونا ہے ۔ کہتے ہیں اس نے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں یعنی اس کی پوریں یا اس نے سننا نہ چاہا ۔

ہمارے پاس عالَم کے مختلف درجے ہیں ۔ عالَمِ ارواح ، عالَمِ مثال ، عالَمِ شہادت ۔ عالَمِ مثال میں جس چیز کی صورت

تجسیم والی آیات

نہیں ہے وہ بھی صورت لے کر نظر آتی ہے۔ حضرت رسولِ خدا ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ وہ دودھ پی رہے ہیں اور اس کا بقیہ حصہ حضرت عمرؓ کو دیا اور اس کی تاویل یہ فرمائی کہ علم دودھ کی شکل میں نمودار ہوا۔ تعبیر خواب کا دار و مدار انھیں مثالی صورتوں پر ہے۔ ہمارے پاس تو ایک حقیقت ہے، ایک عینِ ثابتہ ہے۔ عالمِ ارواح میں صفاتِ کمالیہ کے ساتھ نمایاں ہوتا ہے اور عالمِ مثال میں صورت شکل لیتا ہے اور عالمِ شہادت میں وزن اور زمانہ بھی اس کو لاحق ہوتا ہے۔ غرض کہ علم کے دودھ کی صورت لینے سے اس کی بے صورتی پر کوئی اثر نہیں آتا۔ تاویل کے اصول، ان میں سے بعض کا بعض سے قوی ہونا اور قوی کے رہتے ضعیف صورت کو اختیار نہ کرنا چاہیے۔ اس کا تھوڑا سا بیان ہم نے ''معیارِ الکلام'' اور ''حکمتِ اسلامیہ'' میں لکھا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اس آیت سے پہلے بیان کیا گیا تھا کہ جس کے دلوں میں زیغ اور کجی ہے وہ آیاتِ متشابہات کے من مانے معنیٰ لیتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں۔ موجودہ آیت میں اس زیغ اور کجی سے بچانے کی دُعا کی جارہی ہے اور راسخینِ علم یہ دُعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب! ہمارے پروردگار۔ لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا ؛ ہمارے دلوں کو حق سے نہ پھیر اور کج رو نہ بنا۔ بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا ؛ بعد اس کے کہ تو نے ہم کو ہدایت دی، سیدھا راستہ بتایا۔ وَهَبْ لَنَا ؛ اور ہم کو ہبہ کر، عطا کر، دے۔ لَدُنْ ؛ پاس۔ عِلْمِ لَدُنِّیْ ؛ خدا کے پاس سے ملا ہوا علم۔ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ؛ تیرے پاس سے رحمت۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ بے شک تو ہے بڑا ہبہ کرنے والا، عطا کرنے والا، داتا۔

ترجمہ :- اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو کج (اور ٹیڑھا) نہ کر دے بعد اس کے کہ تو نے ہم کو ہدایت کی اور اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔ بے شک تو دینے والا (داتا) ہے۔

رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ ع ۱ و ۹

رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب۔ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ ؛ بے شک تو لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، حشر کرنے والا ہے۔ لِيَوْمٍ ؛ اس دن کے لئے، اس دن میں۔ لَارَيْبَ فِيْهِ ؛ جس میں ریب اور شک و شبہ نہیں۔ یعنی قیامت کا آنا حق ہے، بے جا تاویلات کرنے کی سزا ضرور ملے گی۔ یوم کی صفت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ ؛ بے شک اللہ۔ لَايُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؛ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ مِيْعَادْ ؛ وعدہ، مدت۔

ترجمہ :- اے ہمارے رب! بے شک تو اس دن (قیامت کے دن سب کو جمع کرے گا) سب لوگوں کا حشر کرے گا جس میں (قیامت کے آنے میں) کوئی شک و شبہ نہیں۔ بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

واضح ہو کہ وعدہ کا لفظ بھلائی میں اور اِیْعاد و وَعِيْد کا لفظ برائی میں اکثر مستعمل ہوتا ہے۔ وعدہ خلافی کرنا عیب ہے اور خدا عیب سے پاک ہے لہذا وہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ وعید برے کام سے ڈرانا اور سزا کے استحقاق کو ظاہر کرنا ہے۔

اس لئے وہ سزا کی خبر نہیں اور نہ سزا نہ دینے سے کذب اور جھوٹ لازم آتا ہے اور مستحقِ عذاب کو معاف کردینا خیر ہے لہذا خلفِ وعید جائز ہے اور خلفِ وعدہ جائز نہیں۔

تاویلِ بے جا، کج روی کا انجام کفر و انکار ہوتا ہے۔ لہذا فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؛ بے شک جنھوں نے کفر کیا، انکار کیا، حق کو نہ مانا۔ کُفَّارٌ ؛ کافر لوگ۔ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ ؛ ان کو ہرگز کام نہ آئے گا، مستغنی نہ کرے گا، نفع نہ دے گا۔ اَغْنٰی عَنْهُ ؛ اس کے کام آیا۔ اَمْوَالُهُمْ ۔ ان کے مال۔ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؛ اور نہ ان کی اولاد۔ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؛ اللہ سے کچھ، یعنی نہ مال دینا، نہ رشوت دینا، نہ آل اولاد اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں، نہ ان کو کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ وَاُولٰۗىِٕكَ ؛ اور وہ لوگ۔ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ؛ وہی آگ کے ایندھن ہیں۔ وَقَدَ ۔ یَقِدُ ۔ وَقْدًا و وَقُوْدًا ؛ آگ جلانا۔ وَقُوْد بفتحہ واو۔ وہ چیز جو جلائی جاتی ہے یعنی وہ لوگ لکڑیوں کی طرح دوزخ میں جلیں گے۔ دَاْبٌ ؛ مشقت۔ عادت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ؛ جیسے فرعون والوں کی گت بنی، اُن کی حالت ہوئی۔ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؛ اور ان لوگوں کا حال ہوا جو ان سے پہلے تھے۔ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؛ ہماری آیات کی تکذیب کی، ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور اُن کو نہ مانا۔ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ ؛ پھر خدا نے اُن کو پکڑ لیا، ان کو عذاب میں گرفتار کیا۔ بِذُنُوْبِهِمْ ؛ ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ ذُنُوْب جمع ذَنْبٌ گناہ۔ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ؛ اور اللہ سخت عقوبت اور عذاب والا ہے۔ عِقَابٌ ؛ عقوبت۔ وہ سزا جو اعمالِ بد کے بعد ملے۔ عَقَبٌ ؛ پیچھے۔ عَقِبٌ ؛ ایڑی۔

ترجمہ:- بے شک کافروں کو نہ اُن کا مال کام آئے گا نہ اُن کی اولاد اور نہ وہ اُن کو اللہ (کے عذاب و عقوبت) سے کچھ بھی بچا سکیں گے۔ وہ تو دوزخ کے ایندھن ہیں (جہنم میں جلنے والے ہیں) جیسے کہ فرعون والوں کا حال ہوا۔ اور ان لوگوں کا جو فرعون والوں سے پہلے گزرے ہیں، انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا (اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی) پھر اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے گرفتار کرلیا اور اللہ سخت عقوبت (عذاب) والا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۲

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؛ ان کافروں سے کہہ دو، ان لوگوں سے کہو جنھوں نے کفر کیا ۔ سَتُغْلَبُوْنَ ؛ تم قریب میں مغلوب کئے جاؤ گے، عاجز و ناچار ہو جاؤ گے ۔ وَتُحْشَرُوْنَ ؛ اور ہانکے جاؤ گے ۔ اِلٰى جَهَنَّمَ ؛ جہنم میں، جہنم کی طرف ۔ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ؛ اور جہنم کیا برا بچھونا ہے، کیا بدتر مقام ہے ۔

ترجمہ :- کافروں سے کہہ دو ۔ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف تمہارا حشر ہوگا اور (جہنم) کیا ہی برا مقام ہے ۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ ؛ بے شک تمہارے لئے ایک نشانی تھی، قدرتِ خدا کا ظہور تھا ۔ فِيْ فِئَتَيْنِ ؛ دو جماعتوں میں ۔ اِلْتَقَتَا ؛ جو دونوں باہم ملے، ملاقات کی ۔ فِئَةٌ تُقَاتِلُ ؛ ایک جماعت جنگ کرتی ہے، باہم مقابلہ کرتی ہے، ایک دوسرے سے لڑتی ہے یعنی مسلمان ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ راہِ خدا میں، اللہ کے واسطے ۔ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ ؛ اور دوسری کافر اور منکر جماعت ۔ يَرَوْنَهُمْ ؛ ان کو دیکھتے ہیں ۔ مِثْلَيْهِمْ ؛ اپنے دو مثل، اپنے دوگنے ۔ رَاْيَ الْعَيْنِ ؛ آنکھوں سے دیکھنا ۔ يَرَوْنَ کا مفعولِ مطلق ہے ۔ یعنی کافر لوگ مرعوب ہوکر، ڈر کے مارے مسلمانوں کو اپنے سے دو چند دیکھتے ہیں ۔ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ ؛ اور اللہ تائید دیتا ہے، قوی کرتا ہے ۔ اَيْدٌ ۔ قوت ۔ بِنَصْرِهٖ ؛ اپنی نصرت سے، اپنی مدد سے، دشمنوں پر غالب کرنے سے ۔ مَنْ يَّشَآءُ ۔ جس کو چاہتا ہے ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ ؛ بے شک اس میں ۔ لَعِبْرَةً ؛ البتہ عبرت اور نصیحت ہے ۔ عِبْرَةٌ ؛ وہ نصیحت انگیز حالت جس کو دیکھ کر لوگ برا کام چھوڑ دیں، اسے عبور کریں، گزر جائیں ۔ لِاُولِي الْاَبْصَارِ ؛ واسطے صاحبانِ بصیرت کے، ان کے لئے جو آنکھ رکھتے ہیں، چشمِ بینا رکھتے ہیں، بصارت اور بصیرت رکھتے ہیں ۔ بَصَارَةٌ ؛ ظاہری طور سے دیکھنا ۔ بَصِيْرَةٌ دل کی بینائی ۔

ترجمہ :- بے شک تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں قدرتِ خدا کی نشانی ہے جو باہم ملے ۔ ایک جماعت (یعنی مسلمان) فی سبیل اللہ جنگ کرتی ہے اور دوسری کافر جماعت ان (مسلمانوں) کو اپنی آنکھوں سے دو چند دیکھتی ہے اور اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے ۔ بے شک اس میں بصارت اور بصیرت والوں کے لئے عبرت ہے (نصیحت ہے) ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگِ بدر کا ہے ۔ باوجودیکہ مسلمان کم تھے مگر رعبِ خداوندی سے کافروں کو دو چند نظر

آ رہے تھے ۔ جنگِ بدر پہلی جنگ ہے جس میں مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کی اجازت دی گئی ۔ جنگِ بدر کے کئی اسباب تھے

(۱) کافروں نے مدینہ کے اطراف جو مویشی تھے ان پر دھاوا کرکے لوٹ لیا تھا ۔

(۲) ابوجہل نے سعد ابن عبادہ کو چیلنج کردیا تھا کہ ہم مسلمانوں کو آئندہ حج کے لئے آنے نہ دیں گے حالانکہ حج سے روکنے کا کسی کو حق نہ تھا ۔ سعد ابن عبادہ نے کہا کہ ہم بھی تم کو، تمہارے قافلوں کو اپنی سرزمین سے گزرنے نہ دیں گے ۔

ملکِ شام سے قافلہ مکہ کو جارہا تھا اور مسلمان کافروں کو روکنے کے لئے اپنی سرحد کے قریب فروکش ہوگئے اور پڑاؤ ڈال دیا ۔ کافروں کا قافلہ تو دور ہی سے نکل گیا اور مسلمانوں کا اور کافروں کے لشکر کا مقابلہ ہوگیا ۔ مسلمانوں کے پاس کل تین سو تیرہ آدمی تھے اور کافروں کے پاس کچھ کم ہزار ۔ مسلمان بے سروسامان تھے اور کفار ۔ خود، زرہ بکتر، تلوار اور نیزوں سے آراستہ تھے ۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی ۔ حضرتِ حمزہؓ عمِ رسول اللہؐ نے عتبہ سردارِ قریش کو اور حضرتِ علیؓ نے ولید کو مارا ۔ شیبہ کے ہاتھ سے حضرت حارثؓ عم زادۂ نبی کریمؐ شہید ہوئے مگر شیبہ بھی حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ کی تلواروں سے بچ نہ سکا اس جنگ میں ابوجہل جس کا نام عمرو بن ہشام تھا اور پوری فوج کا سردار تھا، مارا گیا، اور خدا نے مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا اور زبردست فتح سے سرفراز فرمایا ۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

زُيِّنَ لِلنَّاسِ ؛ لوگوں کے لئے زینت دی گئی، لوگوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے ۔ حُبُّ الشَّهَوٰتِ ؛ محبت شہوتوں کی، خواہشوں کی، مرغوب چیزوں کی، لوگوں کو مرغوب چیزوں کی خواہش بھلی معلوم ہوتی ہے ۔ وہ کیا ہیں؟ مِنَ النِّسَآءِ ؛ عورتیں ۔ نِسَاءٌ کا واحد اِمْرَأَةٌ ہے ۔ مِنَ النِّسَآءِ بیان ہے شَهَوٰت کا ۔ وَالْبَنِيْنَ ؛ اور بیٹے تاکہ بڑھاپے میں کچھ کام آئیں، مدد دیں ضعیفی کا سہارا بنیں مگر آج کل تو بیٹا بہو الگ ہی رہتے ہیں ۔ اِدھر شادی ہوئی اُدھر بہو نے میاں کو بہکانا شروع کیا ۔ ساس سسرے سے لڑائی ۔ نند بھاوجوں میں جھگڑا شروع ہوا ۔ گھر کا پکایا ہوا نہ کھانا پسند نہ سالن ۔ آیا، ماما سب پر رات دن خفگی ۔ بات بات پر غصہ ۔ اس کا انجام؟ بیوی میاں کو لے کر دوسرے گھر میں چلی گئی ۔ ایسے بیٹے کس کام کے ۔ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ ؛ قَنَاطِيْرُ جمع قِنْطَارٌ ؛ مالِ کثیر ۔ قَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ ؛ اوپر تلے لگے ہوئے ڈھیر ۔ کس کا ڈھیر؟ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ؛ سونے چاندی کا ۔ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ خَيْل ؛ گھوڑا، اکثر اس گھوڑے کو خیل کہتے ہیں جس پر سوار ہوں ۔ یہ خُيَلَاء سے ماخوذ ہے ۔ جس کے معنٰی ہیں اکڑنا، تکبر کرنا ۔ مُسَوَّمَة ؛ نشان کئے ہوئے وہ گھوڑے جو رمنے میں چرنے کے لئے چھوڑے جاتے ہیں اور ترو تازہ ہوتے ہیں ۔ ان کی شرافت کی وجہ سے ان پر علامتِ خاص لگائی جاتی ہے ۔ وَالْاَنْعَامِ ۔

نَعُوْمَةٌ کے معنی نرمی ، نازکی ہے ۔ اسی سے نِعْمَةٌ ہے ۔ اَنْعَام ، نَعَمْ کی جمع ہے ۔ چرندہ ، چوپایہ ، سواری کے جانوروں کو دَوَآبٌّ کہتے ہیں ۔ اور ان جانوروں کو جن کا گوشت کھایا جاتا ہے یعنی مویشی کو اَنْعَام کہتے ہیں ۔ وَالْحَرْثِ ؛ اور کھیتی باڑی ۔ ذٰلِکَ ؛ یہ ۔ مَتَاعٌ ؛ جس سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے ۔ اَلْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؛ یہ زندگی ، نزدیک کی زندگی ، دنیوی زندگی ، یہ غافلوں کی ، نادانوں کی دنیوی زندگی کا سرمایہ ہے ۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ ؛ اور اللہ اس کے پاس ہے ۔ حُسْنُ الْمَاٰبِ ؛ اچھا ٹھکانا ، خوبی انجام کی ، بہترین مرجع و مآب ہے اور خدا کے پاس جانا ہوگا تو بہت ہی اچھا ہوگا ۔

ترجمہ :- لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی خواہش آراستہ کی گئی ہے (لوگوں کی مرغوب چیزیں کیا ہیں ؟) عورتیں بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر کے ڈھیر اور تروتازہ گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ۔ یہی ان لوگوں کی دنیوی زندگی کا سرمایہ ہے اور اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے ۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ

قُلْ اَؤُنَبِّئُکُمْ ؛ تم کہہ دو کیا میں تم کو خبردوں ، تم کو بتلادوں ۔ نَبَأٌ ؛ خبر ۔ اسی سے نبی ہے ۔ بِخَیْرٍ مِنْ ذٰلِکُمْ ؛ اُن سے بہتر چیز کی ۔ گزشتہ چیزیں جو بیان کی گئی ہیں کیا ان سے بہتر چیز تم کو نہ بتلادوں ۔ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؛ واسطے ان لوگوں کے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا ، پرہیز گاری اختیار کی ، عذابِ خدا سے ڈرے ۔ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؛ ان کے پروردگار کے پاس ہے ، اس کے پاس ہے جس نے اب تک پالا پوسا اور بڑا کیا ۔ جَنّٰتٌ ؛ جنتیں ہیں ، باغ ہیں ۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ؛ جاری ہوتی ہیں ، بہتی ہیں ان کے نیچے نیچے نہریں ۔ لہٰذا وہ باغ ہمیشہ سرسبز رہیں گے ، پھلتے پھولتے رہیں گے ۔ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؛ وہ متقی لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے ۔ وَاَزْوَاجٌ مُطَھَّرَةٌ ؛ ان متقیوں کے لئے پاک ، صاف ستھری بیویاں ہوں گی ۔ وہ میل کچیل ، داغ دھبے اور اخلاقِ بد سے پاک ہوں گی ۔ حیض و نفاس سے پاک ہوں گی ۔ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ ؛ ان متقیوں کے لئے خدا کی رضا مندی ہوگی ۔ دنیا اور آخرت کی نعمتیں ایک طرف ۔ خدا اور اُس کی خوشنودی جو سب سے اعلیٰ و ارفع ہے وہ بھی اُن کو نصیب ہوگی ۔ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ؛ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے ، ان سے باخبر ہے ۔ طالبانِ دنیا کو بھی دیکھتا ہے ، طالبانِ آخرت کو بھی اور طالبانِ خدا کو بھی ۔

ترجمہ :- تم کہہ دو ۔ کیا میں تم کو ان سب سے بہتر بات بتادوں ۔ متقیوں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے صاف ستھری بیویاں ہیں اور اللہ کی رضا مندی ہے اور اللہ اپنے تمام بندوں کو دیکھتا ہے ۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ جنت میں بھی کیا وہ کام ہوں گے جن سے آدمی ناپاک ہوجاتا ہے یہ تو خدا کی قدوسیت کے

خلاف بات ہے ۔ ان نادانوں سے کوئی پوچھے کہ دنیا میں ان کاموں کے ہونے کی وجہ سے خدا کی قدوسیت پر کیا اثر پڑا ؟ کچھ نہیں ۔ عالمِ دنیا پر عالمِ آخرت کا قیاس کرنا نادانی ہے ، قیاس مع الفارق ہے ۔

دنیا میں جتنے الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں وہ وہی ہیں جو اہلِ دنیا کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور ان کے لئے وضع کئے گئے ہیں ۔ اہلِ دنیا کے سامنے آخرت کی چیزوں کا ذکر کیا جائے تو انہیں الفاظ میں ہوگا جن کو اہلِ دنیا جانتے ہیں ۔ عالمِ آخرت تو وہ ہے اور اس کی نعمتیں وہ ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا مگر جب بیان کیا جائے گا تو قریب تر الفاظ میں بیان کیا جائے گا ۔

کسی نے ایک گاؤں والے کے سامنے برفی اور قلاقند کا ذکر کیا کہ وہ شہر میں ملتی ہے ۔ گاؤں والے نے پوچھا برفی کیسی ہوتی ہے ؟ ظاہر ہے کہ گاؤں والے کے آس پاس کیا ہے ؟ چاول ، گیہوں ، جوار ، نمک ، مرچ ، گڑ ۔ اب اس گاؤں والے کے سامنے کوئی برفی کو بتائے تو کس طرح ؟ اس ذی فہم آدمی نے کہا برفی گڑ جیسی ہوتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ گاؤں والے کے پاس کی چیزوں میں برفی سے قریب تر چیز گڑ ہی ہے ۔

جنت کے متعلق اگر مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ آیا ہے تو اُتُوْابِہٖ مُتَشَابِھًا بھی ہے ۔ اہلِ دنیا سے خطاب ہونے کی وجہ یہ دشواری لاحق ہوئی ہے ۔ او نادان ! تو میاں بیوی کے ملنے کو حیوانی کام سمجھتا ہے ۔ صحیح احساس ہوتا تو فنائیت کی کچھ جھلک تجھے بھی معلوم ہوجاتی ۔ اس حالت میں وساوس بند ہوجاتے ہیں ایک نقطہ پر خیال قائم ہوجاتا ہے ۔ دل کو سکون حاصل ہوتا ہے ۔ نادانوں کو اس کا لطف کیونکر ملے گا ۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶

اَلَّذِیْنَ ؛ اُن لوگوں کے لئے جو ۔ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؛ پر عطف ہے ۔ یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں ، دعا کرتے ہیں ۔ رَبَّنَا ؛ اے ہمارے رب ! اے ہمارے پروردگار ۔ اِنَّنَا اٰمَنَّا ؛ بے شک ہم ایمان لائے ۔ فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا ؛ ہمارے ذنوب کی مغفرت کر ، ہمارے گناہ بخش دے ۔ ہمارے جرموں کو چھپادے ۔ وَقِنَا ؛ اور ہم کو بچا ۔ عَذَابَ النَّارِ ؛ دوزخ کے عذاب سے ۔

ترجمہ :- جو لوگ دُعا کرتے ہیں ۔ یارب ! ہم مومن ہیں ، ہمارے گناہ بخش دے ، اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا ۔

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷

اَلصّٰبِرِیْنَ ؛ تکالیف پر صبر کرنے والے ، آفاتِ ارضی وسماوی کو برداشت کرنے والے ، تنگی اور امراض میں پریشان نہ ہونے والے ۔ لِلَّذِیْنَ پر عطف ہے ۔ وَالصّٰدِقِیْنَ ؛ اور سچے راست باز ، علم وعمل میں مضبوط ، صداقت پر قائم ۔ وَالْقٰنِتِیْنَ ؛ باادب ، عبادت گزار ، بغیر اضطراب کے خاموش ۔ وَالْمُنْفِقِیْنَ ؛ اور انفاق کرنے والے ، نامِ خدا پر صرف کرنے والے ، راہِ خدا میں دینے والے ۔ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ؛ اور مغفرت طلب کرنے والے سحر کو ، پچھلے سے اُٹھ کر دُعائے مغفرت

کرنے والے، عبادت کرنے والے، تہجد گزار۔

ترجمہ:- (خدا کی رضامندی وغیرہ کن کے لئے ہے؟) صبر کرنے والوں، راست باز، باادب، سخی، اور پچھلے سے مغفرت کی دُعائیں کرنے والوں کے لئے۔

سچے اور اچھے لوگوں کا ذکر فرما کر اصلِ اسلام اور توحید کی طرف رجوع فرماتا ہے، اللہ کی رضا جوئی کا ذکر فرما کر اللہ اور فرشتوں اور علماء کا ذکر فرماتا ہے اور ان کے توحید پر رہنے کو بیان فرماتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

النصف

شَهِدَ اللّٰهُ ؛ اللہ نے شہادت دی، گواہی دی، دیکھی ہوئی بات کو بیان فرمایا، حقیقی اور یقینی امر کو ظاہر کیا۔ اَنَّهٗ ؛ کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؛ اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ ؛ اور اس کی توحید پر ملائکہ، فرشتے اپنی حقیقت سے، اپنی زبان سے شہادت دیں گے۔ وَاُولُوا الْعِلْمِ اور علم والے، اہلِ علم علم کی حقیقت سے، اپنی زبان سے شہادت دیں گے۔ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؛ بحالیکہ وہ عدالت و انصاف پر قائم ہے یعنی دنیا میں خدائے تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے مبنی بر انصاف ہے۔ ہر شخص کو اس کی قابلیت کے موافق حصہ دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں میزانِ عدل ہے جس کا کوئی پلّہ نہیں جھکتا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؛ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی اصلی محتاج الیہ نہیں۔ اَلْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؛ وہ بڑی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ:- اللہ اور فرشتے اور اہلِ علم سب گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوائے کوئی معبود ہے ہی نہیں (وہ منصف ہے) عدل پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں، وہ عزیز و حکیم ہے (عزت والا ہے حکمت والا ہے)۔

صاحبو! کوئی اس بات پر غور کرے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہے نرا خیال ہے یا کچھ واقعیت بھی رکھتا ہے؟ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب بالعرض ہی بالعرض ہیں یا ان میں کوئی بالذات بھی ہے؟

خدا کا وجود ہی خدا کے وجود پر دلالت کرتا ہے

سوفسطائی کہتا ہے۔ دنیا سب جھوٹ ہے، نرا خیال ہے، کوئی اس سے پوچھے کہ "سب جھوٹ ہے" کیا یہ بھی صحیح ہے یا نہیں؟ تم جو اپنے آپ کو آدمی سمجھتے ہو کیا یہ بھی درست ہے یا نہیں؟ آدمی کسی چیز کو مانے تو اس سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ ہمارے پاس اور ہر ذی فہم کے پاس کوئی بالعرض بغیر بالذات کے نہیں ہو سکتا۔ وہ بالذات کون ہے؟ خدا ہے جو ان سب سے جدا ہے اس کا بالذات ہونا تمام عالم کے محتاج الیہ اور خدا ہونے پر واضح دلالت کرتا ہے۔ پس خدا کا وجود ہی خود خدا کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا وجود سراجِ منیر ہے، روشن چراغ ہے۔ واضح ہے۔ اس کو دلیل کی روشنی میں دیکھنے کا ارادہ کرنا غلطی ہے، حماقت ہے۔ اَغْنَى الصَّبَاحُ عَنِ الْمِصْبَاحِ ؛ آفتاب اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ کوئی اس کو چراغ دکھائے۔

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب!

فرشتوں کے حالات پر غور کرو۔ کیا وہ اپنے آپ کو مستقل اور بالذات سمجھتے ہیں؟ نہیں۔ ان کا امکانِ ذاتی، ان کی بندگی، ان کا سراپا محتاج ہونا بے شک خدا پر دلالت کرتا ہے جو فرشتوں کا بھی محتاج الیہ اور ان کا خالق ہے۔ چونکہ فرشتے مادّیات کی گندگی سے پاک ہیں اس واسطے وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ توحید کا اقرار کرتے ہیں۔

جن کو خدا نے علمِ صحیح عطا فرمایا ہے وہ تو توحید کے قائل ہی ہوں گے، ان کا علمِ صحیح ان کی راہ نمائی کرے گا بلکہ جس کو ذرا بھی علم ہے، جو ذرا بھی علم کی حقیقت پر غور وفکر کرے گا اس کو معلوم ہوگا کہ علم مادیات کے خواص سے نہیں ہے۔ لہٰذا وہ غیر مادی سے ملا ہے وہ غیر مادی کون ہے! علیم وحکیم ہے۔ مگر کوئی ان مادہ پرستوں سے بھی پوچھے کہ مادے کی تعریف تو یہ ہے: جس حال پر ہے اسی حال پر رہے گا۔ متحرک ہے تو متحرک ہی رہے گا جب تک کوئی اس کو ساکن نہ کردے۔ ساکن ہے تو ہمیشہ ساکن ہی رہے گا جب تک کوئی اس کو متحرک نہ کردے۔ کیونکہ اس کے خواص سے ہے دوام اور استمرار۔ پھر یہ علم، یہ ارادہ، یہ حرکتِ اختیاری مادّہ کی صفت تو ہے ہی نہیں۔ علم غیر مادی صفت ہے۔ علم کا غیر مادی ہونا ذاتِ حق کی طرف راستہ نکالتا ہے۔ نل کی ٹونٹیوں سے پانی نکلنا تالاب کے پانی پر دلالت کرتا ہے۔ ہم سب کا علم رکھنا خدا کے علم اور اس کی ذات پر، خدا کے علمِ بالذات اور اس کی ذاتِ بالذات پر دلالت کرتا ہے۔ تمام عالم پر کوئی غور کرے کہ اس کا کوئی نظام ہے بھی یا یوں ہی گڑبڑ کے ساتھ دنیا چل رہی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے ایک نظامِ کلی کے تحت ہورہا ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ دنیا میں کوئی اتفاقی چیز نہیں۔ سب تحتِ قانونِ قدرت ہورہا ہے۔ ربّ العالمین تختِ عدالت پر قائم ہے۔ نا انصافی اور جہالت کو اس کے ساحتِ عزت تک قدم نہیں۔ کتنی بڑی بے انصافی ہوگی اگر کوئی خدا کو نا انصاف سمجھے۔ وہ حق ہے۔ اس کا ہر کام حق ہے اور مقتضائے حکمت کے مطابق۔ لا الٰہ الّا ہو العزیز الحکیم۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ۗ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾

اِنَّ الدِّیْنَ؛ بے شک دین، دین جس کو کہنا چاہیے، سچا مذہب، خدا پرستی۔ عِنْدَ اللّٰهِ؛ خدا کے پاس۔ اَلْاِسْلَامُ؛ اسلام ہے۔

آدم سے ایں دم تک اللہ کے پاس قابلِ قبول مذہب اسلام ہی ہے۔ کیا معنی ہیں اسلام کے؟ خود کو خدا کے حوالے کرنا اس کے سامنے گردنِ تسلیم جھکانا، اس کے احکام کی اطاعت کرنا۔ ظاہر ہے کہ مقبول دین، خدائی مذہب کا تقاضا یہی ہے مگر لوگوں نے اسلام کو نسخ، مسخ، فسخ کردیا ہے۔ جب مذہب کی ایسی حالت ہوتی ہے تو خدا پیغمبر بھیجتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ جب دین کامل ہوجاتا ہے اور اس کا کمال انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں رہتی۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا؛ اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی، اہلِ کتاب نے اختلاف نہیں کیا، مگر مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ؛ بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آیا یعنی اہلِ کتاب کا اسلام کے خلاف کرنا کچھ نادانی اور بے علمی کی وجہ سے نہ تھا۔

علم کی حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ علم غیر مادی ہے اور خدا سے ملا ہے

حقیقی مذہب اسلام ہی ہے

بَغْیًا بَیْنَھُمْ ؛ ان کی خودغرضی سے، خود پسندی سے، باہمی ضد اور ہٹ سے، جاہ پسندی اور تکبر سے۔ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ؛ اور جو خدا کی نشانیوں سے انکار کرتا ہے، اور جو آیاتِ الٰہی سے کفر کرتا ہے اور ان کو نہیں مانتا فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ؛ پس بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ خوب سمجھ رکھو! اِدھر آنکھیں بند ہوئیں اُدھر حساب کتاب شروع ہوگیا۔

ترجمہ:- دین تو خدا کے پاس اسلام ہی ہے۔ ان اہلِ کتاب کا اختلاف جان بوجھ کر صرف آپس کی خودغرضی پر منحصر ہے اور جس نے آیاتِ الٰہی سے کفر کیا (خدا کی نشانیوں کو نہ مانا) تو اللہ ان سے بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۠﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۰

فَاِنْ حَآجُّوْکَ ؛ اگر یہ لوگ تم سے حجت کریں، دلیل بازی کریں، کٹ حجتی کریں، جھوٹا جھگڑا کریں۔ فَقُلْ ؛ تو تم کہہ دو۔ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ ؛ میں نے اپنا رُخ خدا کی طرف پھیر لیا ہے، میں نے گردنِ تسلیم جھکالی، میں نے خدا کو مان لیا، میں تو اسلام لاچکا۔ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؛ اصل میں اِتَّبَعَنِیْ تھا اور وہ لوگ جو میرے متبع ہیں، میرے تابع ہیں، میرے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں، میرے پیرو ہیں۔ یعنی اگر منکرین تم سے کٹ حجتی کریں تو تم کہہ دو کہ میں اور میرے متبع مسلمانوں نے اللہ کے سامنے سرِتسلیم جھکا دیا ہے۔ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ؛ اُمّ ؛ اصل۔ اُمِّیّ۔ وہ شخص جو لکھا پڑھا نہ ہو، اپنی قدیم حالت پر ہو، اَن پڑھ، غیر تعلیم یافتہ۔ تو تم اہلِ کتاب کو اور اُن اَن پڑھ غیر تعلیم یافتہ لوگوں کو کہہ دو۔ ءَاَسْلَمْتُمْ ؛ کیا تم اسلام لائے؟ کیا تم نے خدا کے سامنے گردنِ تسلیم جھکالی۔ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ؛ پھر اگر وہ اسلام لاچکے تو ان کو ہدایت مل گئی، اگر انھوں نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کردیا اور اس کی اطاعت قبول کرلی تو ان کو سیدھا راستہ مل گیا۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا ؛ اور اگر انھوں نے منہ پھیر لیا، روگردانی کرلی، پیٹھ پھیر لی، نہ مانا۔ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ؛ تو تم پر واجب تھا پہنچا دینا (اور تم نے پہنچا دیا) وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ؛ اور اللہ تمام بندوں کو دیکھتا ہے، ان کے حال سے واقف ہے۔

ترجمہ:- پس اگر وہ تم سے حجت کریں تو کہہ دو کہ میں اور میرے تابع لوگوں نے اپنا رُخ خدا کی طرف کرلیا (اور اس کے احکام مان لئے) اور اہلِ کتاب اور اَن پڑھ (عربوں) سے کہہ دو کیا تم اسلام قبول کرچکے؟ (کیا تم نے احکامِ الٰہی کو مان لیا؟) اگر وہ اسلام لاچکے (اور سرِتسلیم جھکالیا) تو ان کو ہدایت مل گئی اور اگر انھوں نے روگردانی کی (اور نہ مانا) تو تمہارا کام تھا پہنچا دینا (تمہارا کام تھا تبلیغ

وہ تو تم نے کردیا) اور اللہ تمام بندوں کی نگرانی کر رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ ؛ بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں، انکار کرتے ہیں۔ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؛ اللہ کی آیتوں کا، اللہ کی نشانیوں کا۔ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ ؛ اور انبیاء کو قتل کرتے ہیں، مار ڈالتے ہیں۔ بِغَيْرِ حَقٍّ ؛ ناحق، ناروا۔ اس کے مخاطب وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے خود کسی نبی کو قتل نہیں کیا مگر ان ظالموں کو اچھا سمجھا، ان کے کاموں سے خوش رہے کیونکہ کفر سے رضامندی بھی کفر ہے۔ اَلرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ ۔ وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ ؛ اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں، مار ڈالتے ہیں جو يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ ؛ انصاف کا حکم دیتے ہیں، خود بھی انصاف کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی انصاف کی تعلیم دیتے ہیں۔ مِنَ النَّاسِ ؛ لوگوں میں سے۔ فَبَشِّرْهُمْ ؛ تو ان کو بشارت دو، خوشخبری دو، مژدہ پہنچا دو۔ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ؛ عذابِ الیم کا، دردناک سزا کا یعنی ان کو سخت سزا کی مبارک باد دے دو۔ عذاب کے لئے بشارت کا استعمال استعارۂ تحکمیہ ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں۔ تم کو قید خانہ مبارک۔

ترجمہ:- بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اور ناحق ناروا انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں ان کو عذابِ الیم کی مبارک باد دو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ ؛ یہی وہ لوگ ہیں جو۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؛ ان کے اعمال اکارت گئے، ضائع ہوگئے، بے نتیجہ نکلے۔ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؛ دنیا اور آخرت میں یعنی ان کے اچھے کاموں کا اگر انھوں نے کیا بھی ہے تو کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلا کیونکہ بد اعتقادی کے ساتھ نیک عمل کام نہیں آتے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ؛ اور ان کے کوئی بھی معین و مددگار نہیں، اعانت و نصرت دینے والے نہیں۔

ترجمہ:- یہی وہ لوگ ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان کے تمام اعمال اکارت گئے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ؛ کیا تم نے ان لوگوں کونہیں دیکھا ؟ کیا تم کو ان کی خبرنہیں ۔ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ ؛ نَصِيْبٌ ؛ حصّہ ۔ جن کو کتاب میں سے کچھ حصّہ دیا گیا تھا ، کلامِ خدا کا کچھ حصّہ ان تک پہنچا تھا ۔ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ ؛ وہ کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں یعنی ان سے کہا جاتا ہے کہ احکامِ الٰہی کے مطابق عمل کریں ۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ؛ کہ وہ کتاب ان کے آپس کے معاملات میں حکم دے ، فیصلہ کرے ۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى ؛ پھر پیٹھ پھیر لیتے ہیں ، سرکشی کرتے ہیں ، روگردانی کرتے ہیں ، نہیں مانتے ، منحرف ہوجاتے ہیں ۔ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؛ ان میں کا ایک فرقہ ، ان میں کی ایک جماعت ۔ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ؛ اور وہ ہمیشہ سے اعراض کرنے والے ہیں ، منہ موڑنے والے ہیں ، اوامرِ الٰہی سے روگرداں ہیں ۔

ترجمہ :- کیا تم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جن کو کتاب اللہ میں سے کچھ حصّہ دیا گیا تھا ؟ وہ کتاب اللہ کی طرف اس لئے بلائے جاتے ہیں کہ وہ (کتاب اپنے احکام کے مطابق) ان میں فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک جماعت تو (عمل کرنے سے) روگرداں ہوجاتی ہے ۔ اور ان لوگوں کی روگردانی (اور نافرمانی) تو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

ذٰلِكَ ؛ یہ سب کیوں ہورہا ہے ؟ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا ؛ اس وجہ سے کہ انھوں نے کہا ، ان کا اِدعا ہے ۔ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ ؛ ہم کو آگ ہرگز نہ چھوئے گی ، نہ لگے گی ، ہم دوزخ میں ہرگز نہ جائیں گے ۔ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؛ مگر گنتی کے چند دن ۔ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ ؛ ان کو مغرور کردیا ہے ان کے دین میں ، یعنی دینی احکام میں ان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے ۔ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ؛ ان اقوال نے جن کا یہ افترا کرتے ہیں ، ان کے دل کے ڈھکوسلوں نے یعنی ان کی افترا پردازیوں نے ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہے ۔

ترجمہ :- (احکامِ الٰہی سے یہ اعراض کیوں ہورہا ہے ؟) اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں " ہم دوزخ میں چند ہی روز رہیں گے " اور ان کے دلی ڈھکوسلوں نے مذہبی باتوں میں ان کو دھوکہ میں ڈال دیا (اور مغرور کردیا ہے) ۔

صاحبو ! احکامِ خداوندی عام ہوتے ہیں ۔ ان سے کوئی گروہ کوئی خاندان مستثنیٰ نہیں ہوسکتا ۔ یہودی اپنے بنی اسرائیل میں سے ہونے کی وجہ سے مغرور ہوگئے ہیں کہ وہ چند روز سزا بھگت کر پھر جنت میں جائیں گے ۔ کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا کفر اور بغاوت ہے ؟ ان کے یہ ڈھکوسلے ہرگز کام نہیں آئیں گے کہ ہم بنی اسرائیل میں سے ہیں ۔

احکامِ الٰہی سب کے لئے یکساں ہوتے ہیں

یا جناب مسیح علیہ السلام نے سب کے گناہ سمیٹ کر ان کا پشتارہ اپنے سر پر رکھ کر دوزخ میں جل کر تمام عیسائیوں کو ان میں جانے سے بچالیا ہے۔ یہ سب لاطائل باتیں ہیں۔ لَاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؛ کسی کا بوجھ کوئی نہیں اُٹھاتا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ کرے کوئی اور پکڑا جائے کوئی ؟ عقلِ سلیم اس کو قبول نہیں کرسکتی اور انصاف خداوندی اس سے انکار کرتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؛ اچھا کروگے تو سرفراز ہوگے، کامیاب ہوجاؤ گے۔ برا کروگے تو سزا بھگتو گے۔ غرض ہم نے ابھی بیان کیا کہ احکامِ خداوندی میں کوئی استثناء نہیں، اس کے احکام اٹل ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

فَكَيْفَ ؛ پس کس طرح ؟ پھر ان کا کیا حال ہوگا ؟ اصل میں کَيْفَ يَصْنَعُوْنَ ہے۔ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ ؛ جب ہم ان کو جمع کریں گے۔ اِذَا کے بعد ماضی بھی مضارع کا کام دیتا ہے۔ لِيَوْمٍ لَّارَيْبَ فِيْهِ ؛ اس دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک وشُبہ نہیں، لاریب اس کا آنا حق ہے۔ وَوُفِّيَتْ ؛ اور پورا بدلہ دیا جائے گا۔ كُلُّ نَفْسٍ ؛ ہر شخص کو۔ مَا كَسَبَتْ ؛ اس کا کہ کمایا ہے۔ وَهُمْ لَايُظْلَمُوْنَ ؛ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

ترجمہ :- پھر کیا حال ہوگا (ان لوگوں کا) جب کہ ہم ان کو (حساب کتاب کے لئے) اس دن جمع کریں گے جس کا آنا یقینی ہے (لاریب ہے) اور ہر شخص کو اس کے کئے کا (اس کے کمائے کا) پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان لوگوں پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

بنی اسرائیل کو زعم تھا کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں۔ ہم خدا کے بیٹے ہیں، خدا کے محبوب ہیں، یہ اُمّی عرب ہمارے سامنے کیا ہیں ؟ اور کس بات پر وہ ہم سے ناز کرسکتے ہیں ؟ پیغمبر ہم میں سے ہوگا نہ کہ ان عربوں میں سے۔ فرماتا ہے :-

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

قُلْ ۔ تم کہو۔ اَللّٰهُمَّ ۔ یا اللہ ۔ میم، حرف ندا ''یا'' کے عوض ہے۔ پس یا اَللّٰهُمَّ نہیں کہہ سکتے۔ مٰلِكَ الْمُلْكِ مُلک کا بادشاہ، مالک، آقا۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ ؛ ملک، بادشاہی اور حکومتِ ظاہری و باطنی دے دیتا ہے۔ مَنْ تَشَآءُ ؛ جس کو چاہتا ہے۔ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ ؛ اور حکومت چھین لیتا ہے۔ نَزَعَ ۔ يَنْزِعُ ۔ نَزْعًا ؛ چھیننا، نکال لینا، کشمکش کرنا۔ اسی سے نزاع ہے بمعنی کشمکش، چھینم چھانی، لڑائی جھگڑا۔ مِمَّنْ تَشَآءُ ؛ جس سے چاہتا ہے۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ ۔ اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؛ اور جس کو چاہتا ہے ذِلّت دیتا ہے، ذلیل کرتا ہے۔ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؛ تیرے ہاتھ میں خیر وخوبی ہے، سود و بہبود ہے، ہر قسم کی بھلائی ہے۔ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؛ بے شک تو ہر شئے پر قادر ہے۔

ترجمہ :- تم کہہ دو ! یا اللہ ! اے مالک الملک ! تو جس کو چاہتا ہے ملک وحکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے ۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذِلّت دیتا ہے ۔ تیرے ہاتھ میں سب خیر وخوبی ہے بے شک تو ہر شئے پر قادر ہے (جو چاہتا ہے کرسکتا ہے) ۔

دیکھو ! اللہ تعالیٰ ذِلّت وعزت دینے کے کیا کرشمے دکھاتا ہے ! اپنے کیا آثارِ قدرت بتا رہا ہے ۔

تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ ؛ وَلَجَ ۔ يَلِجُ ۔ وَلُوْجًا ؛ داخل ہونا ۔ اَوْلَجَ ۔ يُوْلِجُ ۔ اِيْلَاجًا ؛ داخل کرنا ۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو بڑا کر دیتا ہے ۔ جاہلوں کو علم دیتا ہے ۔ ذلیلوں کو عزت دیتا ہے ۔ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؛ اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور رات کو بڑا کر دیتا ہے ۔ عالموں کو جاہل بنا دیتا ہے اور اپنی عزت کے ادعا کرنے والوں کو ذلیل کرتا ہے ۔ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ ۔ اور مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے ، کافر میں سے مسلمان کو پیدا کرتا ہے ، مُردہ دلوں میں سے زندہ دلوں کو نمایاں کرتا ہے ۔ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ؛ اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالتا ہے ، اچھوں کی اولاد میں سے بروں کو پیدا کرتا ہے ۔

نوح علیہ السلام کے بیٹے کو کافر بنایا ۔ بڑے بڑے بادشاہوں کی اولاد اب جوتیاں چٹخاتی پھر رہی ہے اور کوئی نہیں پوچھتا اب نہ زارِ روس ہے نہ عیسائی سلطنت ۔ یہ کفر کی تاریکی ہے جو دنیا پر چھائی ہوئی ہے ۔

وَتَرْزُقُ ؛ اور تو دیتا ہے ۔ مَنْ تَشَاءُ ؛ جس کو چاہتا ہے ۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ ؛ بے حساب ۔

ترجمہ :- تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے (کبھی روشنی کی زیادتی ہے کبھی تاریکی کی) تو مُردوں میں سے زندہ اور زندوں میں سے مُردہ پیدا کرتا ہے (کبھی زندہ دلی ہے کبھی مُردہ دلی ہے ۔ کبھی ترقی ہے تو کبھی تنزل ہے ۔ کوئی مفلس ہے کوئی مالدار ہے) تو جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے ۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿۲۸﴾

لَا يَتَّخِذْ ؛ نہ بنالیں ۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ ؛ ایمان دار ، کافروں کو دوست ۔ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ مسلمانوں کو چھوڑ کر یعنی مسلمانوں کو نہ چاہئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی پیدا کریں ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ؛ اور

کافروں سے تعلقات دنیوی معاملات کی حد تک ہیں

جو ایسا کرے یعنی کافروں سے دوستی پیدا کرے ۔ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ ؛ پس وہ اللہ سے کسی چیز میں نہیں یعنی ان کو خدا سے کوئی ربط نہیں ، دینداری میں اُن کو کوئی حصہ نہیں ۔ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ ؛ مگر یہ کہ ان کے شر سے بچو ۔ تُقٰىةً ۔ بچاؤ حفاظت ۔ تُقٰىةً پر وقف کیا جائے گا ۔ یعنی کافروں کے شر سے بچنے کے لئے دنیوی تعلقات رکھ سکتے ہیں مگر نہ اس طرح کہ دل میں اُن کی محبت بھرلو ، ان کی صورت شکل بنالو ، ان کے قدم بہ قدم چلو ، ان کے عیوب کو ہنر سمجھو اور حق پرست اور ایمانداروں سے ٹھٹا کرو ، ان کا مضحکہ اُڑاؤ اور مذہبی مسلمان سے بین الاقوامی مسلمان بن جاؤ ۔ دل سے محبت کرنا الگ بات ہے اور معمولی لین دین کرنا جدا بات ۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ ؛ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے ۔ نَفْسَهٗ ؛ اپنے نفس سے ، اپنے آپ سے ۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ؛ اور اللہ ہی کی طرف سب کی بازگشت ہے ، اور وہی سب کا مرجع و مآب ہے ۔

ترجمہ :- مسلمانوں کو مناسب نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی پیدا کریں ۔ جو ایسا کرے گا اُس کو خدا سے کوئی ربط نہیں (کوئی علاقہ نہیں) مگر ہاں اپنے بچاؤ کے لئے ان سے مل جل سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کی بازگشت (اور سب کا انجام) ہے ۔

مسلمان کافروں کے عیوب اپنا رہے ہیں

صاحبو ! ذرا اس زمانے کے حال پر غور کرو ۔ کیا کافروں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں گھر نہیں کرگئی ؟ اور جو عیوب کافروں میں تھے کیا وہ سب اب مسلمانوں میں آ نہیں گئے ؟ وہی ان کی شراب خواری ہے ، وہی قمار بازی ہے ، وہی جھوٹے پروپگنڈے ہیں ، وہی جھوٹی قسمیں ہیں ، سود خواری ہے ، زنا کاری ہے ۔ وہی کوٹ پتلون ہے ، وہی نکٹائی ہے اور اب بوٹ کی جگہ چپل اور پتلون کی جگہ دھوتی نے لے لی ہے ۔ آج کل کے مسلمان کیا ہیں ؟ ایک بے پیندے کا لوٹا ہیں ۔ کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر ، بیچ میں اَدھر ۔ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؛ نہ کوئی مذہب ہے نہ کوئی تہذیب ہے ، نہ کوئی پالیسی ہے نہ کوئی پختہ رائے ہے ۔ اس صورت سے تم کس طرح زندہ رہ سکو گے ؟ تقیہ ! تقیہ ! ڈر خوف نے ایمان کی بنیاد ہلادی ۔ نہ اگلا مزہ ہے نہ اگلی خوشبو ہے ۔ دیکھو ! خدا سے ڈرو ۔ خدا کو منھ دکھانا ہے ۔ سب کا انجام خدا کی طرف ہے ۔ اللہ اکبر ! اللہ اکبر !

مسلمان کسی سے ڈرتا نہیں ہے

صاحبو ! پیغمبر اور پیشوایانِ مذہب کبھی دشمن سے ڈر کر جھوٹ نہیں کہتے ۔ کفار کے لیڈر بھی جس بات کو وہ حق سمجھتے ہیں اس کے کہنے میں اور پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے ۔ اگر تقیہ حق ہوتا ، کوئی اچھی بات ہوتی تو حضرت امام حسین علیہ السلام تقیہ کرلیتے اور اپنی جان بچا لیتے بلکہ آپ کو کہیں کی صوبہ داری مل جاتی مگر ڈرنا حق پرستوں کا شیوہ نہیں ۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا ۔ حضرت علیؓ شیرِ خدا پر ڈرنے کا الزام لگانا ہمارے خیال میں یہ بدترین گناہ ہے ۔ خدا کا شیر کسی سے کیوں کر ڈرے گا ؟ صحابہ کرام میں آپس میں اتحاد تھا ، اتفاق تھا ۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ؛ وہ کافروں سے لڑنے میں بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحم دل ہیں ۔ جو قرآن کی آیتوں کے مقابل واہی تباہی محض بے بنیاد جھوٹ اور نری جھوٹ کہانیاں بنائے اور صحابہ رسولؐ کو کافر و بے دین کہے وہ اپنا نام اپنی صفت بیان کرتا ہے ۔ کیا کوئی چاند کو گل

اندوز کرسکتا ہے؟ جو چاند پر خاک ڈالے گا اس کی مٹی اسی کے سر پر پڑے گی۔ دین کی ساری خدمت کیا کافروں نے کی۔ استغفر اللہ! معمولی مسلمان کو کافر کہنے سے اس کا کفر اس کو واپس ہوتا ہے اصحاب رسولؐ کو کافر کہو گے تو تمہارا کیا انجام ہوگا؟ اللہ سے ڈرو اور واہی تباہی نہ بکو۔

کفار سے محبت کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ بچاؤ کی حدتک میل جول رکھ سکتے ہیں مگر دل میں مسلمانوں کے سوا کسی سے ہرگز محبت نہ رکھنا چاہیے مگر دلوں کا حال اللہ کو معلوم ہے لہذا فرماتا ہے:-

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا ؛ تم کہہ دو اگر تم مخفی رکھو، چھپاؤ، پوشیدہ رکھو۔ مَافِی صُدُوْرِكُمْ ؛ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے، تمہارے دلوں میں ہے۔ اَوْتُبْدُوْهُ ؛ یا اس کو ظاہر کرو۔ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؛ اللہ اس کو جانتا ہے اِنْ تُخْفُوْا شرط کی جزا ہے اس لئے مجزوم ہے۔ وَیَعْلَمُ ؛ اور جانتا ہے۔ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؛ جو آسمانوں اور زمین میں ہے یعنی تم اپنے دلی خیالات کو اس سے کیا چھپا سکو گے جب کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو وہ جانتا ہے۔ وَاللّٰهُ ؛ اور اللہ۔ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؛ ہر چیز پر قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ترجمہ:- تم کہہ دو کہ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے چاہے تم اس کو چھپاؤ یا ظاہر کرو (بہرصورت) اللہ اس کو جانتا ہے اور (اتنا ہی نہیں بلکہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۛۚ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۛۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع ۳

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ ؛ اس دن کو یاد کرو جب کہ ہر شخص پائے گا۔ مَاعَمِلَتْ ؛ جو کچھ کہ عمل اس نے کیا ہے۔ مِنْ خَیْرٍ ؛ بھلائی کی قسم سے۔ مُحْضَرًا ؛ حاضر۔ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ؛ اور جو برائی کہ اس نے کی ہے اس کو بھی حاضر پائے گا۔ تَوَدُّ ؛ چاہے گا، آرزو کرے گا۔ لَوْاَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗ ؛ کاش اس کے اعمال بد اور اس کی سزا میں اور اس کے درمیان۔ اَمَدًا بَعِیْدًا ؛ بڑا فاصلہ ہوتا۔ اَمَدٌ بلحاظ غایت کہا جاتا ہے اور زمانہ عام ہے۔ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؛ اور اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ؛ اور حالانکہ اللہ بندوں پر بڑا رأفت و رحمت والا و مہربان ہے۔

ایسے کام مت کرو کہ ارحم الرّاحمین ، رؤف و رحیم ، قہار اور جبّار کی شان میں ظہور فرمائے ۔

ترجمہ :- (اس دن کو یاد رکھو) جس دن ہر شخص اپنے نیک کام اور بد کام دونوں کو اپنے پاس حاضر پائے گا ۔ وہ چاہے گا کہ اس کے برے کام میں اور اس میں بڑا فاصلہ ہوتا (بڑا زمانہ ہوتا) ۔ (دیکھو!) اللہ تم کو اپنے (اور اپنے غضب) سے ڈراتا ہے حالانکہ وہ بندوں پر رؤف و رحیم ہے ۔

اس آیت میں بیان فرما دیا گیا ہے کہ قیامت میں سب کے اچھے برے کام سامنے آئیں گے ۔ مگر اچھے برے کا معیار کیا ہے؟ جب تک دوسرے پیغمبر تھے وہ معیار تھے اور اس وقت محمد رسول اللہ ﷺ حق و باطل اور خیر و شر کے معیار ہیں ۔ لہذا فرماتا ہے :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ؛ آپ فرما دیجیے ؛ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو ، اللہ تم کو محبوب ہے ۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ ؛ تو میری اتباع کرو ، میری پیروی کرو ، میرا کہا سنو ، میرے بتلائے ہوئے احکام پر عمل کرو ۔ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ؛ اللہ تم کو محبوب رکھے گا ، تم سے محبت کرے گا ۔ اِنْ كُنْتُمْ کا جواب ہے اس لئے مجزوم ہے ۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؛ اور تم سے تمہارے گناہ مغفرت فرما دے گا ، تمہاری خطا پوشی کرے گا ، تمہارے گناہ بخشے گا ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؛ اور اللہ غفور و رحیم ہے ۔

ترجمہ :- آپ فرما دیجئے ! اگر اللہ تم کو محبوب ہے تو میری اتباع کرو ۔ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تو غفور و رحیم ہی ہے ۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ؛ آپ فرما دیجئے ! اللہ اور اس کے رسول یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے سے مسلمان ہوتا ہے اور اسلام کی تکمیل ہوتی ہے ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا ؛ پھر اگر وہ روگردانی کریں ، پیٹھ پھیریں اور احکام نہ مانیں ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ ؛ پس بے شک اللہ ۔ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ؛ محبت نہیں کرتا کافروں سے ، منکروں کو محبوب نہیں رکھتا ۔

ترجمہ :- آپ فرما دیجئے ! اللہ و رسول کی اطاعت کرو ۔ پھر اگر وہ نہ مانیں (اور اعراض کریں) تو اللہ کافروں کو محبوب نہیں رکھتا ۔

صاحبو ! پیغمبر ﷺ کی اطاعت ہر شخص کا فرض ہے ان کے احکام کو نہ ماننا کفر ہے ۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کا ثمرہ کیا ہے؟ تمام گناہوں کا بخشا جانا ۔ اللہ کا محبوب ہو جانا ۔ بھلا خدا کی محبوبیت سے بھی کوئی اعلیٰ و ارفع چیز ہے؟

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ÷ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

محمد رسول اللہ ﷺ کی پیغمبری کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کا سلسلہ تو آدمؑ سے چلا ہے اور حضرتؐ پر ختم ہوا ہے۔ زمانہ بدلتا گیا، پیغمبر بدلتے گئے، احکام بدلتے گئے، ہر ایک اُمت، ہر ایک قوم اپنے زمانے کے پیغمبر اور ہادی کی اتباع کرنے پر مامور ہے، مجبور ہے لہذا اللہ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَۙ ۳۳

ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌۚ ۳۴

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى ؛ بے شک اللہ نے انتخاب کیا، ستھری صاف چیز کو چُن لیا۔ اس کا مادّہ صَفَا ہے اور صَفَآءٌ مصدر ہے۔ اٰدَمَ وَنُوْحًا ؛ آدمؑ اور نوحؑ کو۔ وَاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ ؛ اور ابراہیمؑ کے خاندان والوں کو یعنی ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ وغیرہ کو۔ وَاٰلَ عِمْرٰنَ ؛ اور عمران کے لوگوں کو، ان کے متعلقین یعنی مریمؑ و عیسٰیؑ وغیرہ۔ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ؛ اس زمانے کے تمام عالموں پر یہ الف لام حضوری ہے۔ اَلْعٰلَمِیْنَ ؛ اس وقت کے لوگ۔ اَلسَّنَةَ ؛ اس سال۔ اَلْیَوْمَ ؛ آج۔ اَلْاٰنَ ؛ اب، اس آن۔ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ؛ ذَرَّ۔ یَذرُّ۔ ذَرًّا ؛ نکلنا، پھیلنا۔ ذُرِّیَّةٌ ؛ اولاد، بیٹا، بیٹی۔ اٰدَمَ وَنُوْحًا سے بدل یا حال ہے۔ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ پورا جملہ ذُرِّیَّةٌ کی صفت ہے۔ یعنی ان میں سے بعض، بعض سے پیدا ہوئے ہیں، ان کی اولاد ہیں۔ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ؛ اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

ترجمہ:- بے شک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم والوں کو اور عمران والوں کو اس زمانے کے تمام عالموں پر فضیلت دی (ترجیح دی) ان میں سے بعض، بعض کی اولاد ہیں (یعنی پیغمبر بھی ہیں اور پیغمبر زادے بھی) اور اللہ (سب کی باتیں) سنتا ہے (سب کا حال) جانتا ہے۔

صاحبو! گزشتہ زمانے کے پیغمبروں کو برگزیدہ اور افضل و اعلٰی بنانے سے رسولِ خدا ﷺ کی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ وہ سید المرسلین ہیں، خاتم النبیین ہیں۔ آدمؑ سے لے کر اب تک سب پر اُن کی فضیلت ثابت ہے۔ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ ؛ آدمؑ اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے لواء الحمد کے نیچے رہیں گے۔

ان پیغمبروں میں سے بعض کے حالات تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ بیان فرماتا ہے:-

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۳۵

اِذْقَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ ؛ ذرا اس واقعہ کا دھیان کرو، اس پر غور کرو جب کہ عمران بن ماتان کی بیوی نے کہا جن کی بیٹی بی بی مریم اور نواسے عیسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ رَبِّ اِنِّیْ ؛ اے میرے رب ! بے شک میں ۔ نَذَرْتُ لَکَ ؛ میں نے تیری نذر کیا، وقف کر دیا ۔ مَافِیْ بَطْنِیْ ؛ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے ۔ مُحَرَّرًا ؛ آزاد، سراپا متوکل، لوگوں کی خدمت کرنے سے بے نیاز ۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۔ میری نذر قبول کر لے، میرا پیش کردہ منظور کر لے ۔ قَبِلَ ۔ یَقْبَلُ ۔ قُبُوْلًا ؛ قبول کرنا ۔ تَقَبَّلَ ۔ یَتَقَبَّلُ ۔ تَقَبُّلًا ؛ بہ تکلف قبول کرنا ۔ جب تک خدا کا عفو و درگزر نہ ہو کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا ۔ خدا کا تقبل بھی بڑی سرفرازی ہے ۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؛ بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے ۔ جب تک اللہ کی سماعت اور علم کی تجلی مخلوق پر نہ پڑے نہ کوئی سنتا ہے نہ کوئی جانتا ہے ۔

ترجمہ :- (یاد کرو) جب کہ عمران کی بیوی نے کہا ۔ یا رب ! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے میں نے اُس کو تیری نذر کیا اور آزاد کر دیا ۔ اُس کو میری طرف سے (اپنے کرم سے) قبول فرما ۔ بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے ۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۳۶

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا ؛ پس جب اس نے لڑکی جنی ۔ وَضَعَ ۔ یَضَعُ ۔ وَضْعًا ؛ رکھنا، ڈالنا ۔ وضعِ حمل ؛ دردِ زہ ہونا، بچہ پیدا ہونا ۔ وَضَعَتْهَا ؛ اس لڑکی کو زمین پر رکھا ۔ قَالَتْ ؛ عمران کی بیوی نے کہا ۔ رَبِّ اِنِّیْ ؛ اے میرے رب ! بے شک میں نے ۔ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؛ لڑکی جنی ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ؛ اور اللہ خوب جانتا ہے ۔ بِمَا وَضَعَتْ ؛ اس کو جو جنا ۔ وَلَیْسَ الذَّکَرُ اور نہیں ہے مرد ۔ کَالْاُنْثٰی ؛ مثل عورت کے ۔

اُس زمانے میں دستور تھا کہ اپنے لڑکے کو خدا کی نذر مانا کرتے تھے ۔ جب اس کا لڑکا بڑا ہو جاتا تو ہیکل یعنی معبد میں جس کو حضرت سلیمانؑ نے یروشلم یعنے بیت المقدس میں بنایا تھا کاہن یعنی مقتدائے مذاہب کے پاس لا کر چھوڑ جاتے اور وہ وہاں خدمت کرتا۔ عمران کی بیوی کا نام حنّا تھا ۔ انھوں نے اس اُمید پر نذر کی تھی کہ لڑکا ہوگا اور معبد کی خدمت کرے گا ۔ وہاں ہوگئی لڑکی ۔ لہٰذا انھوں نے کہا ۔ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ؛ اور لڑکا تو لڑکی کے جیسا نہیں ہوتا یعنی جس طرح لڑکا معبد کی خدمت کرتا ہے لڑکی نہیں کر سکتی ۔ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ ؛ اور بے شک میں نے اس کا نام مریم رکھا ۔ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ اور بے شک میں مریم کو تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔ وَذُرِّیَّتَهَا ؛ اور مریم کی اولاد کو بھی ۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؛ شیطان رجیم سے، سنگسار کئے ہوئے سے، مردود سے ۔ رَجَمَ ۔ یَرْجُمُ ۔ رَجْمًا ؛ پتھر مارنا، سنگسار کرنا ۔

ترجمہ :- جب اس نے لڑکی جنی تو عرض کیا ۔ میرے پروردگار ! میں نے تو لڑکی جنی ۔ اور اللہ خوب جانتا ہے

اس کو جس کو جنا اور لڑکا تو لڑکی کے جیسا نہیں ہوتا ۔ میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۚ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا ؛ اس مریم کو مریم کے رب نے قبول کرلیا ۔ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ ؛ اچھی طرح کا قبول کرنا ۔ وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ؛ اور ان کی اچھی اُٹھان اُٹھائی ۔ نَبَتَ ۔ یَنْبُتُ ۔ نَبْتًا وَ نَبَاتًا ؛ اُگنا ، بڑھنا ۔ اسی سے نباتات ہے ۔ اَنْبَتَ ۔ یُنْبِتُ ۔ اِنْبَاتًا ؛ اُگانا ، بڑھانا ۔ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؛ اور مریم کا کفیل زکریا کو کردیا ۔ کَفَالَتٌ ؛ ذمہ واری ، خبرگیری ، سرپرستی ۔ زکریا علیہ السلام بی بی مریم کے خالو تھے اور الیَسَاعَ یا اَلِیْسَات زکریا علیہ السلام کی بیوی بی بی مریم کی خالہ تھیں ۔ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ؛ جب زکریا محراب اور حجرے میں مریم کے پاس جاتے ۔ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ؛ تو ان کے پاس رزق اور کھانے پینے کی چیزیں پاتے ۔ قَالَ يٰمَرْيَمُ ؛ زکریا نے کہا اے مریم ! اَنّٰى ؛ کہاں سے ، کیسا ۔ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؛ یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا ؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؛ مریم نے کہا ! وہ خدا کے پاس سے مجھے ملا ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ ۔ بے شک اللہ رزق دیتا ہے ، کھلاتا پلاتا ہے ۔ مَنْ يَّشَآءُ ؛ جس کو چاہتا ہے ۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ ؛ بے حساب ۔

ترجمہ :- پس اس کو اس کے رَب نے اچھی طرح سے قبول فرمالیا اور ان کی اچھی اُٹھان اُٹھائی اور ان کا کفیل (وسرپرست) زکریا کو بنایا ۔ زکریا محراب میں جب ان کے پاس جاتے تو ان کے پاس کچھ رزق (اور کھانے پینے کی چیزیں) پاتے ۔ کہا اے مریم ! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے ؟ مریم نے کہا ! وہ خدا کے پاس سے آتا ہے ۔ یقیناً اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے ۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

هُنَالِكَ ؛ وہاں ، اس وقت ۔ دَعَا زَكَرِيَّا ۔ زکریا نے پکارا ۔ رَبَّهٗ ؛ اپنے رب کو ، زکریا نے اپنے خدا سے دُعا کی ۔ قَالَ عرض کیا ۔ رَبِّ هَبْ لِيْ ؛ اے میرے پروردگار ! مجھے ہبہ کر ، عطا کر ۔ مِنْ لَّدُنْكَ ؛ اپنے پاس سے ، تیرے پاس سے ۔

گو ظاہری اسباب موجود نہیں ، صحت و قوت باقی نہیں ، مجھے مشکل ہے ، تجھے مشکل نہیں ۔ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ؛ پاک اولاد ۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دیکھا ۔ بی بی مریم کے پاس بے موسم میوے رہتے ہیں تو اپنے بڑھاپے میں اولاد کا ہونا ممکن معلوم ہوا ، اسی واسطے آپ نے اپنے لئے اولاد کی دُعا کی ۔

اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ؛ تو ہی دُعا کا سننے والا ہے ۔

ترجمہ :- اس وقت زکریاؑ نے اپنے رب کو پکارا (عرض کیا) اے میرے پروردگار ! مجھے اپنے پاس سے (اپنے فضل و کرم سے) پاک اولاد عطا فرما ۔ تو ہی دُعا کا سننے والا ہے ۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۔ پھر فرشتوں نے زکریا کو آواز دی ۔ وَھُوَ قَآئِمٌ ؛ اور وہ کھڑے ہوئے ہیں ۔ یُصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ؛ محراب میں نماز پڑھ رہے ہیں ۔ حَرْبٌ کے مادّے میں جدا ہونے کے معنٰی ملحوظ ہیں ۔ دشمنی اور لڑائی بھی اس کے لوازم سے ہے ۔ مِحْرَابٌ ۔ وہ جگہ جہاں صرف بادشاہ بیٹھتا ہے ۔ جھروکہ ، صدر مقام ۔ امام کے نماز پڑھنے کی جگہ اور مصلّے کے معنی میں آتا ہے ۔ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ ؛ کہ اللہ تم کو بشارت دیتا ہے ، خوشخبری دیتا ہے ، مبارکباد دیتا ہے ۔ بِیَحْیٰی یحیٰی کے پیدا ہونے کی ۔ مُصَدِّقًا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ؛ بحالیکہ وہ تصدیق کرتے ہیں خدا کے کلمہ کی ، اس کلمہ کی جو خدا کے پاس سے جاری ہوا ہے یعنی توحید اور خدا کی وحدانیت کا اقرار ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کی پیشگوئی مراد ہے اور بعض کا خیال ہے کہ جناب عیسٰی علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں ۔ ان کے متعلق اس میں پیش گوئی ہے یا تعلیم عیسوی کی تصدیق مراد ہے ۔ بعض کے خیال میں کلمة اللّٰه سے مراد کلمہ کُنْ ہے جس سے تمام چیزیں ظاہر اور پیدا ہوئیں تو یحیٰی علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام کے پیدا ہونے میں کون عجوبہ ہے :-

وَسَیِّدًا ؛ اور سردار ۔ وَحَصُوْرًا ؛ اور کنوارا ، بن بیاہا ، کیوں کہ یحیٰی علیہ السلام نے تمام عمر شادی نہیں کی اور معصوم اور بری باتوں سے رکنے والا کیونکہ وہ ہمیشہ خوفِ خدا سے روتے تھے ۔ وَنَبِیًّا ؛ اور پیغمبر ۔ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ؛ نیکوں میں سے ، اچھے لوگوں میں سے ۔

ترجمہ :- پھر ان کو فرشتوں نے آواز دی جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تم کو یحیٰی (کے پیدا ہونے) کی بشارت دیتا ہے بحالیکہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرتا ہے ۔ وہ سردار اور معصوم

اور نیکوں میں کا ایک پیغمبر ہے ۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰

قَالَ ؛ زکریا ؑ نے عرض کیا ۔ رَبِّ ۔ اے میرے پروردگار ! اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ ؛ مجھے لڑکا کیسے ہوگا ؟ وَقَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ ؛ اور حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا ہے ۔ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؛ اور میری بیوی بانجھ ہے ۔ عَقَرَ ۔ یَعْقِرُ ۔ عَقْرًا ؛ کاٹنا ۔ عَاقِرٌ ۔ بانجھ ، مقطوع النسل ۔ قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰهُ ؛ فرمایا ! ایسے ہی اللہ ۔ یَفْعَلُ مَایَشَآءُ ؛ کرتا ہے جو چاہتا ہے یعنی ان سب موانع کے ہوتے بھی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

ترجمہ :- (زکریا نے) عرض کیا ۔ اے میرے رب ! مجھے لڑکا کیسے ہوگا ؟ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ۔ ایسے ہی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۴۱ ع ۴ ۱۲

قَالَ ؛ زکریا ؑ نے عرض کیا ۔ رَبِّ ۔ اے میرے پروردگار ۔ اِجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً ؛ میرے لئے ایک نشانی پیدا کر ، مجھے اس کی ایک علامت بتا ۔ قَالَ اٰیَتُکَ ؛ فرمایا تمہاری نشانی ۔ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ؛ کہ تم لوگوں سے بات نہ کرو ۔ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ۔ تین دن تک ۔ اِلَّا رَمْزًا ؛ مگر اشاروں سے ۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے ۔ مقبولیتِ دُعا کی علامت یہ تھی کہ وہ تین دن تک بجز اشارات کے کسی سے بات ہی نہ کرسکے ۔ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا ؛ اور تم اپنے رَب کا بہت ذکر کرو ، اس کا ذکرِ کثیر کرو ، اس کو خوب یاد کرو ۔ وَسَبِّحْ ؛ اور تسبیح کرو ، پاکیزگی بیان کرو ۔ بِالْعَشِیِّ ؛ دن ڈھلے اور کچھ دن رہے ، قبل مغرب ۔ وَالْاِبْکَارِ ؛ اور سویرے روشن صبح سے پہلے ۔ اِبْکَارٌ ؛ روشن صبح ۔ بعض کے پاس طلوع فجر سے چاشت تک کا وقت مراد ہے ۔ اس کے مادّے میں " پہلا ہونا " ملحوظ ہے ۔ بَاکُوْرَةٌ ۔ پہلا پھل ۔ بَاکِرَةٌ ؛ بن بیاہی عورت ۔ آج کل بُکْرَةٌ کے معنیٰ ہیں کل ۔

ترجمہ :- (زکریا نے) عرض کیا ۔ اے میرے پروردگار ! تو میرے لئے ایک نشانی بنادے (بتادے) فرمایا تمہاری نشانی یہ کہ تم لوگوں سے تین دن تک بجز اشاروں کے بات نہ کرو (یا نہ کرسکو) اور اپنے رَب کا بہت ذکر کرو اور قبلِ شام اور صبح اس کی تسبیح کرتے رہو ۔